بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفی انفسکم افلا تبصرون ٭

ع٢٦

٣٨٩	٣٣٩	٦٦	١٠٣
٦٥	١٣	٣١٨	٣٣٠
١٠٤	٦١	٣٢٧	٢٨٧
٣٢٨	٢٩٠	١٠٥	٦٧

سلوک قلندری

ارشادات قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مرشدی ومولائی
مولوی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ یاسین چشتی القادری مدظلہ العالی

(جلد اول)

بامدعی مگوئید اسرار عشق ومستی ٭ تا بے خبر بمیرد در رنج خود پرستی
سخن با مرد صحرائی الا اے مغربی کم گو ٭ کہ صحرائی نمی داند زبان اہل دریا را

(جامع)

شاہ سید علی رضا رضائے الٰہی عرف پلاس پوش قلندر

غزل

سرمست در حقوق محبت برای ما | مشتاق از دو دیده شد آبهای ما

ما نوح را ز طوفان سرگشته کرده‌ایم | موسی ز شعیب یافته قوت عصای ما

انگشتری سلیمان با دیو داده‌ایم | یعقوب غنچه دگر نکند در تمنای ما

گاهی در افگنیم به آتش خلیل را | قربان کند اگر چه پسر در تمنای ما

ما اره را بتارک سر زکریا کشیم | یحیی کشیده مرد صد زند در تقضای ما

دندان مصطفی را ای دوست بشکنیم | ایوب نما برآمده در رحمت ما

گه چاشنی زهر بحلق حسن کنیم | گه تیغ بر حسین کشد کربلای ما

بیگانه را چه کار بود در بلای غم | سکان ز راست که خاص آشنای ما

فرعون را ندادیم ای دوست دردسر | زیرا که او نداشت سر درد بلای ما

ما پروریم دشمن و ما می‌کشیم دوست | کس را مجال نیست به چون و چرای ما

حافظ همیشه ناله کشد در بلای غم | باشد که خود علاج کند در بلای ما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ
باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا من
یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی
لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ و نشھد ان محمد عبدہ و رسولہ اما بعد
فخیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔

اس فقیر حقیر سراپا تقصیر نے جب حالات زمانہ پر نظر کی اور عامہ خلائق کے خیالات سے یک گونہ آگاہی حاصل کی تو یہہ محسوس ہوا کہ ایسے زمانہ مین جبکہ عام طور پر علم فلسفہ و ہیئت و ہندسہ کا چرچا ہے اور تعلیم عام ہو گئی ہے عوام الناس کے خیالات مذہب کی طرف سے کھینچتے جا رہے ہین اور ہمارے گروہ اہل سنت والجماعت میں بلحاظ عقاید متعدد فرقے ہو گئے ہین جو عام طور پر اگرچہ طریقہ سنت کا اظہار کرتے ہیں مگر بدعقیدگی میں بہت ہی مختلف الخیال ہیں اور صحیح عقیدہ سے بہت دور اگر ہمارے مسلمان بھائی اپنے برگزیدہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی صحیح طریقہ پر پیروی کرین تو آج پھر ان کو وہی

عروج حاصل ہو سکتا ہے جو پچھلے زمانہ میں حاصل تھا۔ بہرحال
عام طور پر جو زہریلے خیالات ہمارے بھائیوں میں پھیلے ہوئے
ہیں۔ ان کا ذکر مجملاً ذیل میں کیا جاتا ہے جس سے ناظرین کرام کو
اندازہ ہوگا کہ بعض ایسی فروعات اور خفیف اختلافات ہی جب
قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ قوم کے زوال و ذلت کا باعث
ہوتے ہیں اور حابط اعمال خیر ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت
بلحاظ عقائد عمومی اس وقت تین گروہ پر منقسم ہو گئے ہیں و ہو ہذا۔
(۱) ایک گروہ ان علماء و فضلا کا ہے جو بالکل پابند شریعت
اور ظاہری احکام کا نہایت شدت کے ساتھ متبع ہے۔ اس گروہ کا
عمل نہایت پاکیزہ ہے اور اس کا وجود اوائل زمانۂ اسلام سے
باعث اصلاح معاشرت مسلمین ثابت ہوا ہے۔ لیکن فی زمانا

چونکہ اس گروہ کے اکثر ارکان علوم جدیدہ مثل ہیئت و فلسفہ
و ہندسہ وغیرہ سے نابلد محض ہین اور سوائے فقہ و حدیث
کے دیگر دنیوی علوم مین ان کو بالکل دستگاہ نہیں ہے
اس وجہ سے آج کل کے تعلیم یافتہ طبقے پر ان کا کوئی خاص
اثر نہیں اور یہہ تعلیم یافتہ گروہ ایسے علما کو تو ان کا خطاب دیکر
ان کی پیروی کو تضییع اوقات پر محمول کرتا ہے۔

(۲) دوسرا گروہ ان صوفیہ مشایخین اور درویشوں کا
ہے جو علوم باطینہ کے حامل ہین۔ اس گروہ کا وجود بھی اوائل
زمانہ اسلام سے نہایت مفید اور باعث اصلاح عقائد و تزکیۂ
نفوس خلائق رہا ہے لیکن آج کل کے مقتدایان قوم کچھ تو
عوام الناس کی بیہ توجہی اور دنیا طلبی کی وجہ سے صحیح تعلیم

تصوف کو اپنے معتقدین و متبعین مین پھیلانے سے تامل کرتے ہین اور کچھ تو اس خوف سے بھی کہ اگر ان نوجوانان ملک کو صحیح تعلیم دیکر تزکیۂ نفس کی جانب مائل کرایا جائے گا تو وہ مذہب ہی سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ اور اسی لئے رسمی مریدی و بیعت پر اکتفا کیا جاتا ہے چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر طالبین یا تو الحاد و شرک مین مبتلا ہو جاتے ہیں یا سرے ہی سے اس علم سے ان کی عقیدت زائل ہو جاتی ہے چونکہ جو حقائق و دقائق و معارف سینہ بسینہ فقراء و صوفیائے اسلام کو پہونچے ہین وہ ان تک نہیں پہونچتے اور اس طریقہ سے بجز پابندی رسمیات کوئی خاص فائدہ مرید کو نہیں ہوتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ مین یہ گروہ جہل و خود غرضی کی صفات سے متصف کیا جاتا ہے۔

(۳) تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو علوم جدیدہ سے واقفیت حاصل کرنے اور ملک مین اچھی خدمات حاصل کرنے کے بعد دنیاوی وجاہت وامتیاز کے علاوہ دینی معلومات کے بھی ….ی ہین۔ اور ان کا اکثر و بیشتر حصۂ عمر علاوہ علوم جدیدہ کے علوم دین سے متعلق کتب کے مطالعہ مین گزرتا ہے اور چونکہ سہ روگرد متذکرہٗ صدر کے متعلق اون کے دلون مین عظمت وہیبت باقی نہیں رہی ہے اور ہماری قوم کے اکثر علما ومشایخین نے قناعت و توکل کو جوان کے لئے باعث عزت تھا ترک کر دیا ہے اور امرا اور حکام کے محتاج ہوگئے ہیں اس وجہ سے یہ تعلیم یافتہ طبقہ اپنے معلومات دینی کے حصول کا ذریعہ علما ومشایخین کو نہیں بناتا بلکہ بعض مریدی یا شاگردی کے بعد اُن سے مختلف العقیدہ ہوکر مطالعہ کے ذریعہ

اپنی معلومات دینی کو ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ ہر علم کے حصول
کے لئے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی استاد کامل کا ہونا ضروری ہے اور
بلا استاد کامل کسی علم کا بھی صحیح اکتساب ناممکن ہے اس
لئے اس کا لازمی نتیجہ ضلالت ہے اور ایسے صوفیا کے کلام میں (جو اپنے
آپ کو فنا فی اللہ کئے ہوئے تھے اور یہ مقام اُن کو ریاضات شاقہ
اور تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلیۂ روح کے بعد حاصل ہوا تھا
اور ان کے اپنے واردات و مشاہدات سے متعلق تھا)
کہیں بظاہر مسائل شرعیہ سے اختلاف دکھائی دیتا ہے۔
درحالیکہ حقیقتاً بلحاظ مقامات ان کا کلام بالکلیہ بموجب قرآن
وحدیث ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

سعدیا سعدی کہ راہ صفا ✤ تواں رفت بجز در پے مصطفےٰ

علاوہ اس کے اس زمانہ کے جہلائے خوف اور تنبیہ سے بچنے کے خیال سے بعض صوفیا و محققین مثل عمر خیام و حافظ شیرازی و امیر خسرو وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے اشارات و استعارات کے ذریعہ علم تصوف و علم توحید کو بیان کیا ہے۔ ان بزرگواران کے کلام کو بغیر واقفیت اصطلاحات اور بلا استاد کے اگر پڑھا جائے تو سوائے گمراہی کے کیا حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ مولانا فرماتے ہیں ؎

پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر
ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد
او ز غولان گمرہ و در چاہ شد

حیثیت میں ہر فن کے نقالوں کی کثرت رہی ہے اور

عادت اللہ یہی ہے کہ اصل سے نقل میں زیادہ چمک

دمک ہوتی ہے اور اکثر مردمان ظاہربین ظاہری وجاہت کے

گرویدہ ہو کر ایسے حضرات کے سپرد ہو جاتے ہیں اور آخر میں

پشیمان ہوتے ہیں۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاَئِمَّةَ الْمُضِلِّیْنَ۔ (ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ: سوا اس کے نہیں کہ ڈرتا ہوں میں اوپر امت اپنی کے

سرداروں گمراہ کرنے والوں سے۔

ان امور اور زمانہ کی حالت کے نظر کرتے ہوئے اس فقیر

کو یہ خیال پیدا ہوا کہ نکات علوم و دقائق و حقائق و معارف سے

متعلق جو ارشادات و اسرار توحید سینہ بسینہ اس فقیر کو اپنے

مرشدو مولا مولوی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ بانی تہذیب نقابی
مدظلہ العالی سے پہونچے ہیں۔ ان کو بجنسہٖ شایع کروا دیتا ہوں۔ ان
کے ملاحظہ کے بعد طالبان راہ حق کو صحیح نکات علم دینی سے
کما حقہ واقفیت و آگاہی ہو اور اس علم کے متعلق عام تعلیم یافتہ
طبقہ کو جو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ رفع ہو۔

بالآخر یہ عرض ہے کہ فقیر اس کتاب کو اپنے مرشدزادہ
میاں احمد انوار الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وطال اللہ عمرہ کے
نام سے معنون کرتا ہے۔

مکن اے صوفیان خام یاری ٭ کہ باشد کار خامان خام کاری
فان العلم للاشراف شرفا ٭ وللارذال مذموماً مدحورا
سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام ...

علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ؞ ؞

خادم الفقراء

شاہ سید علی رضا رضائے الٰہی عرف پڑس پوش قلندر
چشتی القادری الحنبلی السنوسی المحمدی۔ خلیفہ حضرت مولانا
ی شاہ میر احمد حسین صاحب قبلہ بالیٹن چشتی القادری
ہ العالی۔

ہو ہو

من رشحاتِ قلمِ عرفان رقم حضرت پیر و مرشد قبلہ

قطعہ

دم سے سید علی رضا کے ÷ یہ عرفان موجزن ہے
عرفان میں کتاب خوب لکھی ÷ پڑھ کر کے تقی زندہ دل ہے
مشرک بھی خدا سے بیچ اٹھا ÷ تیغ حسد طعنہ زن ہے
گر چاہو ترقی مراتب ÷ کرلو از بر یہ مخزن ہے

۱۳۵۲ھ

(۱) تحفۂ علی رضائی مصابیح القلوب۔ (۲) معادن مخزن عرفان

۱۹۳۴ء

۱۳۵۳ھ

قطعہ

از دم قدم علی رضا شاہ ÷ ہست در دید چپ مختصر
عرفان و دقائق و حقائق ÷ ہم اصل گزین از ین تحریر
تاریخ زبالیمین است ناظر ÷ مقبول عصر یہ شود

۱۳۴۲ف

فہرست مضامین

نمبر شمار	تفصیل مضامین	از صفحہ	تا صفحہ
۱	۲	۳	۴

هذه الشجرة الطيبة اصلها ثابت وفرعها

فی السماء

قول

الم کهیعص حم عسق

طٰہٰ یٰسین

شجرۂ چشتیہ عالیہ

ول



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی اختار من عبادہ بخدمت الفقراء وجعلھم من جملۃ احبّاءہ واصفیاءہ وشرفھم علی الفضلاءہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا وحبیبنا محمد وآلہ واصحابہ الکرام الی یوم الدین والی یوم نظہر الحق والیقین ۰ اما بعد فھذا سلسلتی من مشایخی فی طریقت الچشتی رضوان اللہ علیھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(۱) خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی من جانب رب الجلیل ورب العزت العرش العظیم جل جلالہ وعم نوالہ عظیم الشانہٗ

وقدیم الذات عن حضرت سید الکونین رسول رب العالمین خواجہ ہر دو سرا احمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم را رسید۔

(۲) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت مدینۃ العلوم والمطالب امام المشارق ومغارب امیر المومنین وامام الاشجعین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ را رسید۔

(۳) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت ابی النصری الحسن البصری الانصاری رضی اللہ عنہ را رسید

(۴) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت ابی الفضل عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۵) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی

حضرت خواجہ ابی الفیض فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۶) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت خواجہ خواجگان ولی کامل سلطان ابراہیم ابن ادہم البلخی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۷) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۸) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۹) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ ابراہیم مشاد علو دینوری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۰) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سلسلت چشتیان خواجہ خواجگان ابی اسحٰق شامی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۱) بعدازین خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ قدوۃ الدین ابی احمد ابن خرسنافتہ الچشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۲) بعدازین خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ ناصر الدین ابی محمد ابن احمد چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۳) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و

باطنی حضرت خواجہ ناصرالحق والدین ابی یوسف رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۱۴) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ قطب الحق والدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۱۵) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت خواجہ مخدوم حاجی شریف زندنی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۱۶) بعدازیں خرقہ خلافت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۱۷) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب النواز

خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۸) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۱۹) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۰) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سلطان العارفین نظام الدین محمد ابن احمد بدایونی بخاری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۱) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری

وباطنی خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اودھی چشتی رضی اللہ عنہ
را رسید۔

(۲۲) بعدازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
وباطنی حضرت خواجہ ابوالفتح الولی الاکبر الصادق سید محمد حسینی الملقب با
گیسودراز بندہ نواز رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۳) بعدازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
وباطنی حضرت خواجہ شاہ جمال الدین عبداللہ مغربی رضی اللہ عنہ
را رسید۔

(۲۴) بعدازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری
وباطنی حضرت خواجہ شاہ کمال الدین واصل الاسرار بیابانی رضی اللہ عنہ
را رسید۔

(۲۵) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید شاہ میران جی شمس العشاق رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۶) بعد ازین خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید برہان الدین محبوب سبحانی بیجاپوری رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۷) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ حاجی اسحٰق چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۸) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ راجی محمد چشتی رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۲۹) بعد ازیں خرقہ خلافت اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت

خواجہ جنید ثانی چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۰) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ شاہ ہدایت اللہ اعمیٰ رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۱) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید کمال الدین بخاری رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۲) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید جمال الدین چشتی رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۳) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت خواجہ سید محمد الملقب بہ شاہ میر رضی اللہ عنہ رارسید۔

(۳۴) بعدازیں خرقہ خلافت واجازت ہمہ ارشاد ظاہری وباطنی حضرت خواجہ سید کمال الدین شیخ خاندان چشت رضی اللہ عنہ

را رسید۔

(۳۵) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید علاء الدین رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۶) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید برہان الدین پروردگار رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۷) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت خواجہ سید سلطان محمود اللہ شاہ حسینی الملقب بہ شاہ جی صاحب رضی اللہ عنہ را رسید۔

(۳۸) بعد ازیں خرقہ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی حضرت محمد کمال اللہ شاہ گہ ارضی اللہ عنہ را رسید

(۳۹) بعدازیں خرقۂ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی نبیرہ شاہ احمد حسین چشتی را رسید۔

(۴۰) بعدازیں خرقۂ خلافت و اجازت ہمہ ارشاد ظاہری و باطنی و خرقۂ درویشی ہم شاہ سید علی رضا را دادہ از نکات علوم و دقائق و حقائق و معارف آگاہ نمود خلافت و اجازت برضا و رغبت خود دادہ ام۔

اللهم بحرمت هذه الاسماء وبحرمت النبي صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم تسليما كثيرا كثيرا برحمتك يا ارحم الراحمين.

این چند کلمہ برائے سند و اجازت فقیر گردانیدن دیگران را در سلسلہ چشتیہ عالیہ از رضا و رغبت خود بمقام حیدرآباد دکن

محلہ زنڈیڈ لنبی بازار در گروہ پاکبازان حیدرآبادی بہ این شاہ سید علی رضا
رضائے الہٰی عرف پلاس پوش قلندر را تحریر نمودہ دادہ ام خداوندا
این فقیر و تابعان این فقیر را بر جادہ شریعت غرہ مستحکم بدارد
در مشاہدۂ توحید وجودی مدام مستغرق بدار آمین یارب العالمین۔
بحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ہ
المرقوم ۲۰ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ

العبد

شاہ احمد حسین چشتی القادری

فرہنگ

کشف و شہود = مرتبہ عین اللہ را گویند +

چلیپا = عالم طبائع را گویند +

دیر = عالم انسانی را گویند +

کلیسا = عالم حیوانی را گویند +

طامات = معارف را گویند +

جفا = پوشانیدن دل سالک از مشاہدہ +

جور = باز داشتن سالک از سلوک عروج +

خشم = ظہور صفات قہر را گویند +

دلدار = صفت باطنی را گویند +

دلبر = صفت قابضی را گویند +

زلف = غیب و ہویت را گویند +

گیسو = ظاہر طالب را گویند +

میخانہ = عالم لاہوت را گویند +

بادہ = عشق را گویند +

وصل = عبارت است از نسیان خود بہ شہود نور وجود حق تعالیٰ +

بتکدہ بتخانہ ۔ شرابخانہ ۔ دیر ۔ خرابات و عالم معنی = باطن عارف کامل را گویند +

پیر مغان = پیر خرابات ۔ خمار ۔ بادہ فروش = مرشد را گویند +

مستی = فرو گرفتن عشق با جمیع صفات +

مست وخراب = استغراق راگویند+

مست وشیدا = اہل حزن وذوق راگویند+

اقامت = غلبۂ عشق راگویند+

رجعت = از مقام وصول بہ قہر بطریق انقطاع راگویند+

قلاشی = معاشرت ۔ مباشرت = اعمال راگویند+

اوباش = آنکہ غم ثواب وعقاب نہ کنند+

قلندر وقلاش = اہل صفا واہل ترک واہل فنا راگویند+

شمع = نوراللہ راگویند+

کباب = پرورش دل وتجلیات حق+

صبوحی = محادثہ راگویند+

صبح = طلوع احوال واوقات واعمال راگویند+

بامداد = مقام بازگشت احوال واوقات +

کفر = تاریکی را گویند +

بت وشاہد معانی = مقصود را گویند +

وفا۔ عنایت ازلی را گویند +

غمگساری = صفت رحمانی را گویند +

خال سیاہ = عالم غیب را گویند +

تفرید = عبارت است از تنہا کردن دل از جمیع ماسوی اللہ +

ترسا = مرد روحانی را گویند کہ از صفات ذمیمہ نفس امارہ خلاصی

یافتہ باشد ومتصف بہ صفات حمیدہ باشد +

ترسا بچہ = واردات غیبی را گویند کہ از عالم غیب در دل سالک فرود آید +

گبر وکافر = کسے کہ یکرنگ در وحدت شدہ ورد سے از ماسوی اللہ

برتافتند +

مئے = ذوق را گویند کہ از دل سالک سرزند و او را خوش وقت گرداند +

ساغر و پیمانہ = کسے کہ مشاہدہ انوار غیبی و ادراک مقامات کند +

زنار = علامت یک رنگی و یکجہت شدن را گویند +

یار - دلبر - صنم - دوست - محبوب = تجلی صفات را گویند +

غمزہ - بوسہ - فیض = جذبہ باطن را گویند +

لب و دہان = صفت حیات را گویند +

چشم - ابرو - جمال = کلام و الہام غیبی را گویند +

کلاہ چار ترک = ترک فنا - ترک بقا - ترک یاد - ترک ریب را گویند -

شیدا = اہل جذبہ و اہل شوق را گویند +

ساقی و مطرب - فیض رسانندگان معنی را گویند +

شراب و بادہ = بمعنی محبت است +

مئے لعل = خون عاشقان کہ از راہ دیدہ در جام گنارش ریزند +

اتحاد = عبارتست از استغراق در ہستی حق جل و علی +

سعادت = عبارتست از خلاص شدن بدیدن حق تعالیٰ +

شقادت = عبارت است از حق تعالیٰ باز ماندن +

نعت

ذات احد تیرا ہے مسمیٰ تو ہی مجرد نام محمدؐ
حق ستی تیرا تجھ ستی حق کا ہو دے کلام محمدؐ

کام خدا کا منیت نمائی جسکو کہیں ایجاد و تکوین
کام ترا ہی ہست نمائی یعنے ثنائے نام محمدؐ

تین کو دکھانا جیونکہ ترا جی ہست حقیقی یعنے خدا کو
آپ نہیں ہو ہے کو دکھانا تجھکو سجے مادام محمدؐ

شاہد بزم محبت دیکھنے اپنا طلعت تجھ
ذات کو تیرے آئینہ کیتا کنہ کو تیری جام محمدؐ

ہے حقیقت بی شکل و شبہت ذات تری اوصاف ہے تجھ
ذات و صفات حضرت ذوالجلال و ذوالاکرام محمدؐ

واجب ممکن تا ظروف عارف شاہد و واحد جملہ مراتب
تو ہی خدا کا ہے آئینہ تیری نور کے سب اقسام محمدؐ

کنت نبیاً آدم بین الطین ہے تلقین کہ حق نے — تجھکو ابو الارواح کیا تجھ جد کو ابو الاجسام محمد

نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ تجھ سے شفاعت خواہ تمامی — یوسف و ذو القرنین و سلیمان بندی تیرے ادہم محمد

تیری تصرف میں ہے ہمیشہ ملک نبوت شہر ولایت — جملہ نبی تمام تیرے اور جملہ ولی خدام محمد

تب ستی پایا عرش بریں نے عز و شرف اضعاف مضاعف — جب ستی آئے فرق پر اوسکے پاک تیرے اقدام محمد

شمس و قمر کو تیری جبین کے نور سیتی خلق کیا ہے حق — رخ ستی تیرے صبح بنایا زلف سے تیرے شام محمد

گر تو نہ آتا عالمیاں کو راہ ہدایت کون دکھاتا — کون لیجاتا حق کی طرف سے خلق کے تیں پیغام محمد

جس نے نہ بھولا یاد ترا وہ ذکر الٰہی میں ہے دمادم — جس نے قبولا حکم ترا وہ امر خدا کا رام محمد

عین خدا اور غیر خدا جو سر حقیقی تجکو نہ بوجھا — پختہ نہیں ہے خام سمجھ میں خاص نہیں ہے عام محمد

حال ترا ہے سر حقیقت فعل ترا ہے امر طریقت — قول ترا ہے راہ شریعت دین ترا اسلام محمد

ہے یہ سراج شہیر جو تجھ دیدار کی گلزار کا گلچین — اوس کے طفیل یکبار دکھا مجھ اپنا رخ گلفام محمد

رویت حق اور تیری شفاعت مطلق خاص اور عام کو ہے — آخرت و دنیا میں کمال الدین کو دلا انعام محمد

ھو ھو ھو

رب یسّر ولا تعسّر علینا یا رب

اصولِ تصوّف

جملۂ تشبیہ	جملۂ تنزیہ
محمد الرسول اللہ اوست	لا الٰہ الا اللہ اوست
فرق	جمع
غیریت	عینیت

تنزیہ مع التشبیہ تشبیہ مع التنزیہ

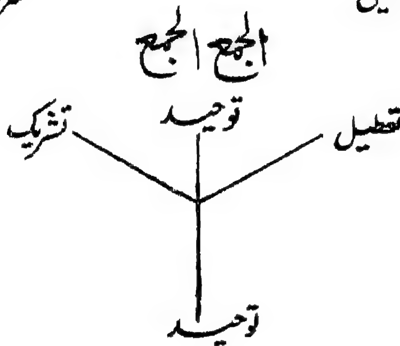
(دو ذات کا ثبوت) لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

ہمہ اوست

(جمع الجمع)

الجمع بلا فرق — الفرق بلا جمع

تعطیل — تشریک



ملاحظہ ہو حدیث ترمذی شریف

رُباعی

منظور ہے عامی کو فقط چہرہ فرق ٭ ہے خاص محب لجہ جمع میں غراق
کرتا ہے اخص یہہ دونوں ضد کو باہم ٭ جیون شرق یہ غرب جمع اور غرب یہ شرق

ثبوت بیان جملہ تنزیہ مع التشبیہ

جمع والا ہے فرق سے بے بہر
فرق والا ہے جمع سے محروم
صاحب جمع جمع ہے مامون
زانت ہر دو جانب مذموم
کیوں نہ ہو بندۂ آلہ نما
پیر کشمیر ہے مرا مخدوم
رمز توحید سے نہیں خالی
خواہ نثر کمال یا منظوم

"ثبوت بیان جملہ تنزیہ"

حق ہے موجود غیر حق معدوم
ما دری اس کی کیفیت معلوم

جنب میں ہستی حقیقی کے
کالعدم ہے یہ ہستی موہوم

اس پہ ہے لاالٰہ الا اللہ
نص قطعی نہ ظنی مکتوم

اور اسی مدعا پہ ہے شاہد
وحدہٗ لاشریک کا مفہوم

ظاہر و باطن اول آخر حق
ہے کتاب مجید میں مرقوم

من جمیع الوجوہ غیر خدا
ہے نہ الا کہ اسم بے موسوم

مظہری مُظہری کی نسبت سے
عبد اور رب ہے لازم و ملزوم

عینیت غیریت حقیقی کے
رہ الحاد و شرک سے معصوم

اول حق و بعد خلق پر کس کو نظر | خلق اول و بعد حق کسی کا منظر
کوئی حق مع خلق دیکھے مع حق | کوئی ناظر حق فقط ر ہے بینا تر

موجود دو یک مقید و یک مطلق | سب کوئی کہیں اس کو خلق اور اسکو حق
پر انمیں حقیقت وجودی اک حق بین | یک دیکھ نہ دو رنگ احول احمق

موجود وجود حق سے ہر شے جب ہے | دعوی انا الحق اوس سے باطل کب ہے
ہے عبد عبد سو رب ربا و یدان | پر عبد وہ حیثیت سے عین رب ہے

جسو میں ہو نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا ۔ آشکارا ہو نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
پیر کی ذات صفت باطن و ظاہر ہے مراد ۔ میں تو نامی نہ میاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

متلبس ہو وہ یک پیو صد جلوہ نما | در لباس دو جہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو ہی ہست بجز نیست نہیں پیو کا غیر | عین ایسا ن یہ بیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو زمین پیچ زمان پیو مکین پیو مکان | پیو تن پیو ہی جاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو کو پیر سے پایا ہے وگرنہ تو محال | پیر تول فیض رساں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو نے پیر کی گھونگٹ میں دکھایا ہے جمال | یہ عجب ناز نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو نے پیر نما آپ سوا ہے ورنہ | پیو بے نام و نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں تو سمجھا تھا مرا پیو ہے سینے سے جدا | سر بسر وہم و گماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیر نے پیو کو ہر شئے میں بتایا ہے مجھے | عین تو وہ پیو کہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

پیو کو سب پیر دکھلانے مرے شیرا ہے کمال | پیر شہ میر ضماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

(۷)

افراط و تفریط سے اے عارف باللہ | توحید الہی کو نگہ رکھ کہ دیگاہ

افراط سو تشریک ہے تفریط سو تعطیل
اوسط رہ توحید ہے اے سائر الی اللہ

اس دو نو کے درمیان دو ایک ہے یوں جیون
زلفین کے مابین رخ دلبر دلخواہ

اثبات دو معبود ہے تشریک شریعت
تعطیل سو ہے نفی وجود اور صفت اللہ

توحید ہے اثبات معبود احد کا
نا ضد جسے نا ند ہے نہ امثال نہ اشباہ

ارباب طریقت کنے توحید و تشریک
ہے دل کا توجہ سوے اللہ سوے اللہ

تعطیل ہے عینیت اوصاف مع الذات
رکھ راہ طریقت میں قدم اس سے حذر چاہ

اوصاف کے تیں ذات سے کہتا ہے جو کوئی عین
اثبات کمالات کا نافی ہے وہ گمراہ

اوصاف میں اور ذات میں جو سات طرح کا
ہے فرق جو بولوں تو نہو قصہ یہ کوتاہ

ہے غیر کی ہستی کا حقیقت میں جو اثبات
تشریک اوسے نفی کرا ہے فانی فی اللہ

ہر شئے میں تجھے ذات خدا کی نظر آتا
توحید حقیقی ہے بس اے باقی باللہ

ہاں عین حقیقی حق اور غیر مجازی
عالم کو سمجھ پڑ نکو تعطیل میں ناگاہ

ہے معرفت اللہ میں توحید و تشریک — دیدار حق در رویت غیر ایسے سخن آگاہ
یعنی کہ خدا خلق کا اور خلق خدا کا — آئینہ تو توحید ہے اور پردہ تو شرک آہ
جانے جو جدا ذات و حقیقت کو خدا کے — وہ صاحب تعطیل ہے در معرفت اللہ
شہمیر کا میں اور یہ مرا قال نہ میرا — العبد وما فی یدہ ملک لمولاہ
واللہ و باللہ کہ میں نیچ ہوں کمالا — ہے مجھ میں جو دستا ہے سو اللہ ہی اللہ

(۴)

کہہ زاہدا حصول کمال اب نہیں تو کب — محبوب کا شہود جمال اب نہیں تو کب
انی قریب تجھکو کہا جب حبیب نے — انصاف کر کہ اوس کا وصال اب نہیں تو کب
دع نفسک تعال کہا تجھکو دوست جب — اوس دوست کے عدو سے قتال اب نہیں تو کب
جس واسطے ہوا ہے تو مخلوق کا سما — عرفان ایزد متعال اب نہیں تو کب
ناحق خیال غیر میں کھویا تمام عمر — چھوڑیگا راست کہہ یہ خیال اب نہیں تو کب

پایا خودی زوال خدائی کا ہے کمال
تحصیل یہ کمال و زوال اب نہیں تو کب

جو قال عین حال ہے اور حال عین قال
حاصل ہوئی وہ قال وہ حال اب نہیں تو کب

جب فاسئلو کہا ہے خدا اہل ذکر سے
اے غافلان وہ وقت سوال اب نہیں تو کب

جس حق میں لا قیاس بہا ذنب کہے نبی
اس معصیت سے توبہ کمال اب نہیں تو کب

کہا ہے قرآن میں نحن اقرب سمجھو اسکو نقاب میں ہے
رکھا نہیں وہ کسی سے پردہ خودی سے تو خود حجاب میں ہے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
ہے ایک نقطہ کہ جس کا مطلب بیان ساری کتاب میں ہے

مثال ماہی ہے حال اپنا رہے ہمیشہ درون دریا
خبر نہیں ہے کہ آب کیا ہے اگرچہ دن رات آب میں ہے

"اُصول نکات علم و فائق"

منزلؒ ناسوت۔ راہؒ شریعت۔ ذکرؒ جلی

اثبات معبودین۔ تشریک۔ افراط		نفی
اثبات الہ واحد۔ توحید۔ اوسط۔	}	شرک جلی
نفی وجود وصفات حق۔ تعطیل۔ تفریط		تعطیل جلی

کلمہ شریعت۔ لا معبود الا اللہ

اس ذات کو اے عباد معبود کہو | تم جس سے ہیں اوس کی نہ انز ود کہو
جس ذات او پر وجود اوس کا زاید | بالذات کہاں سی ہوئے موجود کہو

منزل۲ ملکوت۔ راہ۲ طریقت۔ ذکر۲ قلبی

توجہ بغیر حق۔ تشریک۔ افراط	نفی
توجہ بحق۔ توحید۔ اوسط	
صفت عین ذات۔ تعطیل۔ تفریط	شرک خفی

کلمہ طریقت۔ لامقصود الا اللہ

منزل۳ جبروت۔ راہ۳ حقیقت۔ ذکر۳ روحی

اثبات موجودین۔ تشریک۔ افراط	نفی
اثبات موجود واحد۔ توحید۔ اوسط	
عینیت حقیقی غیریت اعتباری تعطیل۔ تفریط	شرک اخفیٰ

کلمہ حقیقت۔ لاموجود الا اللہ

منزل لاہوت ۔ راہ معرفت ۔ ذکر سری

نفی اثبات ۔ تشریک ۔ افراط

اثبات کا اثبات ۔ توحید ۔ اوسط

حق تعالیٰ کے وجود اور ذات کو جدا جاننا ۔ تعطیل ۔ تفریط

نفی شرک شہود غیر حق

کلمہ معرفت ۔ لا مشہود الا اللہ

کفر حق (سچا انکار) ۔ کفر باطل (جھوٹا انکار)

منزل ہاہوت ۔ راہ توحید ۔ ذکر خفی

قرب نوافل لا رب علمی فنا علمی بقا

قرب فرائض ولا عبد حالی فنا حالی بقا

(مقام قرب)

قرب نبی بالا و پستی رفتن است ٭ قرب حق از قید ہستی رستن است

حق کی یکتائی سے جو کہ تو آشنا ہوا	وہ گم ہوا نہ بندہ ہوا نہ خدا ہوا
بحر زلال سے جو تنک جا ہوا تیرنا	وہ گھل گیا نہ ملح ہوا اور نہ ماء ہوا
اس قول حق سے حق ہے کہ یہ سر حق نما	یون حق سے تیون نہ کس کو سمجھ مدعا ہوا
معلوم ہوئی حقیقت توحید اوس کے تئیں	لا رب عبد کا کہ جسے کشف عطا ہوا
جس قدر من عرف کا کھلا جس کے رخ پہ در	اسقدر قد عرف کا نقاب اوس پہ وا ہوا
جتنا فقد عرف کے معمہ کو حل کیا	اتنا اسیر حیرت و محو فنا ہوا۔
جتنا فنا و محو ہوا اپنی ذات سے	اتنا وجود حق سے حصول بقا ہوا
ضدون کے جمع کا ہنر آیا ہے جس کے ہاتھ	اثبات و نفی غیر حق اوس کا روا ہوا
مطلق کیا جو اپنے مقید صفات و ذات	وہ متصف بذات و صفات خدا ہوا
حاصل کیا جو علمی و حالی فنا بقا	اس کو مقام کن فیکون کا عطا ہوا
کرتا جو قطع پانچ رہا چار منزلان	آخر مقام قرب او سے منتہا ہوا

پایا انوا فضل ادو قرالیقین کے قرب کو
سری خفی کہ جس سے ادا بے قضا ہوا

حاصل کلام بعد حصول کمال کے
بندہ تو بندہ ہی ہے پر اللہ نما ہوا

جو وحدت الوجود بلا وحدۃ الوجود
پایا موحدوں کا وہی مقتدا ہوا

شہیر سا ملا جسے صاحب کمال حق
وہ مستحق منصب قرب ولقا ہوا

صورت وحیہ سے جبرئیل جو ہوتے تھے عیاں
وحیہ دراصل نہ تھے اس میں نہیں ریب و گماں

عین جبرئیل نہ تھی صورت وحیہ لیکن
غیر جبرئیل بھی ہونا نہیں رکھتا امکاں

صورتاً گرچہ نہ تھی صورت وحیہ جبرئیل
ایک معنی نہ وگر بلکہ یہاں بود ہماں

ہلذا اگرچہ مبرا ہے تنزیہ الذات
شکل و صورت سے وہ قدوس سلام و سبحاں

صورت و شکل سے لیکن از سر تشبیہ صفات
متمثل ہوئی در دیدۂ اہل عرفاں

حق کہا جاوے صورت کو نہ غیر حق نیز
جیسے کہ تمثیل میں جبریل کے گذرا یہ بیاں

خارجی مین ہیں پاک شاہد عینی کے حجاب | کر کے آئینہ تو ہر یک مین ہوا وسکو نگراں
یک تو پردہ ہے کثیف اوس کرا سامی سیار | جیو بدن جسم جسد شخص طلل جثمان
دوسری پردہ لطیف اوس کی ہین چتنا ہین القاب | برزخ و قلب نسان ول وعرش رحمان
سومی پردہ الطف ہے تجلیہ حق کا | ناطقہ روح وروان ہے وجان مغز جہان
ہر یک آئینہ کثرت کو ہے شامل حق کا | وحدت تعینئ احاطت وہمیت سیران
داخلی پردہ بھی اس وحدت مطلق کی تجلیان | تین اقسام ہیں اسما وصفات وفعلان
ذات ہر فعل میں فاعل ہے صفت میں موصوف | اسم کو آئینہ کر دیکھ مسمی کو رواں
جمع غیریت ذاتی بہ حقیقی وحدت | سخت مشکل ہے کمالا نہیں امر آسان

اس شغل میں دن رات رہ میں نین بس حق موجود ہے
یہہ کام کر یہ بات کہہ میں نین ہوں حق موجود ہے

دیدار مطلق ہے یہی گفتار اصدق ہے یہی

سر انا الحق ہے یہی میں نین ہوں حق موجود ہے

اوراد میں اجمل یہی اشغال میں اکمل یہی

افکار میں افضل یہی میں نین ہوں حق موجود ہے

جیوں شرع میں معبود دو تیوں معرفت میں بود دو

ہے شرک یہہ مقصود جو میں نین ہوں حق موجود ہے

اول بھی حق آخر بھی حق باطن بھی حق ظاہر بھی حق

غائب بھی حق حاضر بھی حق میں نین ہوں حق موجود ہے

جب مجھ صفات و ذات نین افعال نین آثار نین

خوش نفی ہے اثبات نین میں نین ہوں حق موجود ہے

اوس کی مری ہے یہ ثنا مظہر ہوا مظہر اتا

اللہ بقا بندہ فنا میں نین ہوں حق موجود ہے

ذاتی صفت حق کی قدم میری حقیقت ہے عدم

لحظہ بہ لحظہ دمبدم میں نین ہوں حق موجود ہے

ظل ہے نمود سایہ اور ظل میں مُظِلّ ہے جلوہ گر

ظل میں مُظِلّ ہے معتبر میں نین ہوں حق موجود ہے

ناخاک آب و گِل ہوں میں نا نفس روح و دل ہوں میں

حق ہے خدا یا ظل ہوں میں میں نین ہوں حق موجود ہے

کنجشک اور جبرہ کہاں کان شیر تر بیرہ کہاں

خورشید کان ذرہ کہاں میں نین ہوں حق موجود ہے

ہوتا نہیں نین ہی کہ تئیں نین ہے سو ہی ہو وہ نہ کئیں

جسم ہے سو ہے اور نین سو نین میں نین ہوں حق موجود ہے

معلوم ہوں معدوم ہوں موجود ہوں موہوم ہوں
ہوں اسم بے موسوم میں میں نیں ہوں حق موجود ہے

عاری حیات و علم سے بے قدرت و بے خواستیں
احوال اپنا کیا کہوں میں نیں ہوں حق موجود ہے

میں ہوں اصم شنوا ہے حق میں بے بصر بینا ہے حق
میں گنگ ہوں گویا ہے حق میں نیں ہوں حق موجود ہے

تھا حق نہ تھا میں اولا میں نار ہوں مستقبلا
الآن کما کان سن دلا میں نیں ہوں حق موجود ہے

تقلید میں نقصان ضرر شہیر سے تحقیق کر
کہہ تو کما لا بے خطر میں نیں ہوں حق موجود ہے

کر شغل اسم ذات لسانی ہو یا دلی
کہتے ہیں اہل کشف و یقین اسکی تئیں جلی

ہے ذکر قلب شغل مسمی اسے آمر دراہ
کر مختفی اپس کو اسے دیکھ منجلی

آثار و فعل تے وصف سے اپنی نظر نکال
رکھ بر وجود ذات اگر مرد واصلی

جبتک ہے وہ نظر یہ تجلی و استتار
کہتے ہیں ذکر روحی شہود اسکو سب ولی

غالب ہے جب کہ یاد بسر دور ہو ترا
سرّی وہی ہے دیکھ تو از عین کاملی

مانع نہ کوئی شغل ترا اوس نظر کے ہوئے
تو ہے خفی اے سالک سلک نبی علی

من حیث ذات کل خلائق ہے عین حق
ہر شے میں اوس کو دیکھ کے رکھ اس سے شاغلی

کہہ غیر وہم اور ترا کیا حجاب ہے
تو اوس سے جدا نہیں ہے جزئی سے جیون کلی

کامل کسی طبیب سے وحارت کی کہہ دوا
تا ہووے پل میں دور ترا درد احولی

اول اپس کو بوجھ کہ ماہی جو تو ہے کون
خلاق خلق تجھکو کیا ہے خلقت لی

ارض و سما جبال کے انصاف و علم سے
افضل کیا ہے ظلم ترا اور جاہلی

ظالم ہوا پنے نفس پہ جاہل ہو غیر سے | تا ہووے ظلم عادلی و جہل عاقلی
کائن ہو حق سے اور ہو بائن تو اے عزیز | اس جہد و جہد بیچ نہ کر قصہ رو کاہلی
شہ میر دستگیر نے جب دل کا آئینہ | کیتا ہے زنگ غیر سے صاف و صیقلی
دیکھا جمال حق کو تب اوس میں کمال نے | در عین بے چگونگی و بے تمثلی

(+)

محو و صحو و فرق و جمع و جمع جمع | چونکہ دانستی شدی تو شمع جمع
محو چہ بود خویشتن کردن فنا | صحو چہ بود یافتن از حق بقا
از من و مائی بکلی شو فنا | گر ہمیں خواہی کہ تابد آن بقا
فرق چہ بود غیر را انگاشتن | جمع غیرش را عدم پنداشتن
صاحب تعطیل اہل جمع دان | کو ندید از حق دریں عالم نشان
ہر کہ گوید نیست کلی ہیچ غیر | در یقین اوست مسجد عین دیر

صاحب جمع است دَرش نیست فرق | جان او در بحر وحدت گشته غرق
جمع جمع است اینکه خود گوید عیاں | در مرایا بی همه فاشش ونهاں
عین خواند هر چه آید در نظر | باز غیرش خواند از وجه دگر
صاحب این مرتبه کامل بود | زانکه این آن هر دو را شامل بود
محو آید محو و فرق بود جمع | جمع جمع است بشنو ار داری تو سمع
جمع جمع آمد مقام عارفان | نیست زین اعلی کمال کاملان
مشهد اہل کمال این مشهد است | قید هست و نیست چون عین ید است
چشم بینا هر که دارد در جهاں | از پس هر ذره حق بیند عیان
هر که در صورت بود هر خیر و شر | دوست بیند او بود صاحب نظر
زانکه هر چه در جهاں دارد ظهور | هست او را بهره از ظلمات و نور
هر چه دارد در جهان نقش وجود | دو جهت در وے توان پیدا نمود

آن یکے صورت دگر معنے بود | هرچه گوئی غیر ازین دعوے بود
از رہ صورت نماید غیر دوست | چون نظر کردی بمعنی جمله اوست
حسن لیلے را بباید بے گمان | دیدهٔ مجنون که تا بیند عیان
روئے عذرا کے بر اندازد نقاب | تا نه بیند دیدهٔ وامق پرآب
عاشق و معشوق غیر از یار نیست | درحقیقت غیر او دیار نیست
فہم و دانش کو که تا گویم سخن | پر کنم جام و سبو از بادهٔ من
پرده بردارم ز اسرار یقین | فاش بنمایم به عالم یوم دین
وا نمایم ہم درین جا من عیان | آنچه موجود است در دار جہان
دیده کو تا یار بیند او عیان | گوش کو تا بشنود راز نہان
چون ندیدم ہیچ محرم در جہان | لاجرم دارم نہان اسرار جان
یار پنہان است در زیر نقاب | ہمچو دریا کو نہان شد در حباب

پرده بردار و جمال یار بین　　دیده وا کن چهرهٔ اسرار بین

نیست گردان چهره موهوم را　　پرده بکشا شاهد معلوم را

خار و گل بنگر که از یک شاخ رست　　تا شود پیش تو این معنی درست

گر بصورت گل نماید غیر خار　　خار و گل عین است از اصل و تبار

گر بگوئی خار و گل ضد همند　　هم بوجهی این سخن باشد پسند

ور همی گوئی که خار و گل یکیست　　عارفان را کی درین معنی شکیست

مرد عارف هرچه می گوید رواست　　عارف ار گوید جواب این هم خطاست

چون نداری ذوق عرفان ای فقیه　　قول رندان را مشو لا شک فیه

هرچه نبود در ترا منکر مشو　　صدق آور تا که ره یابی بدو

برتر از فهم و خیال ما و تو　　هست عاشق را هزاران گفتگو

تو نداری ذوق ارباب صفا　　گشته زان منکر اهل خدا

آیت لا یهتدوا از حق شنو | قائل اول قدیمی هم مشو
سیر عشق از فهم و عقلت برتر است | ذوق عاشق از مقام دیگر است
مهر رویش بر همه ذرات تافت | هر یکی در خورد خود زو بهره یافت
دید از مهرش جماد افتادگی | کرد از مهرش نبات استادگی
یافت حیوان بهره ز حسن نبات | گشت انسان مظهر نوع صفات
مظهر کلش بجز انسان نبود | هر چه بود از وے از و پیدا نمود
باز هر صنفی شد از نوع دگر | یافته فیضی بحکم دادگر
گرچه این خور بر همه یکسان بتافت | لیک هر یک در خور خود نور یافت
در درون خانه نور آفتاب | هم بقدر روزنه افگند تاب
روزن از هر سو کشا این خانه را | تا شود این خانه پر نور و ضیا
سقف و دیوارش اگر سازی خراب | پر شود خانه ز نور آفتاب

چون حجاب نور حق دیوار ماست — نیست کن خود را که این هستی خطاست

گر تو ذوق نیستی دریافتی — در فنا دو اسپه خوش بشتافتی

من نمی دانم که تو در چیستی — چون ننوشیدی تو جام نیستی

چون تو برخیزی ز ما و من دمی — هر دو عالم پر ز خود بینی همی

از چه در ما و منی چسپیده — رمز موتو گوئیا نه شنیده

چون تو از هستی خود برخاستی — در صفائی صرف بزم آراستی

چون نه گردد کشف این حالت بتو — کی شوی واقف ز کنه خود بگو

پرده خود از میان بردار زود — تا عیان بینی بروئی یار زود

شد حجاب ذات اسماء و صفات — پرده اسم و صفت شد کائنات

تا تعین برنه خیزد از میان — حق بود پنهان نشاید شد عیان

کشف در معنی بود رفع حجاب — بود تو آمد بروئی تو نقاب

چهره معنی نهان در صورت است | معنی صورت نقاب حادث است
چیست اهل کشف و دید اندر جهان | آنکه بیند روی جانان او عیان
دین تعین شد حجاب روی دوست | چونکه بر خیزد تعین جمله اوست
آنچه تو جویائی آنی روز و شب | در توئی شد او عیان ای بوالعجب
چون دلت صافی شود از جمله این | پرده ما و تو بر خیزد زبین
نیست گردد صورت بالا و پست | حق عیان گردد به نقش هر چه هست
جمله اسرار جهان منصور وار | دائما گویان انا الحق آشکار
پنبه پندار راز گوش جان | گر بر آری بشنوی گفتار شان
آئینه جان را مصفا کن ز زنگ | تا نماید روی جانان بیدرنگ
گر لقائے یار داری آرزو | دل بود دل آئینه دیدار جو
آئینه دل صاف کن از هر غبار | تا عیان بنماید رخسار یار

دل مصفا کن ز زنگ غیر دوست | تا عیان بینی که هستی جمله اوست
سد راه تو توی آمد بدان | ورنه خود پیداست در کون و مکان

(۹)

از مکمل واصلان ارشادهاست | خود فراموشی همین یاد خداست
خود فراموشی نه کار هر کس است | هر که خود را گم کند او حق رس است
در جهان آنانکه بی ما و من اند | واصلان حق همین اهل فن اند
رمز موتوا قبل موتوا بهر چیست | مرگ پیش از مرگ دفع این خودیست
مرگ این نبود چو جان از تن رود | بلکه زین مرگ از تو ما و من رود
تا بکی باشی تو محجوب خودی | زانکه خود بینی ست اصل هر بدی
چون ز خود رستی همه برهان شوی | چونکه گفتی بنده ام سلطان شوی
در حقیقت ما و من سد ره است | من نه گوید هر که از حق آگه است

از خمار ما و من هر که برست — وز شراب وصل جانان گشت مست
کے مقید و اصلان حق شود — عارف حق آن بود کو حق شود
در میان بنده و بین خدا — نے زمین آمد حجاب نے سما
بلکه این ما و منی آمد حجاب — زود بر داری به باشی کامیاب

(۴۹)

خورشید رخت چو گشت پیدا — ذرات دو کون شد هویدا
مهر رخ تو چو سایه انداخت — زان سایه پدید گشت اشیائ
دریائے وجود موجزن شد — موجے بفگند سوے صحرا
این جمله چه بود عین آن موج — وان موج چه بود عین دریا
هر چیز که هست عین کل است — پس کل چه بود سراسر اجزا
اجزا چه بود مظاهر کل — اشیا چه بود ظلال اسماء

اسماء چہ بود ظہور خورشید   خورشید جمال ذات والا

صحرا چہ بود زمین و امکان   کانست کتاب حق تعالے

اے مغربی این حدیث بگذار   سرّ دو جہاں مکن ہویدا



اصول نکات علم حقائق

مراتبات آفاق

احدیت	وحدت	واحدیت
ارواح	مثال	شہادت
گنج مخفی	نقطہ	ذات مطلق
عشق	وجود	عرفان

مراتبات انفس

نفس	دل	روح
سر	نور	ذات

مرتبہ آفاق

احدیت - ایک ذات قابل محض بلا صفات و اعتبارات

من حیث الظہور دکامن حیث البطون -

وحدت - ایک ذات قابل محض اوس کے چار اعتبار -

وجود - علم - نور - شہود

وحدت - ازل - انیت - حقیقت محمدی کو کہتے ہیں ۔

واحدیت
اسمائے حقیقت انسانی | ایک ذات قابل محض با اعتبارات

تنزلات ستہ

واجب الوجود ذات حق کی صفت [illegible]

جب تک علم الہٰی میں ہیں۔ ان کو معلومات۔ اعیان داخلی اور حقائق عالم کہتے ہیں۔ اور ظہور میں آنے کے بعد اعیان خارجی۔ اعیان خارجی کا نام کائنات اور عالم بھی ہے۔ پس جو کچھ محض ذات الہٰی سے تعلق رکھے۔ اوس کو مراتبۂ الہیہ کہتے ہیں۔ جیسا صفات اور اسماء۔ یہہ ہمیشہ ہر حال میں ہر مرتبہ میں مثل ذات کے قدیم بے عیب پاک منزہ و مقدس ہیں۔ اس کے تین مرتبہ ہیں۔ اس تین کے بعد ظہور کائنات ہے۔ اس کو مراتب کونیہ کہتے ہیں۔ اس کے بھی تین مراتب ہیں۔ اس طرح جملہ چھ مرتبہ ہوئے۔ ذات ابتدائی مرتبۂ لاتعین۔ دوسرا تعین اول۔ تیسرا تعین ثانی۔ یہ ہر ۳ مرتبہ ذات کے مراتب الہیہ ہیں۔ بعد اس کے مرتبۂ روح۔ مرتبۂ مثال مرتبہ جسم ان سب کے بعد مرتبہ انسان ہے۔ مرتبہ لاتعین کے سوائے تیسرا انسان

تک چھ تنزل ہوئے۔ اس کو تنزلات ستہ کہتے ہیں۔ مرتبہ انسان
مرتبہ جامع ہے۔ یہہ مرتبہ سب مرتبوں کا اخیر ہے۔ اس کے سوائے
مرتبہ تعین اول سے مرتبہ جسم تک پانچ مرتبے ہوتے ہیں۔ ان کو
حضرات خمسہ کہتے ہیں۔

فائدہ۔ تنزل اس کو کہتے ہیں کہ ایک شئے اول آپ
جس مرتبہ میں ہے اوسی مرتبہ میں باوصاف خود قایم رہکر دوسرے
مرتبہ میں ظہور کرے مثلاً شخص اور سایہ عکس اور شخص۔

ذات الٰہی شانہ کو اس بات کے نظر کرتے کہ ذات مطلق
و بے قید ہے۔ نہ اعنی نہ اسماء اور نہ صفات کا قید اوس کو لگا سکتے
ہیں۔ اوس وقت ذات مطلق کو ذات ساذج۔ مجہول النعت۔
غیب الغیب۔ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ مرتبہ عقل کی حد سے دور ہے۔

اس مرتبہ میں ہست محض کہنے کے سوائے دوسرے کسی قسم کی
پہچانت ممکن نہیں۔ اس مرتبہ کو مرتبہ لاتعین اور مرتبہ احدیت بھی
کہتے ہیں۔ مثلاً تم نے ایک اجنبی شخص کو دیکھا ابھی اوس نے
نہ تو تم سے بات کی نہ ہنسا نہ کوئی حرکت کی اور نہ کچھ اشارہ کیا اور
نہ کوئی اپنا کمال ظاہر کیا نہ نام ونشان ظاہر کیا تو تم یہی بیان کرو گے
کہ ایک فرد بشر ہے۔ مگر کوئی اس کے صفات اوس کے اسماء یا
اوس کے کمالات کو بیان نہ کر سکو گے نہ معلوم کہ ہندی ہے یا عجمی
یا رومی۔ یہی معلوم ہے کہ ہست ہے نیست نہیں۔ لیکن اوس کی
کنہ یا حقیقت سے واقفیت نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مرتبہ لاتعین کا
یہی حال ہے۔ یعنے خدا تعالیٰ کے صفات و اسماء اس مرتبہ میں
ایسے پوشیدہ تھے جیسے شجر تخم میں اوس کا کنہ وہی جانے جب اپنی

ذات اور انیت کو اپنے پر جلوہ گر فرمایا اور بطریق اجمال کے اپنے صفات اور اسماء پر نظر کیا۔ اوس کو مرتبہ تعین اول و مرتبہ وحدت و مرتبہ برزخ کبریٰ اور حقیقت محمدی کہتے ہیں۔ جب اپنے اسماء اور صفات کے تمامی کمالات کو اپنے علم میں بالتفصیل پایا مثلاً نقاش جس طرح اپنے ذہن میں نقوش اور تصویرات کا نقش مفصل خیال کرکے دیکھتا ہے تو تمام نظر آتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ تمام کائنات کا حال اول سے آخر تک جز سے کل تک اپنے علم میں ملاحظہ فرمایا۔ جو جو نقوش کہ علم الٰہی میں ثابت ہوئے اون کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔ جیسے کہ کاتب کے علم میں حروف ہیں۔ اگرچہ تمام عالم کے حقائق یہی ہیں۔ لیکن خود بخود خارج میں ظاہر نہیں ہوسکتے ہیں۔ جیسے کہ نقاش کے ذہن میں جو نقش ہے وہ بحالہ رھکر

رنگ یا سیاہی کے لباس سے بعینہ وہی نقوش خارج میں آتے ہیں۔ حاصل مدعا یہاں تین مرتبے ہوئے جن میں الہیت کے سوائے اور کچھ نہیں یعنے عین ذات ہے کسی وجہ سے غیریت کا لفظ نہیں آیا اس مرتبہ آخر کو واحدیت کہتے ہیں۔ بعد خداے جل وحکمتہ نے اپنی حکمتہ بالغہ سے اپنی ذات وصفات کا ظہور خارج میں ہونے کے واسطے روح کو پیدا کیا یہ مخلوق اول ہوا۔ یہاں سے دوئی کا نام آیا۔ بعد اس کے مثال اس کے بعد جسم اعنی۔ عرش۔ کرسی۔ افلاک، عناصر۔ سوالیہ ثلاثہ یعنے جماد۔ نبات۔ حیوان۔ ان تینوں مرتبوں میں داخل ہیں کائنات یہی ہیں۔

فائدہ :۔ مرتبہ لاتعین کنہ ذات کا مقام ہے وہاں ملائک و مقربین ورسل کی عقل عاجز ہے کیونکہ حقیقت واجب کا مرتبہ ہے

ممکنات سے کوئی بھی اوس کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا۔ ہاں مرتبہ تعین اول سے تعین ثانی تک حد بشر ہے کہ واقف ہوسکے اس واقفیت کا نام علم وحدت۔ علم حقائق و اسرار ہے۔

دیگر

متحد بودیم با شاہ وجود　　حکم غیریت بکلی محو بود

کان اللّٰہ ولم یکن معہٗ شئی یعنے اول فقط ذات پاک اللہ تعالی کی تھی اور کوئی چیز اوس کے ساتھ نہ تھی۔ بلکہ اوس کے صفات کا ظہور بھی نہ تھا اگرچہ ذات میں تمام صفات موجود تھے مگر جوش استغنائی کے سبب اپنے میں آپ مشغول رہنے سے اپنی صفات

اور غیر کی ذات کے طرف توجہ نہیں فرمایا۔ ہر چند کہ حیات علم ارادہ۔ قدرت سماعت۔ بصارت کلام وغیرہ تمام صفات قدیم جیسی کہ اوس کی ذات کے ساتھ موجود تھیں۔ اسی طرح ذوات عالم ممکنات صفت علم میں مندرج تھیں۔ مگر ظہور نہیں رکھتی تھیں۔ جیسا کہ تخم میں شجر ہے اپنے تخم کے باطن میں اگر شجر پوشیدہ نہ ہوتا تو اوس کو زمین میں بونے سے شاخ و برگ و گل و ثمر کہاں سے ظہور پاتے۔ پس ذات حق اپنے مشاہدہ میں آپ ایسی مشغول تھی کہ ملاحظہ صفات کی گنجایش نہ رہی۔ اگرچہ صفات بھی قدیم ہیں لیکن ظہور اون کا بہ نسبت ذات کے بعد ہے۔ غور کریں تو ذات و صفات ایک اعتبار سے واحد ہے۔ اور ایک رو سے جدا۔ جیسا کہ آفتاب اور اوس کا نور ایک ہی شئے ہے۔

لیکن ایک رو سے آفتاب کو آفتاب کہیں گے۔ اور نور کو نور آفتاب

حاصل مدعا یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو جبکہ ذات میں صفات مندرج

تھے۔ غیب الغیب۔ غیب ہویت۔ غیب مطلق۔ مرتبہ احدیت۔

مرتبہ لاتعین۔ مجہول الکیفیت۔ منقطع الاشارات۔ کنہ ذات۔

ذات بحت۔ ذات سا ذج اور ذات مطلق کہتے ہیں۔ جبکہ

ذات حق تعالیٰ کی اپنے آپ ظہور فرمائی تو انا ظاہر ہوا یعنے

میں ہوں کہا۔ اس مرتبہ کو تعین اول۔ مرتبہ وحدت۔ برزخ

کبریٰ۔ حقیقت محمدی اور تنزل اول کہتے ہیں۔ یہاں جائے غور ہے

کہ مرتبہ احدیت میں سوائے ایک ذات بحت کے کوئی اعتبار

نہ تھا۔ اس مرتبہ وحدت میں چار اعتبار پیدا ہو گئے۔ وجود۔ علم۔

نور۔ شہود۔ کیونکہ اول انا کہنے کے لئے ذات کا وجود ضرور ہے

دوسرے اپنے ذات سے آپ خبردار ہونے کے بغیر انا ہما در
نہیں ہوتا۔ لہذا ذات کو اپنی ذات کا علم ہونا ضرور ہے تیسرے
اپنے اوپر آپ ظاہر ہو تو ذات کو اپنی ذات کا شہود حاصل
ہوا۔ چوتھے اپنے آپ پر ظاہر ہونے کے لئے نور درکار ہے کیونکہ
ظلمت مانع ظہور ہے۔ پس یہ چاروں اعتبارات محض ایک
ہی ذات کے فرض کئے ہیں۔ لہذا ان میں کسی قسم کی غیریت
ملحوظ نہیں کیونکہ یہاں ایک ہی ذات موجود ہے۔ علم بھی ذاتی
ہے۔ ظہور و نور بھی ذاتی ہے۔ اس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنے
کمالات کا علم اجمالی ہے۔ یعنے یہاں بطریق اجمال کے جانا تفصیل
کمالات کی دوسرے تعین میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ وحدت کے
مجملی تعلیم کا نام شیونات ہے۔ مرتبہ ثانی کے معلومات منفصلہ کا نام

اعیان ثابتہ ہے۔ جب ذات الہٰی اپنے علم کی تفصیل کی طرف
متوجہ ہوئی نتائج علم قدیم یعنے معلومات جوازل سے علم کے ساتھ
رہکر علم میں پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے۔ مثلاً ہم اگر اپنے علم کے
طرف متوجہ نہوں تو ہم جو جو بات کہ جانتے ہیں۔ اور جس جس چیز
کی سمجھ رکھتے ہیں پوشیدہ رہتی ہے۔ جب اوپر ہم خیال کر کے
بہ تفصیل اپنے خیال اور حافظہ پر نظر کرتے ہیں تو تمام علوم جمیع
حالات جملہ کیفیات آنکھوں کے روبرو ظاہر ہوتے ہیں فقط بہ تفصیل
متوجہ ہونے کے اور خیال کرنیکے محتاج رہتے ہیں۔ اسی طرح مرتبہ
تعین اول میں ذات جب تفصیل علم کی طرف توجہ فرمائے
ذات کے جمیع صفات ظاہر ہوئے۔
اس کے معلومات از جز تا کل ... قدرت کی پائی

ظہور پائی۔ اور اوس کے تمام مقدورات ثابت ہوئے۔ اسی طرح
ہر صفت اور ہر اسم کے مظاہر صاف و صریح و مفصل ظاہر ہوگئے اور
حق تعالیٰ نے معائنہ فرمایا۔ اس مرتبہ کو تعین ثانی۔ مرتبہ واحدیت
مرتبہ الوہیت۔ مرتبہ ثانیہ۔ تنزل ثانی بھی کہتے ہیں۔ اس
مرتبہ کے معلومات مفصلہ اعیان ثابتہ ہیں۔ یہ اعیان ثابتہ
تمام ممکنات کے حقیقتاں ہیں۔ یعنے ہماری حقیقت جو علم الٰہی
میں ثابت ہے وہ عین ثابتہ ہے۔ علم الٰہی میں ہم جس طرح تھے۔
ویسی طرح پیدا ہوئے ہیں۔ سر مو اس میں کمی و بیشی ممکن نہیں ہے۔
[illegible] ش کے ذہن میں طرح طرح کے نقش خواہ حیواں کی صورت
خواہ [illegible] بیل بوٹے پھول پھل کے ہزار ہا [illegible]
نقش [illegible] بالکل موجود نہیں۔ فقط نقش [illegible]

وجود سے قایم ہیں۔ جب نقاش اپنے ذہنی نقوش کا ظہور چاہتا
ہے تو کسی چیز پر رنگوں سے ذہنی نقش ظاہر کرتا ہے۔ گویا وہ نقش
باطن سے ظہور میں آیا۔ اور عدم سے ہستی پایا چنانچہ نقاش کے
ذہن میں تھا بعینہ وہی ظاہر ہوا ہے سو فرق نہیں۔ نقوش خارج
میں آنے سے ذہن نقاش میں کسی قسم کا تغیر و تبدل و خلو لازم
نہیں آتا۔ بلکہ وہ نقش ویسا جس طرح تھا اب بھی نقاش کے ذہن
میں باقی و ثابت رہتا ہے۔ باوجودیکہ اوس کا مثل خارج میں بھی

[illegible] پس خلائق عالم [illegible]

جس طرح کی تھی معطی مطلق عالم شہادت میں اوسی طرح اوس
کو عطا کرتا ہے۔ یہاں شکوہ ہے تو اپنی عین کی قابلیت کا شکوہ
ہے معطی کا شکوہ بجا نہیں۔ کسی کا ظرف بڑا ہے تو زیادہ پانی پائیگا
اور ظرف چھوٹا ہے تو کم۔ اگر ظرف پاک ہو تو پانی پاک رہے گا۔
اگر ظرف نجس ہے تو پانی نجس رہے گا۔ بہرحال شکوہ اپنے ظرف کا ہے
دریا کا شکوہ بیجا ہے بلکہ شکوہ کی گنجایش ہی نہیں۔ جو نادان شکوہ کرے
حقیقت کار سے ناواقف ہے۔ کیونکہ اعیان اور قابلیت [illegible]
[illegible] ذات ہے تب [illegible]

[illegible] کا [illegible] ہے

دا ہے کہ

معلوم جدید ہونے سے اوس کے آگے ذات کو جہل لازم آتا ہے نعوذ باللہ۔ دوسرے یہ کہ قدیم ذات میں حادث شئے داخل ہونا ضرور ہوتا ہے۔ درحالیکہ یہہ ہر دوامر مسائل شرعیہ ومعتقدات محققین سے بھی باطل ہیں۔ کائنات اگرچہ آزادی ظہور کی حادث ہے لیکن ماہیات اوس کی علم الہٰی میں قدیم ہیں۔ ماہیات ومعلومات وحقائق وکائنات اور اعیان ثابتہ کا ایک ہی مفہوم ہے۔

خدائے تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کہ عالم کو پیدا کرنے سے خصوص انسان کے ظاہر ہونے سے اپنا ظہور کامل ہو بعضے کو بواسطہ عناصر بعض کو بلا واسطہ عناصر پیدا کیا۔ اذا اراد اللّٰہ شیئ فیقول لہ کن فیکون یعنے جب چاہتا ہے اللہ کسی شئے کو پیدا کرنا ہیں کہتا ہے اوس کو ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے اس سے

معلوم ہوا کہ جب خدا تعالے اپنے علم میں موجودہ اشیا کو
ظاہر ہونے کا حکم دیتا ہے تو وہ ظاہر ہو جاتی ہیں وہ کس طرح
ظاہر ہوتی ہیں۔ اون کا پہچاننا کمال نازک امر ہے۔ ہر کسی کے
سمجھ میں آنا نہایت دشوار ہے۔ کیونکہ یہہ سرّ ربوبیت ہے ہاں
کسی کو حوصلہ ہو تو اپنے مرشد سے پائے۔ مراقبوں کا خلاصہ
اسی امر کی دریافت ہے۔ اس سے فنا کے درجہ کو جلد پہونچتا ہے
حضرت مرشدی ومولائی شاہ کمال الدین کرم کندی فرماتے
ہیں ؎ اعیان کے ہے لباس سے ہستی تری عیاں ؛ جیوں صورت
ظروف سے جلوہ تراب کا۔ اب اس قدر معلوم کرنا ضرور ہے کہ اب
تک جو بیان ہوا وہ تین مرتبوں سے متعلق تھا۔ یعنے مرتبہ لاتعین
وہاں نہ تعین کا قید نہ تنزل کا۔ نہ کوئی اعتبار قیاس کیا جاتا ہے

نہ کسی قسم کا اشارہ ممکن ہے۔ تنزیہ محض ہے۔ ذات قید علم سے
بھی بری ہے۔ علم بھی ذات پر احاطہ نہیں کیا۔ دوسرا اور تیسرا
مرتبہ تعین اول اور تعین ثانی ہے۔ تعین اول میں علم ذاتی ہے
اور تعین ثانی میں علم صفاتی ہے۔ لہذا مرتبہ آخر میں ذات
لانہایت صفات لانہایت پر محیط ہے۔ لہذا ذات قید علم میں
آئی تعین علمی ثابت ہوا۔ تعین و تنزل و تقید و تجلی کا ایک ہی
مفہوم ہے۔ ان تینوں مرتبوں میں سوائے ذات کے دوسری
کوئی چیز کو ظہور نہیں ہے اور یہ مراتب الہیہ ہیں۔ جب کائنات
کو پیدا کرنا چاہا اول ارواح کو پیدا کیا یہ تعین عینی ہے یہاں سے
دروازہ غیریت کا کھولا۔ یعنے ماسوی اللہ کا ظہور ہوا۔ خدا اور بندہ
کہنا شروع ہوا۔ بعد ارواح کے عالم مثال ظاہر ہوا اور اس کے بعد

عالم اجسام۔ یہی ہیں مراتب تعین کونیہ۔ ان تمام کا جامع انسان ہوا۔ مراتب الہیہ و مراتب کونیہ تمام اس میں جمع ہوئے ؎

بیا اے طالب جویائے دلدار	بہ بین در جان معنی صورت یار
کہ نقطہ در مراتب کرد حرکت	بر آمد صورت پرکار دوار

(۱)

رو بتاب از جسم و جان را شاد کن	موطن اصلی خود را یاد کن
تو مکانی اصل تو در لامکان	این دکان بربند و بکشا آن دکان

(۲)

اولی و ہم در اول آخری	باطنی و ہم دراں دم ظاہری
تو محیطی بر ہمہ اندر صفات	وز ہمہ پاکی و مستغنی بذات

(۳)

ذکر خدا یہی ہے خودی کو بسر کمال
جینا یہی ہے اپنی ارادات سے مر کمال
کہتے ہیں زہد ترک کو دنیا کے لیک میں
کہتا ہوں معنی اس سے پسندیدہ تر کمال
دنیا تری نہیں جو کرے اس کو ترک تو
تیرا جو کچھ کہ ہے تو اسے ترک کر کمال
گر پوچھتا ہے مجھکو ترا تجھ میں ہے سو کیا
تری خودی ہے تجھ میں سن اے بے خبر کمال
معنے تری خودی کا تجھے بولتا ہوں سن
خالی ہے وہم غیر نہ چیزے دگر کمال
مذہب میں بے خودان خدا وان کے یہ خودی

ہے کفر بلکہ کفر ستی ہے تبر کمال
ورنہ خودی خدا کو ہے لایق کہ ہست ہے
ہے ہست کی خودی صفت ذات پر کمال
ایمان سمجھ تو سانچ کو اور کفر جھوٹ کو
باطل میں حق میں فرق کا ہے گر ہنر کمال
ہے جاننا نہیں کو نہیں ہے کو یوجنا
نین راست ہے دروغ کر اس سے حذر کمال
اور ہے کو ہے نہیں کو نہیں بولنا ہے سانچ
انصاف کر بصر سے بہا کر نظر کمال
پس ہے سو حق ہے نین سوا لیئے اوس کا غیر
وحدت کے بحر کا یہہ سخن ہے گہر کمال

رکھہ اپنے دل کے درج میں کر درج اسکے سخن
مت بیچنے لیجا یہہ گہر گہر بہ گہر کمال
رہ دو قدم ہے نفس عدو پہ رکھہ یک قدم
دوجے قدم کو دوست کے کوچہ میں دہر کمال
شہمیر کے سخن کو تجو بہول یاد رکھہ
ذکر خدا یہی ہے خودی کو بسر کمال

موم کی ذات سے ہہ موجود وجودی شکلا — اپنی ہستی میں نہ محتاج ہے کس کا اصلا
نرمی موم سے موجود ہے اما ذہنی — موم لے ہاتھ میں اور عقل سے کر نرمی کو پا
موم کو ذات سمجھہ اور صفت نرمی کو — انفکاک اس کو نہیں اس سے سمجھہ قطعا
موم شکلوں کو دکھا یا صفت نرمی کر — ورنہ ہر شکل سے ہوتا نہ تجلی فرما

موم موجود وجودی ہوا نرمی ذہنی ۔ کہیں اشکال کو موجود اضافی عرفا
لوگ موجود وجودی ہی کریں قطع نظر ۔ کریں موجود اضافی کے طرف چشم کو وا
موم موجود وجودی ہے نہ اشکال ولیک ۔ موم کی ہستی سے اشکال ہیں موجود بپا
بلکہ موجود و مشہود ہے فی الواقع موم ۔ ذات اشکال برابر عدم ہست نما
سوے تنزیہ کوئی گر جو کرے نسبت موم ۔ گر کہیں موم کے تئیں خالق اشکال بجا
اور اضافت جو کرے موم کی تشبیہ طرف ۔ عین اشکال وہی موم کہیگا نہ سوا
شکل اغیار سے خود موم کیا گرچہ ظہور ۔ یاں وجود اور ہے موجود دگر ایسے انا
ہہاں موجود سے مقصود مگر کثرت خلق ۔ حق مطلق ہے عبارت بوجود یکتا
خلق کو صوفیہ موجود کہیں حق کو وجود ۔ ایک ہستی سے دو موجود ہے کہنا ہے برا
پس یقین بوجہ کہ در عالم ہستی وجود ۔ کوئی نہ موجود ہے جز ہستی مطلق ابدا
یہ تمامی تھا بیان وحدت ہستی کا کمال ۔ لیک از روئے حقائق ہے حق و خلق جدا

اول ہو فنا اپنی پندار کی ہستی سے
من بعد لقا حاصل کر یار کی ہستی ہے

یک ذات الٰہی کو جب دیکھا ثبت نین
بس یار ہو قائل بسیار کی ہستی ہے

یک شخص نمایاں ہے لک عکس کی کسوت میں
پھر پوچھ تو معنی اسرار کی ہستی ہے

یک ہستی مطلق ہے با انواع ظہور خود
موجود ہے کر تو بہ اغیار کی ہستی ہے

جب جلوہ نما ہووے چندر بدن مطلق
ذرہ نہ رہے باقی مہیار کی ہستی ہے

اول تو نہ تھا عالم آخر بھی عدم بس آب
ہے بود نمایش ہے جون دار کی ہستی ہے

ممکن ہے وجود خلق اور ذات خدا واجب
بالکل تو نہو منکر آثار کی ہستی ہے

عینیت و غیریت رب عبد میں کر ثابت
باکون دوئی کر گم اغیار کی ہستی ہے

یک اول و یک آخر یک باطن و یک ظاہر
کر تو بہ کمال الدین دو چار کی ہستی ہے

بوصف ضدیت جو غیر شئے کو عین نا جانے
خدا کی معرفت کا راز وہ نادان کیا جانے
تری ہجران میں وصل اور وصل میں ہجراں کو پاتا ہوں
جو ہو خود سے فنا تجھ سے بقا یہ مدعا جانے
ہوئے پرہیز سے دو چند اور صد چند درماں سے
یہہ بیماری کی بیچارہ فلاطون کیا دوا جانے
نہ نکلا دیدۂ عرفان سے جس کی پردۂ غفلت
ترا دیدار وہ کیا دیکھ جانے کیا دکھا جانے
حقیقی عینیت اور غیریت نا بوجھکر خود کو
کوئی ملحد خدا جانے کوئی مشرک جدا جانے
نہو وے بے خودی اور با خدائی بیر بن حاصل

بغیر از کیف کوئی مستی کی کیفیت کو کیا جانے
کہاں ہے مدعی کو حال خالی قال سے حاصل
جو گزری رات پروانہ پہ کیا مرغ صبا جانے
تصور عقل ہے جاناں کہ زاہد حور کی خاطر
ترے کوچہ سے کر کر کوچ جنت کو چلا جانے
کہاں جانے کمال اللہ کی بندہ نمائی کو
مگر شہبیر سا کوئی بندہ اللہ نما جانے

یہ تفقد جیسے تصوف ہے
وہ تصوف نہیں تصلف ہے
کیوں خلیفہ رسول حق کا ہو
جس کے تئیں شرع سے تخلف ہے
مذہب عشق کا جو کوئی مختار
یہ تشفع ہے بے تخنف ہے

سب سے اول جو حق نہ ہو مشہود | معرفت نہیں ہے بل تعرف ہے
ہو حصولی حضوری آخر کار | گرچہ آغاز میں تکلف ہے
وہ ہے عبد عزیز ربِّ عزیز | مصر عرفان کا جو کہ یوسف ہے
نقد دیدار حق ہے عارف کو | گرچہ زاہد کو توقف ہے
یہ سخن باوجود بے عملی | پیر شہیر کا تصرف ہے
ایک نکتہ بجا اس کے تئیں کافی | گر کمالی کوئی تراکف ہے

(۴)

کہتے جو وجود بر مقام ہے عدم | کچھ نور نہیں اسمیں سراپا ہے ظلم
ہے مرتبہ غیب ہویت سے مراد | جان ہرزہ عبارات و اشارات سا ہم

(۵)

عبد رب ہے سو کچھ عجب ہے یارے | ایک رب ہے سو کچھ عجب ہے یارے

کل شئے مظہر اتم ہے ولے | منتخب ہی سو کچھ عجب ہے یہ

با آنکہ خدا بصورت ہر ہر شئے | ہر وجہ کمال اس سے ظاہر تر ہے
حیرت ہے، خلق بین و حق نا بین کو | آئینہ حجاب کیوں ہوا ہے۔ ہے ہے

جیوں جب کے مرتبہ کو پہونچا مولے | مولے کے بھی مرتبہ کو ہو عبد رسا
یہ حاصل انصاف حق یا بندہ | بامعنی انصاف بندہ ہے خدا

بر صورت دحیہ وعرابے تھا اور | جبریل کو ہونا متمثل جائز
گہہ صورت خلق سے نمایش کر لے | کیوں قادر ذوالجلال ہووے عاجز

ہیں سب رہ مستقیم پہ ہادی کے | منقاد ہیں اوس کے امر ایجادی کے
گمرہ نہ ضلال صرف کے وادی کے | سالوک ہیں اوسکے سالک ارشادی کے

(۷۰)

تھی وحدت حق عیاں نہاں جملہ جہاں | جیون شیر عیاں و روغن وسکہ نہاں
اب وحدت حق نہاں عیاں کثرت خلق | جیون شیر نہان و روغن وسکہ عیاں

(۷۱)

ہستی پہ شقی سعید مقبل مدبر | بد نیک و پلید پاک و مسلم کافر
اطلاق نہ کر بلکہ ذوات اکوان | ہیں مقتضی اسی کے باطناً ہم ظاہر

(۷۲)

کاتب سے کہا انف ز کیجیو مجھکو راست | جیون کاف کیا جیم کجی کی درخواست
تا حق نہ کرو حق کی طرف تہمت جبر | از ماست کہ بر ماست نہ افزودی کا ست

لارب ولا عبد ہے رتبہ اعلیٰ | رب اوسط و عبد لا محالہ اونے
ہر یک میں محقق ہے وجود واحد | مانند صفا و آب و موج دریا

ما ہیچ نیم جملہ مائیم | گہ چون مگسیم گہ ہمائیم
سلطان حقیقتیم لیکن | در کسوت آب و گل گدائیم

ماتل و دل احسن قول و کلام | ہے لاجرم ای کمال کر اس کو تمام
بر ارسال درود و ابلاغ سلام | بر ختم رسل حبیب ہے حق خیر انام

اصول نکات علم معارف



جن کو اہل شہود کہتے ہیں	ذات دو یک وجود کہتے ہیں
تدبیر بہ یک ناقہ نشانید دو محمل	سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را

وجود ایک - ذات دو

انیت ایک - اقرار دو

حرکت ایک نسبت دو

فعل کی حقیقت حرکت - حرکت کو دو نسبت - ایک حرکت طرف تنزیہ کے اور دوسری حرکت طرف تشبیہ کے۔

ارشاد:- نری عینیت کا قائل ملحد اور نری غیریت کا قائل مشرک

معرفت کے ہوا میں اڑنے کو ٭ عینیت غیریت دو پر ہو تا
گر براتہ کرسکے وہ نقص ہے ٭ گبر و مسلم کا ہے خالق اسلئے

(۳)	(۲)	(۱)
تن	دل	روح
کثیف	لطیف	الطف

(۱) عبارت کلمہ کی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
(۲) معنے کلمہ کے۔ نہیں ہے کوئی معبود بحق سوائے اللہ تعالےٰ کے۔
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے اللہ تعالےٰ کے۔
(۳) مقصد کلمہ کا نفی اثبات۔ نفی کے معنی نہیں ٹھہرانا۔ اثبات
کے معنی ہے ٹھرانا۔ نفی الہ باطلہ کی۔ اثبات الہ بحق کا۔ الہ باطلہ
سوعین کو کافران بیدینان مشرکان داخل ہوا۔ مخلوقات کو

اللہ تعالےٰ کے۔ تعینات کو حق سبحانہ تعالےٰ کے۔ معبود ٹھہرائے۔
الحق کے معنی سا سچا معبود جس کی شان یہ ہے۔ لیس کمثلہٖ شیٔ
وھو السمیع البصیر۔

(۴) حاصل کلمہ کا۔ توحید افعالی یعنے ہمہ از دست۔

؎ ہر چہ ہست از بلندی و پستی ؛ ہمہ زو یافت صورت ہستی
یعنی ستاروں کی تحویل اور تعقل۔ ملائکہ کے عقول و نفوس۔
حیوانوں کے اقوات و اصوات۔ انسانوں کی عقل و تمیز۔ سب
اسی معطی تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

(۵) نتیجہ کلمہ کا۔ اثبات معبودین تشریک۔ نفی وجود و صفات
حق تعطیل۔

(۶) خلاصہ کلمہ کا۔ توحید الوہیت۔ اتباع رسالت۔

ے در کلمہ کفر دو شرک است چار ÷ از طفیل مرشد کامل برار

ے نور در ظلمت نماید خوبتر ÷ جلوۂ تنزیہ در تشبیہ نگر

آب حیواں را بجز ظلمت مجو ÷ وصل حق جوئی بجز زہیر و نت مجو

ے رسن مہد کہ در سر دو طرف صورت لا ÷ ہیچ دانی کہ چہ معنی است ایں شکل خرا

یعنی اے طفل یہ گہوارہ چہ حیجی خم ÷ کہ نہاد ند وجود ت بمیان دو عدم

ارشاد ۔ وجہ اشکال چگونگی ۔ وجہ لا اشکال ہستی ۔ چگونگی ہستی سے قایم ہے ۔

وحدت کے دو قسم ۔ (۱) وحدت مقید اس میں وجود مثل کی نفی ہے ۔ (۲) وحدت مطلقہ اس میں وجود غیر کی نفی ہے ۔

ے لب لعل تو یاقوت است یاقوت است مرجاں را

پیشیم تو بادام است بادام است مرجاں را

سر زدہ ام بر سر جہاں پاپوش ٭ بے سبب این برہنہ پائی نیست

سے موجود وجود حق سے ہر شئی جب ہے ٭ دعوائے انا الحق اوس سے باطل کب ہے

ہے عبد سو عبد رب سو رب جا ویداں ٭ پر عبد وہ حیثیت سے عین رب ہے

سبعہ صفات ذات قدم کے۔ حیات۔ علم۔ ارادہ۔ قدرت۔ سماعت

بصارت۔ کلام۔

سبعہ صفات ذات عدم کے۔ میت۔ جاہل۔ مضطر۔ مجبور۔ اصم

اعمیٰ۔ ابکم۔

ارشاد۔ وجود کو ذات قدم کیساتھ نسبت حقیقی ہے۔ اور وجود کو ذات عدم

کے ساتھ نسبت مجازی ہے۔

حق ظاہر بصورت ممکنات۔ ممکنات موجود بوجود حقیقی حق۔

احدیت یا ذات ساذج۔ مجہول النعت۔ غیب الغیب۔

لاتعین ۔غیب مطلق ۔مجہول الکیفیت ۔منقطع الاشارات ۔ذات بحت ۔ذات مطلق = ایک ذات قابل محض بلا صفات اعتبارات

من حیث الظہور ولا من حیث البطون ۔

وحدت یا ازل ۔انیت ۔حقیقت محمدی ۔تعین اول ۔برزخ کبریٰ ۔تنزل اول = ایک ذات قابل محض اوس کے چار اعتبار
۱ وجود ۔ ۲ علم ۔ ۳ نور ۔ ۴ شہود ۔

واحدیت یا اسمائے حقیقت انسانی ۔تعین ثانی ۔ممکن الوجود اعیان داخلی ۔حقائق عالم ۔ماہیات = ایک ذات قابل محض باصفات اعتبارات ۔

اسمائے متقابلہ = قہار ۔رحمٰن

صفات متضادہ = قہر ۔رحم

ارشاد :۔ ذات ایک صفات کثیر۔ اسم کے رسم کو صفات کہتے ہیں۔ اسم کو پکارنا یا اوس کی عبادت کرنا شرک ہے۔ حمد یا التعریف کے چار قسم ہیں :۔

(۱) حمد جمع الجمع۔ خدا اپنی تعریف آپ کرتا ہے۔ جیسا کہ معراج میں ارشاد ہوا کہ ٹھہرو تمہارا خدا نماز پڑھ رہا ہے۔ اور نماز بغیر سورہ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب"

(۲) جمع با فرق۔ واحد کثرت کی۔ "انک لعلیٰ خلق عظیم"

(۳) فرق با جمع۔ کثرت واحد کی۔ سبحان اللہ۔

(۴) فرق با فرق۔ ایک مقید دوسرے مقید کی۔ جیسے زید بکر کی تعریف کرتا ہے۔

سراب :۔ ناقص کو علی الترتیب کامل کرنے والا۔

ارشاد:۔ الحق محسوسٌ والخلق معقولٌ۔

ذات یا وجود کا نام جامع ہے۔ کیونکہ وہ مجموعہ ہے اسمائے متقابل اور صفات متضادہ کا +

اے عزیز بدانکہ در راہ فقر دو کار اصل است یکے پاک داشتن دل از محبت غیر خدا تعالیٰ و بریدہ ماندن از ہمہ۔ دوم آنکہ در جملہ حرکات خود کردار خود دیدن کہ این جملہ افعال حق است من درین میان نشان روئے مظہرے بیش نیم۔ اما گفتن این معنی شانیست از زندقہ وصدیق آنست کہ معنی بہ یقین داند و بر جادہ شرع صادق ماند و عمر در کار بندگی حق بگذارد ؎

عاشق حسن خود است آن بے نظیر + حسن خود را خود تماشا میکند

ارشاد:۔ ثبوت الذات مسلوب الوجود۔

ارشاد۔ اعیان ثابتہ۔ لاشمت رائحتہ الوجود۔

الطف۔ امین روح۔ امین شاہد۔ امین وجود۔

لطیف۔ تن مثال۔ روح مقیم۔ انا نور۔

کثیف۔ روح جاری۔ من نور۔ لازم الوجود۔

نفس = بولتا + دل = جانتا + روح = دیکھتی + عشق =

چاہتا + نور = پہچانتا +

نفس ۔ شریعت ۔ اسلام ۔ ناسوت

دل ۔ طریقت ۔ ایمان ۔ ملکوت

روح ۔ حقیقت ۔ احسان ۔ جبروت

عشق ۔ معرفت ۔ تقوے ۔ لاہوت

نور ۔ مقام قرب ۔ توحید ۔ ہاہوت یا ذات بحت

ذات وہ ہے جس کی طرف اسماء اور صفات رجوع کیے جائیں۔

بندہ وہ ہے جو اپنی ذات سے کچھ نہیں رکھتا۔ "العبدُ وما فی یدہٖ ملکٌ المولیٰ"+

حبیب = ہم عاشق وہم معشوق +

چھ وجود ہیں۔ (۱) واجب (۲) ممکن (۳) ناظر (۴) غائب (۵) شاہد (۶) واحد۔

(۱) دن کو دیکھتا ہے (۲) خواب میں دیکھتا ہے (۳) ایک اور دو کو دیکھتا ہے (۴) ایک دو اور تین کو دیکھتا ہے (۵) ایک دو تین اور چار کو دیکھتا ہے۔ (۶) ایک دو تین چار اور پانچ کو دیکھتا ہے +

ایجاد = روحوں کا پیدا کرنا +

تکوین = اجسام کا پیدا کرنا۔

وجود کے بدلنے کو توحید وجودی کہتے ہیں۔

ذات کے بدلنے کو توحید ذاتی کہتے ہیں۔

صفات کے بدلنے کو توحید صفاتی کہتے ہیں۔

افعال کے بدلنے کو توحید افعالی کہتے ہیں۔

اسماء کے بدلنے کو توحید اسمائی کہتے ہیں۔

عالم امر قدرت سے ہے۔ عالم خلق حکمت سے ہے

فکر آن باشد کہ بکشاید رہے   راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

شاہ آن باشد کہ از خود شہ بود   نے ز مخزن نے ز لشکر شہ بود

کفر و ایمان رفیق یکدیگر اند   ہر کرا کفر نیست ایمان نیست

بر ہمہ نادان نہ ریزند علوم   کنم تخم ضایع نہ در شور بوم

ذات وصفات کے ملاپ کا نام نور محمدی۔

ذات کے معنی لغوی۔ وحدت یگانگی۔

صفات کے معنے لغوی۔ وحدت بیگانگی۔

۵ خواہی کہ شوی داخل اہل نظر	از قال بحال باید ت کرد گذر
از گفتن توحید موحد نہ شوی	شیرین نہ شود دہان بنام شکر
۵ چند چینی لالہ نسرین و ورد	چند چینی رنگ سرخ و رنگ زرد
چند در کثرت نمائی خویش را	یک زمان در خانہ وحدت بیا
ساقیا مستم کن از جام شراب	تا یکے باشم ز ہشیاری خراب
مست گردان از مئے وحدت چنان	کہ نماند ہیچ از کثرت نشان
۵ ادب تاجیست از لطف الہٰی	بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی
۵ اصطلاحاتیست مر ابدال را	زان یقینے نیست اہل قال را

آنکہ در عالم خدا دانی ؛ جہل علم است علم نادانی

نہ نماز آتی ہے مجھکو نہ وضو آتا ہے ؛ سجدہ کر لیتا ہوں جب سامنے تو آتا ہے

ہر چہ آید در نظر غیر تو نیست ؛ روئے تو یا خوئے تو یا بوئے تو

ہوش من از غیر حق آگاہ نیست ؛ در دل و جانم بجز اللہ نیست

نازم ذوق رندی نے خیال پاک را ؛ مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ میدانی

عالم تین ہیں :- عالم اجسام - عالم امثال - عالم ارواح -
ان کو مراتب کونیہ - اعیان خارجی یا کائنات بھی کہتے ہیں -

رب العالمین = صاحب دو عالموں کا یعنے غیب و شہادت کا +

اجسام = عالم شہادت + امثال و ارواح = عالم غیب +

نخواہد چشم سر محبوب دیدن ؛ نہ کلامش را بگوش حق شنیدن

من لوز = سیاہ حلقہ چشم + لازم الوجود = تن عنصری +

انا نور = سیاہ حلقہ چشم باطن = روح مقیم نکلنے کا مقام +

سے مقیم و جاری و من نور انا نور ÷ مثالی عنصری تن جان عرفان

سے جاری مقیم مطلق تینوں کو ایک کرنا ÷ ساری عمر اپس کے سائیں کو دیکھ بھرنا

پنج گنج یا پنج ابلوں - احدیت - وحدت - واحدیت - الوہیت - ربوبیت +

(۱) روح جاری - من نور - لازم الوجود - (بندہ) کثیف ۱

(۲) روح مقیم - انا نور - تن مثال - (رسول) لطیف ۲

(۳) امین روح - امین شاہد - امین وجود - (اللہ) الطف ۳

ترجیحات - نفس - دل - روح - تزکیہ نفس - تصفیہ دل یا قلب - تجلیہ روح - تخلیہ سر -

عشق میں حسب کو ہوس نفس کے آرام کی ہے

عاشقی اوس کی مگر کام کی نین نام کی ہے

بزم وحدت میں اوسے بار کہاں جبکہ تمیز

بدکی ہے نیک کی ہے خاص کی ہے عام کی ہے

سہ قبلہ شاہان بود تاج و کمر ÷ قبلہ ارباب دنیا سیم و زر

قبلہ صورت پرستان آب و گل ÷ قبلہ معنی شناسان جان و دل

قبلہ عاشق وصال بے زوال ÷ قبلہ عارف جمال ذوالجلال

انا مطلق و کبریائی + انا - انکساری۔

ارشاد:- ایک صفت کو دوسری صفت کے ساتھ غیریت۔ ہر صفت کو ذات کے ساتھ عینیت۔ جس حال میں عینیت اوسی حال میں غیریت۔ عینیت وجودی۔ غیریت ذاتی۔

عقل = جبرئیل + عقل و روح مقید اندچو ہاروت و ماروت۔

عقل کل و نفس کل مرد خداست | عرش و کرسی را مدان کز وی جداست
ہے تہ غم و اندیشۂ سود و زیان | نے خیال این فلان و آن فلان
راہ فانی گشتہ راہ دیگر است | زانکہ ہشیاری گناہ دیگر است
ہشیاری ز یاد ما مضی | ماضی و مستقبلت پردہ خدا
آتشے در دہ بہر دو تا بکے | پر گرہ باشی ازین ہر دو چو نے
ہے اول حق و بعد خلق پر کسکو نظر | خلق اول و بعد حق کسی کا منظر
کوئی حق مع خلق دیکھے مع حق | کوئی ناظر حق فقط رہے بنیا تر

ارشاد۔ تنزل اوس کو کہتے ہیں کہ ایک شئے اول آپ جس مرتبہ میں ہے اوسی مرتبہ میں با اوصاف خود قایم رہکر دوسرے مرتبہ میں ظہور کرے + مثلاً شخص اور سایہ عکس اوس شخص +

صفات اور ذات کی تفریق۔ صفات میں وجہ غیر ذات ہیں

من وجہ عین ذات ۔ عین ذات من وجہ ظہور اور وجود کے اور غیر ذات ازروے فہم اور عقل کے کیونکہ صفات کو عین ذات جاننے سے نفی صفات لازم آتا ہے جو موجب تعطیل ہے +

ذات اور صفات میں سات طور کا فرق ہے :۔

(۱) ذات کو تقدم ہے صفات کو تاخر ہے (رتبیؔ)

(۲) ذات قایم بخود ہے ۔ صفات قایم بذات ہیں

(۳) صفات میں تعدد ہے ۔ ذات میں نہیں ہے۔

(۴) ذات کو انیت ہے ۔ صفات کو نہیں ہے ۔

(۵) ذات ہمیشہ یکساں ہے ۔ صفات کو تغیر ہے

(۶) ذات موجود وجودی ہے ۔ صفات موجود ذہنی ہیں

(۷) ذات کو اجمال و تفصیل نہیں ہے ۔ صفات کو ہے

ناسوت عالم اجسام است = ملکوت عالم مثال است و

جبروت عالم ارواح است = ولاہوت الہیت دیاہوت مرتبہ ذات

مندرج = داخل ہیں مانند دخول۔ ذات کے بیچ موصوف کے

نہ مانند دخول جھاڑ کے بیچ تخم اور نہ مانند انسان کے بیچ نطفہ کے

وجود = وہ ذات کہ اپنے کو جانی ہوئی۔

عدم اضافی کہ علم میں موجود ہیں خارج میں نابود۔

حقیقت عالم جو گنج مخفی سے ظاہر ہے

حقیقت معلومات جو صورتان علمی ہیں۔

عالم کبیر یعنے عالم اجسام سے عالم ارواح وغیرہ سوائے

انسان کے سب عالم کبیر ہے۔ عالم انسان سر ہے۔ عالم حیوان

پیٹ سے کمر تک۔ عالم نباتی بول و براز کی جائے۔ عالم جمادی پاؤں

عالم علوی سر۔ عالم عقلی گلے سے کمر تک۔ عالم سفلا کمر سے پاؤں تک۔

ایمان مجسم۔ ممکن + ایمان غیر مجسم۔ یقین + پیران پیر حقیقت +

ے سیاہی گر بدانی نور ذاتست ٭ بتاریکی درون آب حیاتست

ایک تن خاکی۔ دوسرا امکان الوجود۔ تیسرا ممتنع الوجود۔ چوتھا عارف الوجود +

قلب معنوی یعنی تمام چیزاں اس میں ہیں۔

ے غیب کے مہمان ابن خان ٭ کُلُّ نَفْسٍ کے وہ تاج الراس ہیں

تن باطنی کا نام محمد صلعم۔ خطرات دو ہیں۔ نیک و بد۔ خطرۂ بد اگر آیا اور گیا تو وہ خطرہ شیطانی ہے۔ اگر قایم رہا تو خطرہ نفسانی ہے۔ خطرۂ نیک اگر آمد و رفت رکھا تو خطرہ ملکی ہے اگر قایم رہا تو

خطرۂ رحمانی ہے ۔

انائے مطلق کو جانو ۔ انیت وحدت کو مانو

اے نکردہ دل زعلائق صاف ۔ مزن اندوانش حقائق لاف

زانکہ درعالم خدا دانی ۔ جہل علم است علم نادانی

جیسا کہ اللہ کے چار مقام ہیں ویسا ہی بندہ کے بھی چار مقام

ہیں یعنے اول عدم آخر عدم ظاہر عدم باطن عدم

چشم پیدا کن دریں عالم کہ بینی روئے دوست

ورنہ فردائے قیامت کوررا دیدار نیست

لاالہ میں عبودیت ۔ الااللہ میں الوہیت

لاالہ کی صورت عالم ۔ الااللہ کی صورت حقیقت

لاالہ کا پاسبان شاہ حبش یعنے ابلیس ہے ۔

علت فاعلی۔ بنانے والا + علت مادی جس چیز بنتی ہے +

علت صوری = چیز بنے بعد جو صورت لیتی ہے +

آدم تین ہیں = عقل کل مردان۔ عقلان مجرد۔

حوا تین ہیں = نفس کل۔ عورتان۔ نفسان مجرد۔

آدم = عالم ارواح۔

؎ تا بجاروب لا نہ روبی راہ ؛ نہ رسی در سرائے الا اللہ

موسے = روح + فرعون = نفس + رود نیل = خواہش +

بیان نہ بطون چشتیہ:۔

گنج مخفی ۔ نقطہ ۔ ذات مطلق ۔ احدیت ۔ وحدت

امین وجود۔ امین بکھ۔ امین شاہد۔ روح مقیم ۔ انا نور نور سرار۔

واحدیت ۔ ارواح ۔ مثال ۔ شہادت

ممکن الوجود ۔ روح جماری۔ من نور۔ تن عنصری

نفس کا پرتو خطرہ + دل کا پرتو یاد + روح کا پرتو زور +

ے چھ نشان ہیں حق کے تجھ میں رے نول ؛ نفس و دل در روح و خطرہ یاد زور

سر کی حقیقت = یاد غالب غفلت مغلوب +

ے اپنا سو ہے یاد یا وحق کا ؛ پر کان ہے معلم اس سبق کا

ے ہر قوم کو ہی جسدی عبادت ؛ عارف کو ہے بے خودی عبادت

جو غیر کو آپ کر پہچانے ؛ وہ کیوں کرے دشمنی دواتے

ے جنے جیو کو سمجھا سو سمجھا دسے ؛ مگر جیو سمجھنے کو آتا کسے

ے خدا بندہ میں آکر یوں نہاں ہے

کہ جوں بو گل کی گل کے درمیاں ہے

عدم العدم - عدم محض - عدم حقیقی - ذات باریتعالی کو کہتے ہیں

بود نبود - عدم اصطلاحی - عدم مجازی - مخلوق کو کہتے ہیں -

۱۔ ذکر جلی۔ لسانی یا دلی۔ نفس۔ زیر ناف۔ سفید رنگ مہتابی یا نیلگوں۔

۲۔ ذکر قلبی۔ دل۔ زیر پستان چپ۔ زرد رنگ۔

۳۔ ذکر روحی۔ روح۔ زیر پستان راست۔ سرخ رنگ

۴۔ ذکر سری۔ سر۔ درمیان سینہ۔ سفید رنگ مانند پنبہ۔

۵۔ ذکر خفی۔ نور۔ مقام پیشانی۔ سیاہ رنگ۔

۶۔ ذکر اخفیٰ۔ ذات۔ دماغ۔ سبز رنگ۔

۱۔ ذکر جلی یا شغل لسانی یا دلی۔ پاس انفاس۔

"الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم"

۲۔ شغل قلبی۔ توجہ بحق
کر نخستنی آپس کوا سے دیکھ منجلی۔

۳۔ شغل روحی ۔ نظر بر وجود
اشارہ وصف بغل سے اپنا نظر نکال
دکھہ بر وجود ذات اگر مرد واصلی

۴۔ شغل سری۔ یاد غالب غفلت مغلوب۔

۵۔ شغل خفی۔ مانع نہ کوئی شغل البشر اس نظر کے ہوے
"رجال لا تلهيهم اموال ولا بيع عن
ذكر الله"۔

۶۔ شغل اخفیٰ۔ نہ ذکر و ذاکر و مذکور رہنا۔
لاربّ ولا عبد

حضرت حق جل شانہ صاحب قدرتست بہ یک امر تمام اشیاء موجود می نمود اما حکمت موقوف می ماند ہم قدرت وہم حکمت را بہ سر کار آورد یعنے چیزے از چیزے برآوردچنانچہ حالگی مخلوقات از خاک و خاک از آب و آب از آتش و آتش از باد و باد از ہوا وہوا از صفا و صفا از قدرت و قدرت از ذات۔

اے عزیز تمام خلقت را ہمیں خاک خداست اگر بخود قایم بودے۔ خاک ہمیں بہ آب خواندے اگر استقامت بخود داشتے علی ہذا القیاس ہمچنیں تا ذات کہ ذات قایم بخود است بعز تعالیٰ شانہ غیر ما یقولوں ؎

ہر چہ از دیگرے بود موجود ٭ در حق او ہمان خدا باشد
لیک قایم بخویشتن نبود ٭ ور خدائیش از ان جدا باشد

حق بجز وقایم است آنجہ ی + گر خدا دانیش روا باشد

تفصیل الوان عناصر

(۱) ہوا کا رنگ سبز ہوتا ہے

(۲) آتش کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔

(۳) آب کا رنگ بیرنگ ہوتا ہے۔

(۴) خاک کا رنگ زرد ہوتا ہے۔

(۵) سما یعنے ایتھر کا رنگ نفشئی یا کبود ہے۔

فقیر = ترک غنا۔ ترک بقا۔ ترک یاد۔ ترک ریب = کلاہ چار ترک۔

نفقیر - فاقہ - قناعت - یادالہٰی - رضائے مولا -

نفقیر - فنا فی اللہ - قایم باللہ - راضی برضا -

اصول موضوعہ - وجود مطلق کا بیان

(۱) وجود یعنے ہستی مطلق حقیقت ہو سے جو خارج میں بصورت

اشیاء موجود ہے -

(۲) وجود مصدری جو موجود ذہنی ہوتا ہے نہ موجود فی الخارج

اس سے یہ وجود منزہ ہے -

(۳) یہ وجود بسیط ہے جو تقسیم و تجزی سے مبرا ہے -

(۴) وجود مطلق کے مراتب لاتحصی ہیں - یہی وجود مرتبہ الوہیت

ربوبیت۔ خالقیت میں اللہ۔ رب۔ خالق۔ اور مرتبہ عبودیت
میں عبد۔ مربوب۔ مخلوق ہے +

(۵) ایک مرتبہ کا نام اطلاق دوسرے مرتبہ پر کفر و الحاد ہے
ع :۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

ے مرتبہ تنزیہ میں اللہ ہے ؛ صورت تشبیہ عبداللہ ہے
ے چون وجودے بلباس عدمے می آید
بدر روشش ز انا العبد و سے می آید

(٦) وجود مطلق حلول و اتحاد سے پاک ہے۔ حلول و اتحاد کے
واسطے دو موجود فی الخارج کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ایک موجود
دوسرے موجود میں حلول کرے یا اوس کے ساتھ متحد ہو +

(۷) وجود مطلق عرض اور جوہر ہونے سے منزہ اور بری ہے۔

بل العالم بجمیع اجزاءہ اعراض والمعروض

ھو الموجود۔

(۸) خالق ومخلوق کی حقیقت ایک دوسرے سے حقیقی مغایر

ہے۔ یعنے خالق کی ذات علیحدہ ہے۔ جو وجود محض ہے اور مخلوق

کی ذات علیحدہ ہے جو عدم قابل الوجود ہے۔

(۹) خالق اور مخلوق وجود میں ایک دوسرے کا حقیقی عین ہے

یعنے ذات دو ہیں وجود ایک ہے۔

(۱۰) حقیقت خالق اور حقیقت مخلوق ہر دو قدیم اور ازلی ہیں

اس سے تعدد قدما لازم نہیں آتا۔

(۱۱) حقیقت خالق صورت۔ مقدار۔ کیفیت وغیرہ صفات

حدوث سے منزہ ہے۔

(۱۲) حقیقت کے ظہور کے واسطے صورت کا ہونا ضروری ہے

(۱۳) جن نقائص سے ذات حق منزہ ہے ان ہی نقائص سے ظاہر ہے۔

(۱۴) کوئی صورت بغیر اپنے مقوم کے قائم ہو سکتی ہے اور نہ قائم رہ سکتی ہے۔

(۱۵) تعینات علم الہی کا نام صور علمیہ ہے۔ یہی صور علمیہ ماہیات اور حقائق ممکنات ہیں جن کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں۔

(۱۶) ماہیات ممکنات مع اپنے قابلیات و اقتضات ذاتیہ کے علم الہی میں بے جعل جاعل ازالاً ابداً ثابت ہیں۔

(۱۷) کوئی شئے اپنی حقیقت سے علٰحدہ نہیں ہو سکتی یعنے اوس کا شئے پنا اوس سے زائل نہیں ہو سکتا ورنہ علم الہی میں محلیت حدوث

اور جہل کا نقص لازم آئیگا۔ تعالی اللہ عن ذالک۔

(۱۸) کسی حقیقت کا اقتضائے ذاتی اس سے زائل نہیں ہو سکتا لہذا ہر حقیقت اپنے اقتضاء کے قبول کرنے پر مجبور ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے:۔

العباد مختار فی فعلہ مجبور فی اختیارہ۔

(۱۹) ایک حقیقت کے اقتضائے ذاتی کو دوسری حقیقت کو دینا یا باہم تبادلہ کرنا وضع الشیء فی غیر محلہ ہے جس کو ظلم کہتے ہیں۔

(۲۰) حق تعالی ظلم سے پاک ہے۔

(۲۱) کوئی حقیقت یا اس کا اقتضاء علم الہی سے منفک نہیں ہو سکتا۔

قد احاط اللہ کل شیء علماً۔

(۲۲) مشیت علم کے تابع ہے۔ اور علم اپنے معلوم کا تابع لہذا
علم الٰہی شقی کو سعید اور سعید کو شقی معلوم نہیں کر سکتا۔ گدھے کو گھوڑا
سمجھنا یا اونٹ کو ہاتھی جاننا بدیہی جنون ہے۔
(۲۳) ایجاد اشیاء حق کے ذمہ واجب نہیں۔ ان شاء
فعل وان شاء لم یفعل۔
(۲۴) حق تعالیٰ کو اشیاء عالم کے ساتھ معیت ذاتی ہے
علمی معیت پر بس کرنا ذات حق کے محدود اور متحیز ہونے اور ذاتی صفت
کے انفکاک کو مستلزم ہے۔ جو ہر دو موجب نقص ہے۔
تقدس ذاتہ عن کل نقص وعیب۔
(۲۵) کان اللّٰہ ولم یکن شئ غیرہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ
موجود تھا۔ اور کوئی شئ اس کے سوا موجود نہ تھی۔

(۲۶) جب کوئی شئے سوائے حق کے موجود نہ تھی پھر جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ اس کی تشبیہ بصور معاودہ کی تنوعات ہیں۔

؎ خدا موجود تھا اول نہ تھا غیر ۞ وہ غیر اب بھی عدم ہے گر تو سمجھے

(۲۷) مخاطبہ کن کے واسطے علمی تصور کا تعین ضروری ہے یہی تعین علمی حقیقت ممکن ہے جس کو اوس کی عین ثابتہ کہتے ہیں

آن یکے ماہے ہمی بیند عیان ۞ وآن یکے تاریک می بیند جہان
وآن یکے سہ ماہ می بیند بہم ۞ این سہ کس بنشستہ یک موضع نعم
چشم ہر سہ باز و گوش ہر سہ تیز ۞ در تو آویزان و از من در گریز
سحر غیب است این عجب لطف خفی ست ۞ بر تو نقش گرگ و بر من یوسفی ست
عالم ار بیحدہ ہزار است و فزون ۞ ہر نظر را نیست این بیحدہ دون

بدآنکہ پیر مشابہ نبی است درحق تربیت۔ "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہٖ"۔

ے اے کہ کنی فرق نبی از ولی ÷ ہر دو یکے دان ز رہِ کن دلی
ے گفتم کہ پیمبری تو یا پیر ÷ گفتا کہ دوئی ز راہ برگیر
ے۔ بدانکہ پیر سراسر صفات حق باشد

اگرچہ پیر نماید بصورت بشرے
بپیش تو چو کف است و بوصف چوں دریا۔
بہ پیش خلق مقیم است و ہر دش سفرے

(۲)

التصوف باوصاف اللہ۔ صفات بشریت سے دور ہو کر اللہ کی صفتوں سے متصف ہونا۔ یہ امر چار حجابات اور شیخ

موقوف ہے اوّل حجاب دنیا اور اس کی لذتیں۔ دوم دین اور اس کی لذتیں۔ سوم حجاب اخروی اور اس کی کرامتیں چہارم شعور جب فقر کی آگ نے یہ چاروں حجاب جلا دئیے تو پھر نور ہی نور باقی رہا۔ اور یہی نور ہدایت پیر کی ذات ہے۔ انہیں حجابات کا اٹھنا۔ جمعیت نصیب ہونا۔ تفرقہ کا مٹنا اور گویا فقر کا تمام ہونا ہے۔ یہی معنے ہیں۔ فاذا تم الفقر فہو اللہ کے۔

س۔ فانی از خود شو کہ تا یابی نجات ✤ چوں تو برخیزی نشیند حق بجات

صحبت شیخ بہ ز ذکر خدا است ✤ ذکر با شیخ بہ ز ذکر خدا است

زانکہ او نیست آن صفات خداست ✤ وصف او نیست و ذات خدا است

جز بدرقہ حضرت شیخ ازین وادی وحشت خیز و بادیہ محنت انگیز

بسر بردن ممکن نیست۔

کیست درین منزل حسرت فزاے * راہ نماید بہ خدا جز خداے

با دوست پیام ورنہ گنجد * خود بود کہ خود پیمبری کرد

پیر من و مرید من درد من و دواے من

راست بگفتم این سخن شمس من و خداے من

اما این معنی در کارخانہ عقل نیست

عقل ازین معنی مفلس مادرزاد است

این از عالم عشق است۔ اینجا نشان ازین معنی یابند۔ عشق

جنون الٰہی کار دیوانگان دیگر است و کار عاقلان دیگر۔

این چنین گر عاقلے گوید خطاست * لیکن از دیوانہ عاشق رواست

مرشد سے معرفت کا جیسے اکتساب کم
اوس کو علاقہ یار سے اور انتساب کم

جام مجاز سے جو حقیقت کا مئے پیا
اوس مست کو ہے بیش نوازش عتاب کم

دو ذات یک وجود کے شارق ہیں آب تام
یک ذات دو وجود کے گوہر میں آب کم

مثنوی

حضرت پیر و مرشد قبلہ

بعد حمد خدا و نعت رسول | گوش دل سے کر اس کو سمع قبول
ظاہر اس میں ہیں پیر کے آداب | ادب معنوی کے فیضیاب
پیر کی شکل سے خدا ظاہر | مصطفےٰ شکل پیر میں باہر
مصطفےٰ کا ادب خدا کا ادب | رہنما مصطفےٰ کا ہے نائب
مصطفےٰ کے ادب کا رکھ تو لحاظ | یونہی آداب پیر کا بھی لحاظ
ادب مصطفےٰ کو قرآن میں | دیکھ تفصیل اون کی فرقان میں
خدمت پیر میں ادب کو نگاہ | رکھ ہمیشہ تو مثل پیش شاہ
تا اگر اسے تو بادشہ ہووے | زنگ دل سے دوئی کا دھل جاوے
کوئی حرکت نہ ہو خلاف ادب | تا ہو دور تجھ سے فضل رب

ناخوشی پیر کی بھی یک ذرہ — پادشہ کو کردے پل میں یک ذرہ

خوشی اوس کی خوشی اللہ ہے — ناخوشی اوس کی قہر مولا ہے

گر تجھے وصل حق کی ہو خواہش — دید جاناں کی ہو مگر خواہش

منحصر ہے رضائے رہبر پیر — یعنے تجھ وقت کے پیمبر پیر

با ادب حاضر اور غائب رہ — در عیاں در نہاں برابر رہ

جملہ آداب جو ہوے مسطور — در کلام مجید رب غفور

باب میں مصطفیٰ کے ہیں آئے — یونہی در حق رہنما سن لے

با ادب جب تو ایسا ہو جائے — بحر رحمت کو جوش آجائے

در مقصود کو تو پائے گا — گنج مقصود ہاتھ آئے گا

بے ادب تاج سر پہ فضل اللہ — با ادب پائے فضل و عز و جاہ

بے ادب بے نصیب کہتے ہیں — با ادب با نصیب سنتے ہیں

کوئی حرکت خلاف مرضی پیر | ہوئی تجھ سے گئی تب ہی تاثیر
نہیں ہے پیر طالب دولت | نہ وہ چاہتا ہے تجھ سے کچھ ثروت
خلق کہتی ہے رہنما کو شاہ | شاہ کیوں کر ہو طالب زر و جاہ
یہ صفت پادشاہ دنیا ہے | پیر تو پادشاہ عقبیٰ ہے
پیر طالب ہے حب ذاتی کا | نہیں حب اس کو کچھ صفاتی کا
تو ہی دھوکے میں پیر سے اے یار | مثل اپنے تو سمجھا دنیا دار
مال و دولت سے اس کو ہے کیا کام | طالب عز و جاہ نہیں اور نام
تجھ سے طالب ہے وہ محبت کا | نہ زر و سیم اور دولت کا
وہ بھی تیرے لئے ہی ہے بھائی | فائدہ اسمیں اوس کا نہیں کچھ بھی
اسی رستے سے پہنچنا حق تک | وجہ مطلق کو پائیگا بے شک
کر اطاعت تو پیر کی شب و روز | حب ذاتی میں اس کی رہ دلسوز

سن یہ حالت ہو تجھ پہ جب طاری | تب کھلے راز رویت باری
دل آگاہ کو اشارہ بس | نہو غافل کو سی پارہ بس
پیر ظاہر بصورت ہادی | ہوا طالب کا رہبر و ہادی
شکل و صورت سے حق ہے پاک اخی | بے تمثل نہ ہوگا کام کوئی
اس لئے پیر کی لیا صورت | تا نہو طالبوں کو کچھ وحشت
انس کا واسطہ ہے جنسیت | نہ ہو نا جنس سے کبھی الفت
جب نہو انس تو نہو تاثیر | اور تعلیم بھی کرے نہ پذیر
آپ کہتے ہیں کرتے ہیں کچھ اور | آپ کو ہی سزا ہیں یہ سب طور
آپ کا دادن سب سے اعلیٰ ہے | اور کا دادن اس سے ادنیٰ ہے
خود تو کرتے ہیں تام اور دل کا | کیا بھلا دل اس میں غیر دل کا
کوئی ذرہ نہیں ہے غیر ترا | تو ہے قیوم ذرہ ذرہ کا

ذرہ اور آفتاب میں تیرا — نور چمکا ہوا مرے مولا
تو تعین کے رو سے غیر دیکھے — اور ہستی کی رو سے عین دیکھے
ہست اور نیست میں ہیں سارے راز — خوب فرمائے شاہ بندہ نواز
خود ہی فانی و حق سے باقی ہے — ماجرا طرفہ فانی باقی ہے
ہے فنائے تعین اے بھائی — ہستی محض باقی جان اخی
پیر کے سامنے تو ہو مردہ — ہاتھ میں مردہ شو کے جوں مردہ
نذر جو پیر کو تو دیتا ہے — تیرے خوش کرنے کو وہ لیتا ہے
ڈالے ماں باپ تجھکو غلاظت میں — پیر بٹھلائے تجھکو جنت میں
نہ وہ جنت ہے جو مجازی ہے — بلکہ وہ جنت حقیقی ہے
مرتبہ گھٹ گیا ام واب سے — ہوا ارفع گرو ملا جب سے
اس کا احسان کیا کرے تو ادا — کیا ادا کر سکے گا شکر خدا

احمد بے نوا و حال تباہ | پار کر بیڑا اس کا یا اللہ
اپنے پیارے نبی کے صدقہ میں | اور آل نبی کے صدقہ میں
نزع کے وقت تو ہی تو ہو پاس | دید میں تیری آخر ہو یہ یاس
نہ کسی غیر کا خیال رہے | حال در حال۔ حال ہی حال ہو
کر عطا مجھکو جنت مطلق | حال مطلق نصیب کر اے حق
نہیں ہے کوئی آرزو دل میں | حاجت صرف ہے مسرے دل میں

حال دل تجھ پہ ہیں عیاں سارے
ہیں عیاں سامنے نہاں سارے

—(۰)—

نبی کی ذات کے مرآت میں نور خدا دستا
جہاں کے جام میں عکس جمال مصطفےٰ دستا

خدا اور مصطفےٰ یک دوسرکا بلکہ ہے درپن
محمدؐ میں خدا دستا خدا میں مصطفےٰ دستا
دسے ذات خدا یا مصطفےٰ یوں عین شئے مجھ
کہ نقطہ یا الف جیوں عین ہر حرف ہجا دستا
دیا ہے رویت مطلق کا دیدہ جس کو حق اوسکو
نبی اللہ نما دستا خدا بندہ نما دستا
حقیقی عینیت کی حیثیت سے بالیقین باہم
احد احمد یگانہ اور عرب رب آشنا دستا
دلے بیگانگی واقعی اصطلاحی کے
تصور میں محقق کو خدا بندہ جدا دستا
دو شئے کو جمع کرنا باوجود ضدیت یکجا

مجھے الحق مقام معرفت کا تجلی دستا

بجز قلب حقیقت رب کو عین عبد یون دیکھو

کہ جیون ہر روپ میں بہروپ عین اُس آپ کا دستا

ایس مین کا مرشد میں ہمیرا اور نبی میں حق

کمالا تجھکو ہے شہود شاہد اُنکا دستا۔

موجود بذاتہ ہے واجب متعال

معدوم بنفسہ ہے ممکن نہ محال

ہے ہست کا غیر نیست اور نیست کا ہست

کیا نقص ہے غیریت حقیقی میں کمال

بعد حمد خالق و نعت محمدؐ مصطفیٰ

سن حقیقی یکصد و سی مسلہ کا مدعا

چار کرسی اصطلاحی یعنے میں ہوں نور پیر

پیر نور مصطفیٰ اور مصطفیٰ نور خدا

چار مذہب یک شریعت اور طریقت دویمی

ہے حقیقت معرفت سوم چہارم سالکا

چار ہیں فرض وضو توحید ذاتی اولین

اور صفاتی اور اسمائی وا فعالی بجا

تین فرض غسل سے توبہ کر اول شرک سے

تب الی اللہ عن ذنوب ثم من اضرارہا

ہیں تیمم کے فرایض تین سو اس کا بیان

مجملاً دو نفی یک اثبات ہے تو خوب جا

پنج بنا اسلام کے از روئے باطن ہیں اول

ذکر مولیٰ فکر سے اولیٰ ہے اے اہل دلا

ہو مشاہد با تجلی اور مراقب با حضور

ہو محاسب با حساب اور ہو مجاہد با غزا

تیسرے صفت احکام یوں ہے جو کرے تو آپ کو

سات اوصاف ذمیمہ سے منزہ اور صفا

ہے حسد اول بخیلی دوسرا وصف شنیع

غیبت و اکل حرام و کینہ و حرص و ریا

ہے حمیدہ شش صفت سے متصف چھ رکن ہو

حکمت و عفت شجاعت عدل و تعلیم و سخا

علم و ارادت قدرت و سمع و بصر نطق و حیات

بوجھ ایمان ذات ہی ھے سات اس کے وصفھا

چار منزل با مقام قرب ہیں اوقات خمس

پنج نیت پنج ذکر اے سالک سالکاں ھدیٰ

تیس روزہ یعنے ترک چار وزد و هفت بیت

غفلتاں شش ش موذیاں شش ش هفت جہاں کے فنا

غفلتاں اور موذیاں چار اندوزداں و تباین

تیس نیت نام ہے تیس کے ابدال کا

یک فنائے نفس اور دیگر فنائے قلب ہے

پس فنائے روح کر مغرب کے سہ رکعت ادا

ہو فنا فی الشیخ اول پس فنا ہو فی الرسول

پس فنا فی اللہ بقا باللہ ہو رکعت عشا

ہے فناء الاسم فی الاسم و فنائے روح و جاں

فی المسمیٰ کن یہ دو رکعات در فجر صبا

کم خور و کم خواب کن کم گوی و کم با خلق باش

ظہر کے یہ چار رکعت کر ادا مت کر قضا

چار رکعت عصر کے ہیں ترک حب دنیوی

ترک عقبیٰ کی طلب اور ترک کر نفس ہوا

حضرت سید محمد شاہ میر ملک و دین

رحمتہ اللہ علیہ فی الصباح والمسا

یوں کئے ارشاد مجھکو از رہ لطف و کرم

ہے کمالاً تجھپہ واجب ان فرائض کا ادا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ تجدّد امثال

تجدد امثال کے لفظی معنی نو پیدا ہونا مانندوں کا یعنی ہر لحظہ ایک دنیا فنا ہوتی ہے اور اسی آن میں دوسری دنیا بعینہ جیسے کہ پہلے تھی ویسی ہی پھر نئی پیدا ہوتی ہے۔

ہر نفس نو می شود دنیا و ما ✤ بے خبر از نو شدن اندر بقا
آن ز تیزی مستمر شکل آمدہ است ✤ چون شرر کش تیز جنبانی بدست
شاخ آتش را بجنبانی بساز ✤ در نظر آتش نماید بس دراز

عمر ہمچون جوئے نو نو می رسد | مستمرے می نماید در جسد
پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتیست | مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتیست
صورت از بی صورتی آمد برون | باز شد انا الیہ راجعون

یعنے جس آن میں کہ فنا ہوتی ہے اسی آن میں پھر بقا پاتی ہے یہہ فعل کچھ ایسی جلدی سے ہوتا ہے کہ فنا معلوم ہی نہیں ہوتی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نمل میں وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب یعنی گمان کرتا ہے تو کہ یہہ پہاڑ ایک جائے جمع ہوئے ہیں حالانکہ وہ گذرتے جاتے ہیں مانند ابر کے یعنی ایک پہاڑ فنا ہوتا ہے اور دوسرا پہاڑ فوراً اوس کی جگہ قایم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ہر ذرہ ہر آن فنا اور ہر آن بقا پاتا ہے ایسا کیوں ہوتا رہتا ہے۔

اس کا سبب یہہ ہے کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر شئی اپنی اصل کے
طرف رجوع کرتی ہے۔ کل شیئٍ یرجع الی اصلہ پس ہر وہ
عالم کا اصل سوائے حق تعالے کے نیستی ہے جو اپنی اصل کے طرف
پھرتی ہے اور اصل حق کا وجود یعنی ہستی ہے اور حضرت وجود
کے لاتحصیٰ صفات ہیں اور وہ ایک سکنڈ کے لئے بھی معطل نہیں
رہ سکتے ان میں سے ایک صفت محی اور دوسری ممیت ہے
ان کا فعل ہر آن ہونا چاہئے۔ اِس لئے صفت ممیت ہر آن فنا
کے طرف لے جاتی ہے اور ایسی آن صفت محی بقا کے طرف
لے جاتی ہے اور وجود بخشی کرتی ہے۔ یہہ فعل اس سرعت
سے ہو رہا ہے کہ چشم ظاہر بیں میں اشیاء ایک حالت میں
معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی مثال بہتے ہوئے پانی یا جوالا سے

اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ ایک نہر کے پاس بیٹھو اور غور سے
دیکھو جہاں تم بیٹھے ہو وہاں پانی تمھارے سامنے سے بہہ رہا ہے
بادی النظر میں پانی ایک ہی حالت پر نمایاں ہے مگر کروڑہا
پانی کے قطرات تمھاری نظر سے گزر رہے ہیں ان کی جگہ دوسرے
قطرات تازہ بتازہ نو بنو لیتے جا رہے ہیں اس لئے پانی اپنی
جگہ معلوم ہو رہا ہے دوسری مثال جوالہ کی ہے۔ وہ اس طرح
ہے کہ ایک لوہے کی سلاخ یا ایک لکڑی لو اور اس کے دونوں
سروں پر کپڑے کی دھجیاں یا تاگا لپیٹو گول لٹھو کی طرح اکو
کروسین آئیل میں ڈبو کر سلگا لو اور انگلیوں کی حرکت سے
گردش دو نہایت تیزی کے ساتھ تو تمہیں ایک آتشین
گھیرا یا سرکل دکھائی دیگا حالانکہ وہ سرکل نہیں ہے صرف

دور روشن گولے ہیں جو نہایت تیزی کے ساتھ گردش دینے کی وجہ
سے دائرہ کی شکل میں نظر آرہا ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ جو فاعل
حقیقی ہے اس کے فعل کی سرعت کے سبب سے جس کو وجود
بخشی کہتے ہیں فنا دکھائی نہیں دیتی اور کل یوم هو فی شان
اور بل هم فی لبس من خلق جدید کا مطلب سمجھ
میں نہیں آتا اس کی سمجھ کسی صاحب سمجھ سے حاصل کرو۔ کل
شیٔ یرجع الی اصله سے ہر دم اپنی اصل کی طرف کہ
عدم اور نیستی ہے بالذات میلان حاصل ہوتا ہے لیکن بسبب
اوس مدد کے کہ صفت بقائی حق تعالے سے اس کو دمبدم
پہنچتی ہے فنا سے محفوظ رہتا ہے اس واسطے کوئی آن اثر
موجد اور فنا الوہیت کا اوس سے منقطع نہیں ہوتا اگرچہ اس شئے

کو اس کے اصول سے آگاہی نہو اس قاعدے کے تحت ایک شئے تا فنائے صوری یعنے موت کروڑ ہا جسم لیتی رہتی ہے مگر پھر بھی اپنی شکل پر برقرار دکھائی دیتی ہے۔

سوال۔ اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ ہر آن نیا جسم پیدا ہوتا ہے تو یہ امر دریافت طلب ہے کہ زید بکر سے کچھ روپیہ قرض لیا اور اس کی لڑکی سے نکاح کیا اور آخر ش بکر کو قتل کر دیا تو بتلائیے کہ جس آن جس جسم کے ساتھ مذکورہ بالا معاملات پیش آئے تھے تو دوسری آن میں وہ جسم باقی نہ رہا تو قرض کی ادائی۔ نکاح۔ اور قصاص کے متعلق کیا کیا جائے کیونکہ دوسری آن میں وہ جسم ہی نہیں جس نے اور جس سے یہ معاملات پیش آئے تھے۔ اگر یہ بات مان لی جائے تو

ثواب اور عذاب۔ نیکی بدی کوئی چیز ہی نہیں۔ کیونکہ جس جسم کے ساتھ گناہ کیا تھا وہ جسم ہی نہیں رہا تو عذاب دوسرے جسم کو دینا یہ صریح ظلم ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

جواب یہ ہے کہ تجدد امثال کے مسئلہ میں حقیقت کو تبدل نہیں اور تجلی کو تکرار نہیں۔ یعنے اس فنا و بقا سے حقیقت نہیں بدلتی کیونکہ فنا دو قسم پر ہے صوری اور معنوی۔ فنائی صوری ظاہر موت کو کہتے ہیں جس میں ہئیت بدل جاتی ہے اور فنائی معنوی باطن کی موت ہے جس میں حقیقت نہیں بدلتی ہے یعنے جو ذات کہ ہے سو ہمیشہ قائم ہے مگر لباس بدلتا جاتا ہے۔ ہر موجود کے دو لباس ہیں۔ یعنی فنا اور بقاء۔ یعنی ممیت و محی کا ہر آن ظہور ہوتا رہتا ہے۔ اس فعل سے

حقیقت میں کچھ خلل نہیں آتا ہے

دمبدم گر شود لباس بدل ؛ شخص صاحب لباس را چہ خلل

یہہ فنا بقا ظہور اور وجود اور تجلی و استتار کی رو سے ہے نہ از روئے حقیقت ۔ اس کی تجلی کو تکرار نہیں ۔ کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات پہلے غیب میں تھی جیسے کہ تجلی کرتی جاتی ہے ہر ہر تجلی اور ظہور اوس کا تازہ بہ تازہ نو بہ نو ہے یہہ نو پیدا ہونا مانندوں کا ہے جس شئے کی صورت سے تجلی ہوئی پھر مثال میں اوسی شئے کی صورت سے تجلی ہوتی جاتی ہے ہر تجلی تازہ ہے گو دیکھنے میں تجلی اول کے مانند ہوسے

میرود ہر دو جہانے در فنا ؛ در ہماں دم دیگرے آید بجا او

پس ایسی حالت میں ان معاملات کا تعلق۔ اسی زید و بکر سے رہے گا۔ جس کے ساتھ اول مرتبہ معاملہ کیا گیا تھا۔ سائنس سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے لہذا عالم علوم جدیدہ بھی اس مسئلہ سے انکار نہیں کر سکتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبیان التوحید

مصنفہ حضرت پیر و مرشد قبلہ

بعد از حمد و نعت بدال اے سالک کہ قبل از مشغولی سہ روزہ دارد در روز اول بہ استغفار از جمیع معاصی مشغول شود۔

"استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ قولاً و فعلاً وحاضراً و ناظراً اللھم اغفرلی و تب علینا انک انت التواب الرحیم" روز دوم بہ کلمہ تمجید

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
العظیم شود۔ روز سیوم بہ کلمہ شہادت اشہد ان
لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان
محمداً عبدہ ورسولہ وکلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
وھو علی کل شیٔ قدیر وکلمہ استعاذہ اللھم انی اعوذبک
ان اشرک بک شیٔ وانا اعلم بہ واستغفرک لما لا اعلم

ہر ایک را تا یک پاس مشغولی نماید بعدہ در پاس آخر کلمہ طیبہ
بدل گوید تا وقت عصر بعدہ دل را از غیر حق تعالیٰ منودہ بسوئے
باطن مرشد متوجہ باشد یعنے خطرات ماسوی اللہ بالکلیہ

دور کند تا فیض مرشد او را موثر گردد و مرشد باید کہ روز سیوم
بین المغرب والعشاء بعد از ملاحظہ برزخ کبریٰ وصغریٰ و
کلمہ تمجید و درود چنانکہ روشن است مشغولی فرماید۔
اول۔ لا معبود الا اللہ۔ دوم لا مقصود الا اللہ
سیوم لا فاعل فی الوجود الا اللہ۔ چہارم لا موجود
الا اللہ تا توحید علمی و توحید ایمانی و توحید حالی و توحید الٰہی
حاصل گردد۔ و وقتیکہ بہ "لا معبود الا اللہ" مشغول
شود از دل جملہ معبودان باطل بالکلیہ بکشد و آن در حق مسلمانان
۳ چیز است۔ دنیا و خلق و ہوائے نفسانی۔ یعنی انقیاد
نمی کنم و فرمانبردار نمی شوم مگر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ را۔ از امور
دنیاوی ہیچ چیز را منقاد نیستم۔ ہر وقت کہ خطرہ از امور دنیا

بباید دفع کند وخلق را شریک در عمل نیارد یعنے خطرہ ریا سمعہ را در عمل راہ ندہد اگر بخاطر در وقت عمل مخلوقے بگذرد کہ ببیند وبشنود ہمون معبود اوست نہ حق وہوائے نفس را از معبودیت برارد یعنے در ہرچہ خواہش نفس است از جاہ وعزت وخود نمائی وعجب وکبر بلکہ جمیع لذات نفسانی از دل مطلقاً دور کند ہیچ خطرہ ازاین خطرات در دل جا کردن ندہد مگر خطرہ کہ بسوی حق تعالیٰ بکشد تا از رقّ عبادت ماسوی اللہ بکلی فارغ گردد۔ ہرچہ خطرہ از خطرات کہ در دل پائندہ شدہ است ہمون درحقیقت معبود اوست۔ چنانچہ حضرات اہل صفا فرمودہ اند۔ ما شغلک عن اللّٰہ فہو صنمک۔ ہرچہ در بند آنی بندۂ آنی۔ واز حدیث صحیح نیز این معنی مستفاد می شود

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "تعس عبد الدنیا وتعس عبد الدرہم وتعس عبد الخمیصہ ان اعطی رضی وان لم یعط سخط" بلکہ از نص قرآن نیز معلوم می شود "افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ" وعلامت صحت این شغل اول آنست کہ توحید ایمانی بایست آید کہ بتفرد او صفات الوہیت متیقن گردد چنانچہ اہل سنت وجماعت میفرمایند کہ خالق ہمہ افعال جمیع عباد حق تعالیٰ است ودرہیچ اختیار ہیچ مخلوقے نیست۔ چنانچہ آیۂ کریمہ "وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لہم الخیرۃ سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون" اختیار مر غیر حق را شرک میفرمایند نعوذ باللہ منہا کہ

خود را یا غیرے را اختیار تصور کند خود را مشرک داند بشرک خفی و ہرگاہ بتوحد اوصاف الوہیت متیقن شد خود را مسلم داند۔ و قتیکہ این قدر شد لا معبود الا اللہ تمام گردد و بعدہٗ در لا مقصود الا اللہ و لا محبوب الا اللہ و لا معشوق الا اللہ قدم نہد درین وقت ہیچ مقصود را در باطن خود جا ندہد و مقصود سہ چیز است اول بہشت وما فیہا من القصور۔ دوم مقامات کشفی کہ اولیا را می شود از مشغولی مثل کشف قبور یا کشف قلوب یا کشف بلاد و غیرہا از کشوف تسعہ می باید کہ ہیچ مقصود نباشد مگر کشف ذاتی کہ عبارت از توحید خاص است و آن در عرف صوفیا فنا فی اللہ را گویند و ہر مطلب دیگر کہ در خاطر آید

نفی سازد ؎

درین منزل بود کشف و کرامات ولی باید گزشتن زان مقامات

سیوم آنکہ تجلیات قربی کہ اولیا را می شود مثل ولایت و

قطبیت و غوثیت و غیر ذالک نیز مقصود نباشد بجز وصال

حق کہ عبارت از حضور صاحب معرفت است و آن توحید

حالی است می باید کہ ہم مطلب و ہم مقصد نباشد از ان حقیقت

کہ بوجود آن حضور خوش وقت گردد اگر دمے از حضور حق تعالے

غافل شود ماتم برخود انگارد و ہمیشہ طالبش این باشد ؎

یا وصال خود بدہ یا فارغم کن از مراد

وعدہ فردا رہا کن یا چنان کن یا چنین

علامت صحت این مشغولی آنست کہ محبت حق سبحانہ تعالی

بر دل او غالب گردد چنانکه یک طرفة العین ازو غافل نشود
و بے اختیار بسبب ذکر حالش چناں گردد که گفته ؎

از بس که خیالت بنظر میدارم ؛ در هر چه نظر کنم توئی پندارم

و این مقام تلوین است حال و صعقه و فریاد درین جا
عاشقان را روے میدهد بعد ازین ترقی کند چنانچه مطلب بعض
رضائے حق باشد چنانکه گفت ـ در هر فعل و حرکت و سکنت
طلب رضائے او کند تا جمله افعال و احکام الٰہی که در جمیع
تقدیرات حق که بر نفس او یا بر عالم میرود هیچ اعتراض به هیچ
وجه من الوجوه راه نیابد بلکه هرچه واقع از محبوب شود عین مطلب
انگارد و حقیقة المحبة ان تهب کلک لمن احببت
این جا درست گردد ـ هر وقت که مرض یا خلاف نفس ظاهر شود

چون مطالب محبوب است محظوظ و خوش وقت گردد و نتیجه این
فکر توحید علمی است که از علم الیقین حاصل گردد و آن آنست
که بیقین داند که موجود حقیقی و موثر مطلق نیست مگر خداوند جل جلالہ
وجملہ ذوات پرتو ذات اوست وجملہ صفات پرتو صفات
اوست وجملہ افعال پرتو افعال اوست و این مرتبہ از اوائل
توحید اہل خصوص است وبعدہٗ مرشد اورا لا فاعل فی
الوجود الا اللہ فرماید یعنے لا محرک ولا مسکن
فی الموجودات الا اللہ یعنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
یعنے لاحول عن شیٔ ولا قوۃ علی فعل شیٔ الا باللہ۔
تا مدتے عامل شود تا کہ این معنے در دل قرار یابد وچون از ین
فارغ شود جمیع اسماء حسنیٰ مثل لا نافع ولا ضار ولا

معطی ولا مانع فی الوجود الا اللہ" تا نود و نہ اسمائے
صفات تمام مشغولی نماید بعدہ معنی نود و نہ اسماء فرماید کہ در موجودات
مشاہدہ نماید مثلاً ہرکجا منع بیند مانع او را داند و یا عطا بیند معطی
او را شناسد و نفع و ضرر و حرکت و سکنت بالکل اولاً بواسطہ
بعدہ بے واسطہ از و شناسد تا آنکہ ہیچ فعلے از ہیچ موجود مثل
تاثیرات جمادی یا نباتی یا افعال حیوانی یا انسانی از ینہا نداند
بلکہ از حق داند کہ متلبس بلباس کونی شدہ در مظاہر مختلفہ و اطوار
گوناگون می نماید و این جا سالک را مدح و ذم مساوی گردد
بلکہ از ذم بیشتر محظوظ شود و بلا کہ عبارت از زحمت و فقر است
نعمت داند و رنج و عنا کہ عبارت از دولت دنیا و صحت
بدن و حفظ نفس است مصیبت انگارد چنانکہ در حدیث صحیح

وارد شدہ لیس بمومن مستکمل الایمان من لم یعد البلاء نعمۃً والرخاء مصیبۃً و معنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ولا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ در کائنات مشاہدہ نماید۔ بل معنے لا موجود الا اللہ این جا درست گردد بعدہٗ انشاء اللہ تعالیٰ فنائے افعالی روئے خواہد داد کہ ہر فعل را بے واسطہ از حق خواہد دید بعین الیقین۔ و علامت قرار تصور مذکور آنست کہ در جمیع موجودات یعنے جماد و نبات و حیوان و انسان ہر حرکت و فعل کہ مشاہدہ نماید فعل و تصور حق تعالیٰ ببیند بے واسطہ و معائنہ اسماء افعال حق تعالیٰ در ہر ذرہ از ذرات موجودات کند و بداند کہ ہمہ علویات و سفلیات متحرک بحرکت فیض الٰہی ہستند و او سبحانہ قیوم ہمہ است

که همه به او قائم اند و چون بموجب ذکر سابق جز او محبوب نماند لاجرم
در هر فعل فعل محبوب مشاهده خواهد کرد و درین وقت لذت از
هر فعل چنان آید که از فعل معشوق ظاهری. پس بالفرض و التقدیر
اگر کسے دشنام دهد داند که محبوب به این روش محب خود را
سرفرازی نماید و هیچ وقت در هیچ فعل ظاهری و باطنی از افعال
محبوب غافل نشود و منتظر باشد که محبوب به محب خود در افعال
موجودات چه سلوک می کند و به هیچ وجه در هیچ فعل اعتراض
نکند مگر در فعلیکه مخالف شرع باشد به امر محبوب اعتراض
کند۔ معاذ اللہ در خلاف طبع خود اگر اعتراض کند وقت
از دست می رود البتہ تجربه کرده شده است و درین مقام
وجود سوا در مشاهده جمال واحد حقیقی چنان مستغرق علی جمع

گردد کہ جز ذات و صفات و افعال واحد حقیقی بچشم باطن چیزے
دیگر نہ بیند بعدہٗ در تتمہ تجلی افعالی بہ این چہار اسم مشغولی نماید۔
"لا اول الا اللہ لا آخر الا اللہ لا ظاہر
الا اللہ لا باطن الا اللہ" تا بنظر تحقیق بیابد کہ

حق جان جہان است و جہان جملہ بدن
توحید ہمیں است دگر شیوہ و فن

بعدہٗ ترقی کند بہ تصور صفات ذاتی یعنے "لا حی
الا اللہ لا علیم الا اللہ لا قدیر الا اللہ لا
سمیع الا اللہ لا بصیر الا اللہ لا کلیم الا اللہ"
ہر ایک از امہات صفات را تا بجائے استعمال کند کہ در تمام
موجودات حیات حق را و علم و سمع و بصر حق را مشاہدہ نماید و

وکیفیت تصور آنست کہ بداند کہ چنانچہ آفتاب را نور است۔
"وللہ المثل الاعلیٰ" ہمیں وضع صفات حق تعالیٰ نیز
نورہا دارند۔ اول نور حیات الٰہی شاہدہ کند کہ در جمیع موجودات
بحسب قابلیت ظاہر شدہ و حیات حیات اوست لیکن
ہر جا موافق قابلیت ظاہر شود و اعیان ثابتہ جمادی و نباتی و
حیوانی و انسانی قبول فیض حیات الٰہی نمودہ و بہ اعتقاد صوفیہ
رضی اللہ عنہم ہمہ موجودات از حیات او نصیب دارند لیکن
بعضے جا بہ صورت طبع برآمد کہ بخود شعور ندارد و بعضے جا شعور بخود
دارد و بس و بعضے جا شعور بغیر نیز دارد بشدت ضعف و چون نور
حیات الٰہی در ہمہ موجودات مشاہدہ نمود نور علم را بہ ہماں طریق
تصور نماید کہ یک علم الٰہی است کہ در جمیع موجودات ساریست

وہمہ موجودات برآن علم عالم اند بحسب قابلیت مختلفہ
چنانکہ در حیات دانستہ شد و وقتیکہ علم شد کہ جز او عالم
نیست در اراد ہمچنین تصور کند کہ بحیث ارادہ الہی جمیع موجودات
مرید ہستند اگر کسے گوید چون ہمہ جا مرید اوست پس ارادہ
مختلف از مراد چرا می شود در مخلوقات جوابش آنست کہ در
ارادۂ بے واسطۂ او اصلا بوجہ من الوجوہ تخلف جائز نیست
اما در ارادۂ بواسطہ مطابق واسطۂ مراد بہ ظہور می آید کہ عادت
الہی چنین جاری شدہ و حکمت الہی موافق تقدیر او بہ
مقتضائے اسماء متضادۂ او چنین تقاضہ نمودہ است کہ
ہر ارادہ موثر نہ شود و تحقیق این کلام صوفیہ بسیار است۔
ہمچنین در باقی صفات ہر صفت را علیحدہ نور تصور نمودہ

منصور باشد تا در جمیع موجودات ایں صفات مشاہدہ نماید
و این مشاہدہ را بلکہ مشاہدہ افعال را نیز سہ مرتبہ گفتہ اند۔
اول علم الیقین یعنے بداند کہ ہر فعل و صفت بالیقین از
اوست بوجھیکہ ہیچ شبہ نشود۔ دوم عین الیقین کہ بہ چشم
دل ہر فعل و صفت کہ میبند بداند چنانچہ کسے بہ چشم ظاہری کسے را
مشاہدہ می کند۔ سیوم حق الیقین کہ متصف شود کہ گاہے خود را
کہ نور خاص حق است کہ بصورت نفس ناطقہ ظاہر شدہ
بہ بیند کہ عین نور مطلق است و در ہمہ افعال فعل حق داند یعنی
آنکہ خود عین حق است پس فعل حق فعل اوست و فعل او
فعل حق است و در وقت عین الیقین قرب نوافل متحقق می شود
و در وقت حق الیقین قرب فرائض متحقق می شود۔ نوافل

آنکہ بندہ بسبب اوصاف حق متصرف است و فرائض آنکہ
حق بواسطہ بندہ فاعل است و رینجا نام سالک متحقق می شود
وتخلق باخلاق یعنے اتصاف بہ اوصاف محقق گردد و درین
وقت موحد را وجود او در نظر شہود در نیاید تا غایتے کہ این
صفت توحید را نیز صفت واحد بیند و این دیدن را ہم صفت
حق داند و ہستی خود را کہ موہوم بود در نور ذات حق مطلق محو و
مستغرق بیند و یک نور وجود مطلق در بواطن جملہ اشیا بیند
کہ ہمہ تلبسات روحی و مثالی و شہادی بہ او قایم اند و او
متصور بہ ہمہ صور گشتہ و اصلا نام و نشان غیریت بہ ہیچ
وجہ من الوجوہ در وراہ نیاید معاذ اللہ اگر بیاید خود را محجوب
دانستہ التجا بہ حقیقت خود کند تا برطرف شود۔ بعدہ بروجہ

بسبب بیع نود و نه نام را استعمال کند و درین وقت مرشد

او را تصور لاموجود الا الله فرماید که در جمیع موجودات

یک وجود مشاهده نماید که قایم بالذات است و جمیع اعیان

ثابته قایم بنور او هستند بلکه عین نور وی اند که عبارت از نور

واحدیت است و اعیان خارجه از روح و نفس و بدن همه قایم

بعین ثابته خود اند و هر عین ثابته را قایم بذات داند مراد

از عین ثابته این جا حصه وجود است که علم تعلق به او گرفته

بود من حیث التعلق بالعلم معدوم است و من حیث التحقق

موجود است و همین را به اصطلاح صوفیه محققین سر الٰهی گویند

این جا این معنی متحقق می گردد

در کون و مکان نیست عیان جز یک نور ظاهر شده آن نور به انواع ظهور

حق بوز تنوع ظہورش در عالم ۞ توحید ہمین است دگر وہم وغرور

این جا ذکر خاصہ نقیر شاید بکار آید لا الہ الا اللہ الوجود

البحت القایم بالذات الظاہر بجمیع الاوصاف والاعتبارات

یعنے نیست موجود مگر وجود بحت کہ قایم بذات خود است و جمیع

صفات الہی بست و ہشت گانہ واعتبارات کیانی بست و

ہشت گانہ بداو قایم اند و او ظاہر شدہ است بصورت افراد

آنہا من الازل الی الابد و ہر آن در افراد بلباس دیگر خود را

خود می نماید و در گفتن گوینده حق را ذات و دوئی را بہیچ وجہ راہ

ندہد و اینجا نیز امہات صفات بر وجہ عینیت بکار می باید داشت

تا توحید حالی روے نماید کہ حال توحید وصف لازم ذات موحد

گردد و در جمیع موجودات حقیقی چنان بیند کہ آن موحد خود را

بہ کمال استجلا مشاہدہ می نماید گاہے خود را در جمیع موجودات متصرف یابد بہ عینیت حاصل چنانچہ قطرہ در دریا گم شود ہمچنین عین ثابتہ را در بحر وجود محو یابد جمیع تصرفات حق تصرف اوست ؎

تو در وگم شو وصال اینست و بس
تو مباش اصلا کمال اینست و بس

بعدہ در نقش اسم ذات مشغول شود چنانکہ در خلا و ملا نقش اللہ بہ صورت رنگ آفتاب و یا مہتاب در دل می کردہ باشد یا عینیت کہ تمام خود را خود بر دل صنوبری کہ مظہرے از مظاہر اوست نقش می کند و ہمچنین متصور باشد تا فانی گردد و تصرف واقعی بدست آید اگر مقدرست بہ لقاء رسد نماید دعوائے انا الحق

انا الحق و سبحانی ما اعظم شانی درست میدہد و بتوحید الٰہی متصف
می گردد۔ چنانچہ حق سبحانہ بوحدت خود ہمیشہ موصوف بود
وہست۔ ہمان وحدت حقیقت سالک موصوف میگردد۔ و این
جا سالک بمرتبہ جبروت کہ عبارت از واحدیت است خواہد
رسید و در توحید حالی سیر او تا ملکوت است و در توحید علمی
ہنوز در ناسوت است بعدہٗ تجلیات و حالات روے می نماید
کہ گفتن محال است۔ دایم می باید کہ در ۳ پایہ ذاتیہ مشغول
باشد۔

حی۔ علیم۔ قادر یا ۳ پایہ صفاتیہ۔ سمیع بصیر
علیم۔ یا بدم اللہ۔ اللہ گوید۔ حاضر ناظر شاہد حق را واقع بلکہ
ناظر و منظور ظاہر باطن اول و آخر او را بیند۔ یا اسمے دیگر کہ

دران خط یا یدبدم بگوید و ایضاً یا بگوید یا اللہ۔ یا حی یا قیوم
یا بگوید یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم بدم بر دل تصور کند۔ و تصور
ہر یک از مرشد معلوم کند۔ و در وقت حی وجود مطلق بجمیع اسماء
واحدیت تصور کند و در وقت قیوم تلبس بہ نفس رحمانی بصور اشیا
بروجہ تجدد امثال در نظر آرد و ہمیشہ بلکہ ہر دم درین مشاہدہ
باشد و در وقت یا رحمٰن کمال جلا تمام مشاہدہ نماید و
در وقت رحیم کمال استجلا بہ کمالہ مشاہدہ نماید تا ہیچ
وقت ہیچ وجہ از حق غافل نہ شود ہر چند اعمال کہ سبب غفلت
است کردہ باشد۔ اینجاست کہ فرمودہ رجال لا تلهيهم
تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔

سبحان اللہ چہ سر است کہ ہیچکس محرم نیست بلکہ ہیچکس

نیست کہ نامحرم شود فہم من فہم۔

اے برادر چون سالک طرفے از معنی بے نشان دریافت و دو راہ پیش می آیند راہ جذب و راہ سلوک و شیخ متفق اختیار است در تقدیم یکے بر دیگرے در جہان مجذوب سالک بر سالک مجذوب کہ مجمع علیہ اکابر است مستلزم ترجیح تقدیم جذب درحق جمیع سالکان نیست۔ بسا کس کہ تقدیم سلوک ویرا انفع است از تقدیم جذب بحسب استعداد خاص۔ و مراد ما از جذب این جا نہ محض کشش خاطر است بجانب غیب و بر طرف شدن خطرات و نہ ربودہ شدن از عقل و وظائف شرع و ادب بلکہ مراد این جا خرق حجب وجود است تا حقیقۃ الحقائق و نفوذ است سوئے مبداء اول اے احدیت بر جمع قہقری

از راه انفاد حاصل جذب تحلیل اجزاست وکشف حجب.
ومراد از سلوک انصباغ نفس است بکیفیتے از کیفیات نفسانیہ
وپیدا کردن آن در خویش مثل خشوع وطہارت وعشق وجز آن
اما روش جذب آنست کہ چون سالک فی الجملہ بہ عالم غیب
آشنا شد او را فرمایند کہ ذکر زبانی یا قلبی بسیار کند و دیدہٴ
بصیرت را منتظر آن عالم دارد و دل خود را آنجانب متعلق
گرداند. فقیر شک ندارد کہ چون چند روز بدان جانب
متوجہ شود توحید افعالی او را منکشف گردد پس بجال نہ بفکر
در می یابد کہ عالم وحرکات وسکنات او بمنزلہ احوال تماثیل
لعبت باز است وآن ہمہ راجع بتدبیر وحدانی است وباز
بستہ بہ فعل واحد است واگر پیش از ین معتقد این معنی بودہ است

الحال آثار این بروے ظاہر شوند از توکل و تفویض و عدم
نسبت موت و حیات و شفا و مرض بہ اسباب آنہا مگر بحسب
سنۃ اللہ و قلت احتیاج داعیہ قویہ و تمسک بہ اسباب
و اگر معتقد نہ بود الحال اعتقاد و تمام ناشی از وجدان او را حاصل
شود و عمدہ درین جا حوادث کلیہ اند مثل فقر و غنا و شفا و مرض
و موت و حیات و جاہ و خمول۔ اما رویت تصریف در ہر ورق
از اوراق اشجار و مثل آن نزدیک ما در اصل داخل توحید
افعالی نیست۔ اگرچہ بسیار است کہ سالک را حاصل
می گردد و گاہے اہل ارشاد درین مرتبہ او را فرمایند کہ
ذکر کند و ملاحظہ "لا فاعل فی الوجود الا اللہ" منظور دارد
تا زود تر این معنے بروے غالب آید۔ اگرچہ اصل ظہور این

نسبت موقوف برین ملاحظه نیست وصاحب توحید افعالی
ناسوت را مثل ظل عالم غیب می بیند چنانکه اگر عاقل بیند که
سایه متحرک است بطریق بداهت اثبات جسمے که اصل سایه
است می کند همچنین این در حوادث عالم افراد آن تدبیر غیبی
را که عالم ناسوت ظل آنست مشاهده می کند و بعد از ظهور توحید
افعالی ۔ توحید صفاتی ظاهر خواهد شد و مراد از وے مشاهده
آن واحد است در صور شتّٰے ۔ پس بداهت اثبات اصلی کند
که همه اختلاف و تشعب دران واقع است و آن اصل را در ضمن
آن صور می بیند و می شناسد مثل مشاهده انسان کلی در ضمن
افراد انسان یا مشاهده شمع در تماثیل متخذه از شمع و آن اصل
را بیرنگ می دانند و رنگ هائے مختلف مانع بیرنگی نمی دانند

بطریق بداہت نہ فکر۔ این دو مقام متصل اند باہم و آخر یکے
با دل دیگر مربوط است و از مردمان کسے ہست کہ طول العمر
ہمین جا ماند و عروج ازین جا میسرش نہ شود آنکہ قوی المحبت
و ذکی الذہن است بعد ازین حالات متوجہ می شود بر آن اصل
واحد بغیر التفات بہ آن صور مختلفہ بلکہ از آن کثرت نظر پوشیدہ
و ذہول ور زد و سنۃ اللہ جاری شدہ است کہ تمام
توحید صفاتی بر مشاہدہ آن اصل است در ضمن انا کہ
عبارت از ہویۃ خود است پس نظر بہ انا نافذ می گردد
بہ آن اصل و ازین جا لیے تراخی نظر می پوشد از صور و آن
حال را توحید ذاتی میگوئیم۔ درین مباحث اگرچہ در مبحث
ذوق الاصل مراد از ان چیزے دیگر دارم و ہمانست ۔

"کالبرق الخاطف" ۔ اما توحید ذاتی کہ این جا مراد است
مقامے است از مقامات کہ سالک آنجا استقرار می کند
وبعض سالکان از توحید افعالی بطریق طفرہ بتوحید ذاتی
می رسند و بتوحید صفاتی و بدیدن حقیقۃ الحقائق در ضمن
آنہا اصلا آشنا نہ شدند و قلیلا ما ھم و بعد تکمیل این
نسبت بے تراخی مندفع می شود بہ نسبت بے نشان و یادداشت
و ذکر خفیہ و حقیقت آن التفات اجمالی است بسوے حقیقت
الحقائق ۔ چون سالک این جا رسید بروے واجب است
کہ زمانے دراز آنجا توقف کند و بہ تجرید تمام و اشتغال عظیم
متوجہ بہ این معنی باشد تا وے را نماید کہ تعینے خاص
از آن حقیقت منشعب شدہ بر ھویت وے نزول

فرمود و وے باقی شد بہ آن تعین و این جا راہ جذب
آخر رسید۔ چون این قسم وحدت بر سالک منکشف شد
راہ جذب را طے کردہ است معتقد توحید وجودی باشد یانہ
تفصیلش آنست کہ یکے اولاً توحید صفاتی می یابد و بعد زمانے
از آن در می گذرد و بتوحید ذاتی می رسد و این معاملہ را
توجیہہ (اے شہودی) می کند۔ بہ آنکہ نخست مغلوب شدہ بودم
و قیومیت واجب را بہ نسبت ممکن اتحاد دانستہ بودم چنانکہ
در عالم منام کسے سیح رامی بیند و آنجا ہیچ سیح نیست قوت تخیلیہ
وے است بہ شکل سیح ظہور کردہ است و چون ازین مقام
ترقی کردہ بہ تنزیہ افتاد و آنرا اخلاص از ورطۂ تشبیہ دانست
و دیگرے را ہم ہمین صورت واقع شد و آن را توجیہہ کرد بہ آنکہ

آن ظهور و سریان امر محقق است و آن استتار ثانیاً
استتار است در نظر فقط. بالجملہ این راہ امر متفق علیہ است
ہیچکس از اولیا مکمل نہ بودہ است الا بہ این راہ رفتہ اگرچہ
در تعبیر سیان ایشان اختلاف باشد ؎

عباراتنا شتیٰ وحسنک واحدٌ. وکلٌ الی ذاک الجمال یشیرُ

اما مرد قوی المعرفت و ذکی الذہن می تواند کہ ملحض کلام
ایشان بفہمد و اختلاف عبارات ایشان را جمع کند اگرچہ
در قلت مکث و طول مکث درین مقامات نیز مختلف باشند
و بر ہر یکے واقعات و احوال بہ نوع دیگر واقع شود بہ حسب استعدادات
ایشان۔ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

جانب جنوب	اسمائے الٰہی نصف دائرہ	جانب شمال	حروف	جانب جنوب	اسمائے کیانی نصف دائرہ	جانب شمال	نمبر	کیفیت
↓	بدیع	↑	ا	↓	عقل کل	↑	۱	عالم امر
	باعث		ب		نفس کل		۲	
	باطن		ت		طبیعت کل		۳	
	آخر		ث		جوہر ہبا		۴	
	ظاہر		ج		شکل کل		۵	
	حکیم		ح		جسم کل		۶	
	محیط		خ		عرش		۷	شمار (۷) سے (۲۸) تک عالم خلق
	شکور		د		کرسی		۸	
	غنی		ذ		بروج		۹	
	مقتدر		ر		منازل		۱۰	
	وسیع		ز		زحل		۱۱	جاری ہے
	علیم		س		مشتری		۱۲	
	قاہر		ش		مریخ		۱۳	
	نور		ص		شمس		۱۴	

کیفیت	نمبر	عروج	اسمائے مراتب مخصوصہ	نزول	حروف	عروج	اسمائے الٰہی مخصوصہ مراتب	ترتیب نمبر
	۱۵		زہرہ		ص		مصور	
	۱۶		عطارد		ط		محصی	
	۱۷		قمر		ظ		مبین	
	۱۸		کرۂ نار		ع		قابض	
	۱۹		کرۂ ہوا		غ		حی	
	۲۰		کرۂ ماء		ف		محی	
برزخ	۲۱		مرتبہ خاک		ق		ممیت	
	۲۲	↑	مرتبہ جماد	↓	ک	↑	عزیز	↓
	۲۳		مرتبہ نبات		ل		رزاق	
	۲۴		مرتبہ حیوان		م		مذل	
	۲۵		مرتبہ ملک		ن		قوی	
	۲۶		مرتبہ جن		و		لطیف	
	۲۷		مرتبہ انسان		ہ		جامع	
	۲۸		مرتبہ جامع		ی		رفیع الدرجات	

هو هو هو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی
لولا ان هدانا اللہ وصلوٰۃ بے نهایت بر برزخ کبریٰ بین
العالم الغیب والشهادت وتحیات بے پایان
بر مخاطب لولاک لما خلقت الافلاک وآله واصحابه
اجمعین۔

اما بعد بعضے از اسرار مخفیه واسرار دقیقه عالم باطن برائے
طالبان وسرگشتگان بادۂ محبت وولوله زدگان عشق سوختگان
آتش فراق وهجر که از زبان اوستادان کامل ومرشدان مکمل

شنیده و از کتاب ہائے معتبر دیدہ بود بعمل آوردہ و معاملہ خویش معائنہ کردہ دریں اوراق نوشتہ شد اکنون در کلام قدسی آمدہ است۔ حدیث قدسی "اِنَّ فِیْ جَسَدِ آدَمَ مُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ خَفِیٌّ وَفِی الْخَفِیِّ اَخْفٰی وَفِی الْاَخْفٰی اَنَا" ۔ و در کلام مجید آمدہ است۔ "وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" "وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ" "وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ" ۔ "انا عند منکسرۃ قلوبہم لاجلی" ۔ روزے از رسول حق صلی اللہ علیہ وسلم یکے از طالبان مطلق پرسید کہ این اللہ۔ گفت بدل انسان کہ "لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبد المؤمن"

پس طالب را باید کہ خدائے را در آسمان و در زمین و بیابان و در جنت و در حجرہ ننگرد بلکہ در باطن خود جوید و بخود جوید۔

رباعی

آن را کہ بجوئیم بجانست ایجان ؞ نور بصر و نطق لسان است ایجان
با جملہ وبے جملہ عجب جانا نیست ؞ در ہر چہ کہ بینیم ہمانست ایجان

یافتن حق شناختن خود است کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہا در خلوت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ را گفت کہ یا علی خدا را در خود بشناس۔ چنانکہ گفت علیہ السلام من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ (تزکیہ بر نفس و تصفیہ بر قلب و تجلیہ بر روح و تخلیہ بر سر است) پس شناختن خود شناختن حق است و شناخت حق یافت خود است تا ہستی

خود تمام فانی نشود کمال شناخت میسر نگردد۔ چنانکہ فرمود

عرفت ربی بربی لا یعرف غیر اللہ۔ ہم خود را خدا

داند در غیر کہ گنجد دران۔ لیکن دریائے غیر جز اعتبار نیست،

و بعد از شناخت محبت پیدا می شود۔ چوں محبت غلبہ کرد عشقش

نامند کہ استیلائے المحبت ہو العشق۔ بعدہ در مقام عاشقی

می رسد بعد ازآن در مجرد عشق و برائے حاصل کردن این مقامات

مرشدان کامل مراتب نہادہ اند۔ چنانکہ تزکیہ[۱] و تصفیہ[۲]

و تجلیہ[۳] و تخلیہ[۴]۔ این چہار مراتب است تزکیہ دور کردن اوصاف

ذمیمہ و اخلاق ناپسندیدہ است۔ و کم گفتن و کم خفتن و کم

با خلق بودنست این نیز از تزکیہ است۔ و تصفیہ دل را با ذکر

و مراقبہ صیقل کردنست ۵

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار
زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست

و در نفی این چہار خواطر نیز تصفیہ است - اوّل خطرۂ شیطانی دوم خطرۂ نفسانی . سوم خطرۂ ملکی - چہارم خطرۂ رحمانی - اول خطرۂ شیطانی میل کردن بر حرام و منہیات و مخالف شرع و آنچہ بدان ماند دوم خطرۂ نفسانی میل کردن بر لذات و شہوات اگرچہ حلال باشد - بغیر ما بد منہ لبقاء النفس ؎

چرب و شیرین کم دہ این مردود را
زانکہ تن پروردہ رسوا می رود

سوم خطرہ ملکی میل کردن بر طاعات و عبادات و حسنات و غیر آن - چہارم خطرۂ رحمانی مایل شدن خاطر بر معرفت و

۳

محبت و وحدت وولوله شوق و ذوق است و تجلیه بر روح
است که مشاهده حق است درین مقام طالب را در هر لمحه ولحظه
چندین هزار تجلیات جلالی وجمالی می نماید وسالکے به ارواح
خویش مشاهده می کند ؎

هر لحظه به شکل دگر آن یار بر آمد ✣ هر لمحه دگر گون د به گلزار بر آمد

درین جا لذت و ذوق و سرور عالم می یابد و سراسر همه شوق
می گردد و این جا مقامیست که بسیار سالکے درین مقام
مانده اند و کار ازین بیشتر است باید که درین منزل قناعت
نکند و ساکن نشود که السکون حرامٌ علی اولیاءِ
دریںجا کشف وکرامت و اظهار خواطر است باید که در تصرف نیارد
وخود را نگهدارد که مقصود وراء الورا است این جا ماندن کفراست

"مَن شغلک عن الحق فھو صنمک" روح را قالب
ظہور دیگر است شخص را بشناس کہ آن ہم اوست و آخر است
و تخلیہ بر سر است کہ خالی کردن سر است از خود و از مقابلہ
و مجادلہ خود و از مقام سر خود را خالی کردن بیشتر مقام خفی در خفی
کا نیست کہ گوید زیرا کہ کار کنندہ از مقام سر خفی در خفی محو شدہ
است کار کے کند و کرا پرستد و چہ کند و کہ گوید و کہ شنود
فہم من فہم - عزیز من این جا محو در محو و طمس در طمس و ناپیدائے
در ناپیدائے و بیجے تدی و بے صدی است و از خفی غیب الغیب
است تا آنجا نرسی نہ چشی و ندانی زیرا کہ سر عالم باطن انتہائے
نیست کہ در اعزا لورا است کمال کمال ظہور عین بطون است
و کمال بطون عین ظہور است (ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر ھو الباطن)

نظر عشق بر عین عین است ؎

کجا غیر کو غیر کو نقش غیر ٭ سوئے اللّٰہ اللّٰہ ماقی الوجود

تماشائے خود را بہ خود می نمود ٭ کہ خود عاشق و عشق و معشوق بود

سالک در اول مرتبہ در عشق حسن خیالیست و مقام او
در دماغست و بستہ شدن خیال او را تعلق بہ مرتبہ شدہ
است چون خیال بستہ شد بدل افتاد کار دل ذکر است
چنانچہ بالا رفت چون کار دل تمام شد کار روح می فرمایند
و کار روح ذکر قدسی است و مقام مشاہدہ است چون آن
کار تمام کرد در حقی کار نیست چنانچہ بالا رفت بشیر غیب الغیب
است و این جا سالک از تفرقہ بجمع در جمع آمد از کثرت بوحدت
رسید و از تفصیل بہ اجمال پیوست و از مقید بمطلق پیوند شد

کامل گشت هنوز تکمیل نیست جمع است جمع الجمع نیست فنا شد
فناء الفنا نیست زیرا که در حقی محو شد باز به تنزلات آمدن
نمی تواند مجذوب گشت سالک نیست مست گشت هوشیار
نیست و چون ازین سکر بصحو آید و این صحو عین سکر نماید آنگاه
در جمع الجمع رود چنانچه در منازل ترقی کرده است تنزل کند و
آن تنزل نیست بلکه ترقی در ترقی است زیرا که بدو آمده است
و بدو می گوید و می شنود برائے تکمیل دیگران مقام است
و این مقام جمع الجمع است و فناء الفنا است و کاملان باین
انبیاء و اولیاء و مرشدان که دعوت می کردند درین مقام بودند
که ایشان با حق حق باطل بودند خواب ایشان بیداریست و مستی
ایشان عین هوشیاری است - ان عینی ینام و لا ینام قلبی۔

واین جا قایل عین صامت است صامت عین قایل این مقلم تمکین است تاکرا دسند وکرا چشانند منها الاسر باب النعم والعاشق تشکون ما یتجرع ۔ سالک را فنائے اول صفاتی می شود بعدہٗ فنائے ذات درین ہردو مرتبہ نہادہ اند چنانکہ خدائے تعالیٰ را سبع صفات ذاتیہ یعنے ائمہ و ارکان الوہیت وامہات صفات نیز وآن این است حیات علم وارادت وقدرت وسماعت وبصارت وکلام پس فنائے صفات سالک بصفات الہٰی یعنے متصف می شود بصفات اللہ وآن انیست ۔ حیات بحیات حق وعلم را بعلم حق وارادت را بارادت حق وقدرت را باقدرت حق و سمع را باسمع حق وبصر را بابصر حق وکلام را باکلام حق این جا

اتحاد معنوی میسر می شود که تمیز آن ممکن نیست اگر نظر سالک
بالحقیقت به آن افتد کما حقہٗ بداند و به بیند و بشنود کما حقہٗ
وہم خودی و دوئی نیست که آن را وجود موہوم و حجاب میگویند
دور کند درین مقام سالک از خود فانی و بحق باقی می گردد بصفات
نه بذات و این را قرب نوافل گویند چنانکه کلام قدسی است
الانسان سری وانا سرّہٗ۔ لایزال العبد
یتقرب الی بالنوافل حتی احبه وان احبه
کنت لهٗ سمعًا وبصرًا ویدًا ولسانًا ورجلًا بی
یسمع وبی یبصر وبی یاخذ وبی یبطش وبی ینطق
وبی یمشی در فنائے ذات ہنوز باقیست و در فنا می رود و صفات
ہنوز اضافت به سالک می کند چنانکه گفت له سمعًا وبی یسمع

و سالک را نسبت بخود هنوز مقام دوئی است۔ که التوحید قطع الاضافات ۔ وچون درمقام فنا می رسد اضافت از سالک برخیزد وآن شعور سالکیست بر فنائے خویش تا آنکہ شعور محو نشود فناء الفناء میسر نشود۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ولی مع اللہ وقتٌ لا یسعنی فیہ ملکٌ مقربٌ ولا نبی مرسلٌ۔ این جا صفات وذات مستہلک وفانی محض گردد واین مقام صحوسیت کہ بالاتر از محو است واین جا اضافت ونسبت برخاست۔ کل من علیہا فان۔ این جا رومی نماید۔ کل شئٍ ھالکٌ الا وجہہٗ سر بر زند۔ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ خود بیان تمام است وکل یوم ھو فی شان وان ربی علی صراط مستقیم۔ وکان اللہ

ولم یکن معہٗ شیٔ۔ فنائے ذات این جا تمام گشت
واین را قرب فرائض گویند۔

ے۔ بہ نقش خود است فتنہ نقاش
کس نیست درمیان تو خوش باش

ے۔ جانان تو با بودہ چندین چرا نمودہ
آخر تو ہم خود بودہ الحمدللہ یافتم

حدیث ستفرق امتی علیٰ ثلث وسبعین فرقہ
کلھم فی النار الا واحدۃ۔ ہفتاد وسہ ملت اند ہفتاد
ودو ملت اہل ضلالت اند ویک اہل ہدایت پس طالب را
باید کہ خود را تفحص کند کہ من در کدام فرقہ ام ودانستن این امر
مشکل است ایشان را تمیز دلائل وبراہین باطلہ اند پس شناخت

بر دو نوع است یکے آنکہ خود را در قول و فعل و حال متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیند چنانکہ در حدیث الشریعت اقوالی والطریقت افعالی والحقیقت احوالی والمعرفت وصالی۔ اگر قال باقال رسول اللہ و حال با حال رسول اللہ و افعال با افعال رسول اللہ قدم بقدم خود را بسیرت آنحضرت علیہ السلام یابد بداند کہ در ہدایت است وگرنہ در ضلالت دوم آنکہ راہ حق را نہایتے نیست و حدے نیست پس ہر جا سالک سیر خود را حد و نہایت بیند بداند کہ اہل ضلالت است۔ و اگر سیر دوام را رو در دبہ ہیچ منزل فرو نیاید بداند کہ اہل ہدایت است زیرکہ او را نہایتے نیست ہر جا کہ مقام کند بت راہ او باشد چنانکہ من شغلک عن اللہ فھو صنمک۔ پس طالب بہ ہیچ جا مقیم نہ باشد

و منزل نه کنار بیت

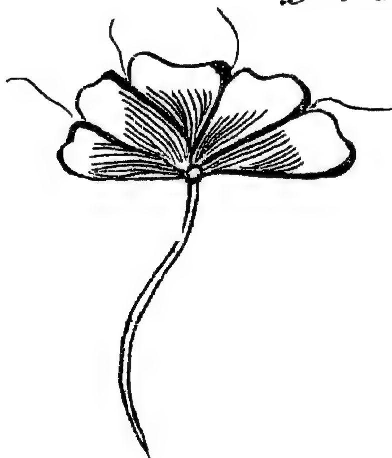
محالست سعدی که راه صفا

توان رفت جز در پے مصطفی

صراط مستقیم راه توحید است و عشق کمال خبر آن میسر نگردد مقام حضرت محمدی چنانکه اول سالک را فنا و الفنا فی الشیخ تمام در متابعت آنحضرت است و آن مقام جبروت است تا که راه جبروت قطع نکند در لاهوت نه رسد اگر کسی را بخت فرخ افتد او را راه عشق با متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میسر گردد و بے این باقی همه نقصان و ضلالت است و شوقے که آنحضرت را با حق بود از ان پرتوے و سایه برین سالک افتد تمام کار است بخدمت مرشد کامل ۔ اللھم ارزقنا و

ایاهم بالعشق والشوق والذوق تمام است بجمیع
صفات اللہ ولی التوفیق بالارشاد ؛

تمت رسالہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہارونی
قدس سرہٗ العزیز۔



قصیدہ

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

چشم بکشا کہ جلوۂ دلدار | متجلی است از در و دیوار
نحن اقرب الیہ آمدہ است | دور افتادۂ تو از پندار
کل شیء محیط می بینم | می سرائی بہ لحن ہوشیار
تا بکے در صفات حیوانی | ہمچو یکچند احمقی بر عار
او بہ پیش تو ایستادہ چو سرو | سر فرو بردۂ تو نرگس وار
سرمۂ گرنہ نور بی یبصر | بہ کشی در دو چشم پیر نگار

از درون و برون نشیب و فراز ‌‌ ‌ ‌ از پس و پیش وز یمین و یسار
شاهد لا اله الا الله ‌ ‌ ‌ ‌ پیش تو پرده گیر از رخسار
ثم وجه الله آیدت به نظر ‌ ‌ ‌ ‌ و هو معکم نمایدت دیدار
کاروان نفخت من روحی ‌ ‌ ‌ ‌ به سرای تو برکشاید بار
این تماشا چو بنگری گوئی ‌ ‌ ‌ ‌ لیس فی الدار غیره دیار
احد است او اگر تو بشماری ‌ ‌ ‌ ‌ واحد است رساندت به هزار
همه یک قطره است این دریا ‌ ‌ ‌ ‌ همه یک دانه است این خروار
اسپ و فیل و پیاده و فرزین ‌ ‌ ‌ ‌ به تن واحد آن سپهسالار
می نماید به چشم احول تو ‌ ‌ ‌ ‌ شتر و اسپ و فیل و گاو و حمار
زاغ و طاوس و مار و مور و مگس ‌ ‌ ‌ ‌ بلبل و قمری و چکاوک و سار
کافر و گبر و مومن و ملحد ‌ ‌ ‌ ‌ متقی و شقی و بدکردار

هر چه می بینی از جماد و نبات — وز وحوش و طیور و حیوان زار
آسمان و زمین نشیب و فراز — از خبیثات و طیبات اشرار
این همه ذات پاک یزدان است — می کند جلوه ها برین اطوار
گر تو علم الیقین بدست آری — سوی عین الیقین بیابی بار
روی حق الیقین عیان بینی — شوی از کائنات برخوردار
به همین دیده بنگری ظاهر — صورت خویش را به صورت یار
گوئی آنگه نه خود که این همه اوست — راحت و رنج و اندک و بسیار
پس به خود گوئی و ز خود شنوی — لمن الملك واحد القهار
تو بدین پایه کی رسی هیهات — که خرت باز مانده از رفتار
من طلبنی وجدنی آمده است — عاشقان را بدست هست اقرار
من رآنی فقد رأی الحق را — زین سبب گفت احمد مختار

من عرف نفسہ نمی فرمو	گر نمی دید حیدر کرار
رمز من کان ھذا کا اعمی	بشنویا اے خران کودنسار
ہر کہ این جا ندید محروم است	در قیامت ز لذت دیدار
کار کن کار پیش از انکہ اجل	بادر آرد ز ہستی تو دمار
منزل تو نہ دور نزدیک است	پائے مردی بکن قدم بردار
قاطعان طریق در راہ اند	شتر مست تو گسستہ مہار
انا لیلی بگو اگر مردی	ورنہ چون ابلہان سرے مخار
بہ چہ معنی انانیت کفر است	ہیچ فہمیدی اے نکو کردار
خویشتن را مگو منم یعنے	من رآنی بگو پیمبر وار
قل ھو اللہ وصف احمد ان	از میانش ولیک میم برار
این سخن در تو کے کند تاثیر	دارد آئینۂ دلت زنگار

روزے از روزہا کلیم اللہ — خواست مرشد ز ایزد دادار
وحی آمد براے او کہ برو — پیش ابلیس مفسدان سالار
راہ طے کرد و سر بحکم نہاد — رفت در پیش آن لعین ناچار
گفت خواہم من از تو ارشادے — کاے تو در راہ عشق پاک عیار
یعنے ایزد براے ارشادم — بر سر تو نہادہ تاج مدار
زین سخن ہمچو شعلہ سر پیچید — جست و بر جا نشست ہمچو شرار
گفت من از دم ازل دارم — طوق لعنت بگردن ادبار
تو ندیم اللہی نداری ننگ — تو کلیم اللہی نداری عار
من کجا و طریق این احکام — من کجا و سبیل این اطوار
من نہنگم نہنگ عصمت خوار — من پلنگم پلنگ دین ادبار
راہ و رسم ضلالت از من پرس — مفسدان را منم سپہ سالار

بزبان نیاز بازش گفت | ای تو در راه عشق خوش رفتار
درس کردہ بیان تو میگفتی | نکتۂ ہم برائے من بگذار
بہ تکلم در آمد و بکشود | لب گوہر فشان و شکربار
گر ز من چشم داری این معنی | در من بر نویسی این طومار
من بگویم تا تو ہمچو من نشوی | این سخن راز من بخاطر دار
چون شوی ہمچو من بر دو پس ازان | ہر چہ خواہی بگو و باک مدار
یعنے اول چو من شوائے سرہ مرد | زخم او را اسیر و سینہ میار
چون شنید این سخن ازو موسیٰ | گفت از روئے عجز و الاکسار
راست گفتی درست فہمیدم | این سخن از تو اے ملک عیار
عین آبیم گرچہ در ظاہر | می نمائیم لولوے شہوار
نام خود را اکنون چو آب بیم | زانکہ ما شیر بتیم شکر دار

آب را تو تمام ژاله نگر | ژاله را عین آب می پندار
خویشتن را تو در میانه مبین | سد اسکندر را ز میان بردار
لیک اندر قمارخانهٔ عشق | به ز منصور کس نه باخت قمار
تا تو هستی خدائے در خوابست | چون بمیری تو او شود بیدار
فتمنوا الموت ان کنتم | صادقین آمده است در اخبار
گر بمیری تو پیشتر ز اجل | نکند بر تو تیر و خنجر کار
ملک الموت را شود بیقین | همچو سیماب کشتنت دشوار
صید عنقا کجا تواند کرد | بو الفضولے اگر رود به شکار
تو بخوف و رجا ازین درگاه | باز می مانی اے تحیر شعار
از زبانت همی کنی من و تو | جان من یک زمانکی هشدار
عشق گر در دلت فروزد شمع | روز روشن نماید شب تار

ذوق و شوق آنچنان عیان بینی — که شوی شل من ز خود بیزار
محو گردی چنان تو از مستی — نشناسی کلاه از دستار
در صفت سر زنند ازین هستی — می طرازم به صفحه اظهار
یا به کل اللسان شود خاموش — یا به طال اللسان کند گفتار
لیک طال اللسان هلاک شود — سر و پا گم کند مه دستار
وانکه کل اللسان بود چه شود — با سلامت به السید همواره
گم نه گردد ز کاکلش یک موی — گم نه گردد ز خرقه اش یک تار
آنکه او سر دمد ز هے سرمست — وانکه او سر به در زہے هشیار
گاه طال اللسان لیج دخاموش — گاه کل اللسان کند گفتار
مینر تاز موج اندرین هستی — مطلعم هم چو مطلع الانوار
او خروشان چو بلبلان بهار — او خموشان چو طبله عطار

غیر او کیست کو سخن گوید | یا خمش بر نشیند اے دلدار
از برائے فریب خود خود گشت | جلوه در قد و در قدم رفتار
تاب در زلف و وسمه بر ابرو | سرمه در چشم و غازه بر رخسار
رنگ در آب و آب در یاقوت | بوئے در مشک و مشک در تاتار
هست فعل خود است خود منظور | خود تماشا و خود تماشاکار
عاشق خود خود است خود معشوق | خود طبیب خود است و خود بیمار
خود شده طوطی و خود آئینه | خود شده پیش طوطی آئینه دار
خود کند ساز هر گناه که هست | خود زند باز باب استغفار
حمد خود از زبان خود خود گفت | تا که بر خود شود پذیرفتار
خود پیمبر شده پیام آورد | گشت خود معترف نمود اقرار
گفت انا احمد بلا میم | از زبان محمد مختار

لی مع الله و من الی نعت ‌ ‌ ‌ هم خود از نطق سید الابرار
رب ارنی بگوش خود خود گفت ‌ ‌ ‌ خود بخود کرد حسرت دیدار
باز خود گفت لن ترانی را ‌ ‌ ‌ بهر چه بهر گرمی بازار
خود انا الحق زد از لب منصور ‌ ‌ ‌ خود برآمد ز شوق بر سر دار
من نیم او خود است قا فیه سبح ‌ ‌ ‌ من نیم او خود است دیگر گفتا
هست کامل یا حیات صرف ام ‌ ‌ ‌ با همه خیر و شر خود دوار
روز آدینه بر سر منبر ‌ ‌ ‌ گشت شبلی برای خطبه سوار
کرد توحید ایزدی آغاز ‌ ‌ ‌ که یک است او چه چه صد چه هزار
مگر آنجا جنید حاضر بود ‌ ‌ ‌ گفت ای پاکباز پاک عیار
آنچه من با تو گفته ام بنهفت ‌ ‌ ‌ تو عیانش همی کنی اظهار
گفت تا ای یگانه عصر ‌ ‌ ‌ سخن مشرکانه را بگذار

من ہمی گویم وہمی شنوم | نیست کس غیر من بہ ہر دو دیار
قم باذنی و قم باذن اللہ | ہر دو یک نغمہ است از لب یار
خواہ قرب نوافلش برخوان | خواہ قرب فرائضش بہ شمار
نیست جز نام فرق زیر و بم | زیر و بم می‌زند سر از یک تار
لوح دل را ز نقش غیر بشوی | خویشتن را خدائے خود انگار
نور چشم من از خودی بگذر | زانکہ باشد خودی ز جملہ خوار
گر بدین بال و پر کنی پرواز | شاہبازی تو جبرئیل شکار
دانکہ غیر تو چیست ہستی تو | خویشتن را کنارہ گیر ز کار
چونکہ لا شرک است حکم خدا | خویشتن را ز شرک پاک بدار
شرک دو ہست در خفی و جلی | ہر دو را پیش تو کنم اظہار
اے پسر لا الٰہ الا اللہ | خود ز شرک خفی آئینہ دار

هست شرک جلی رسول الله | خویشتن را ازین و شرک بدار
گز ز شرک جلی خلاص شوی | خویش را از خفی خلاص شمار
چون ازین شرکها خلاص شوی | شوی آن وقت صوفی شطار
آن یکی وقت نزع شبلی را | گفت اے قدوهٔ صغار و کبار
که بگو لا اله الا الله | مغفرت خواه ز ایزد غفار
بتبسم در آمد و بشگفت | همچو مردے بهار و چهره یار
گفت معشوق من ز استغنا | نکشاید ز روے رشوت کار
سالکے مر جنید را پرسید | کاے ز سر تا قدم همه اسرار
بتکلم در آ که مشرک کیست | گفت کای تیره گوئی گودن سار
هر که نادیده نام او گوید | مشرکست آن فضول ناهموار
دع نصنک تعال را بشنو | اے برادر تو گوش پنبه بر آر

هر که از روی نزد آنا بحق سر / هست او از جماعت کفار

هر که منکر شود بود مشرک / من زاو چون خدای او بیزار

چون دوئی از میانه برداری / تو نمانی و او کند گفتار

دین احمد گزین مسلمان شو / بگزر از خویش و بگسل این زنار

این بت ار بشکنی چو ابراهیم / گر در آتش روی شود گلزار

شو بهر قول و فعل تبع سلف / غیر باطن به ظاهر بسیار

شو بباطن ربوبیت پرواز / کن بظاهر عبودیت اقرار

ظاهر خویش پاک کن بوضو / باطن خویش را نماز گذار

پس وضو چیست پاک کردن دل / پاکی دل چه شستن از اغیار

حج چه باشد ز خود سفر کردن / به کجا جانب بدایت کار

هست قربانی از پس حجت / قطع احکام طبعها یکبار

صفت طبع را چو نفی کنی | روی حق بینی از در و دیوار

روی بیگانه را که می نگری | آشنا وانمایدت هر بار

تا نکاری یگانگی را تخم | کی دهد شاخ آشنائی بار

شد جنابت تمام شرک دوئی | غسل فرض است زان به دیدار

غسل چه بود به بحر توحید | غوطه خوردن نیامدن بکنار

چیست تجرید گشتنت آزاد | از هزاران هزار یار و دیار

بعد ازان از برادر و خواهر | بعد ازان از تمام خویش و تبار

غم اینها به هیچ نوع مخور | بگذر از جمله و بحق بسپار

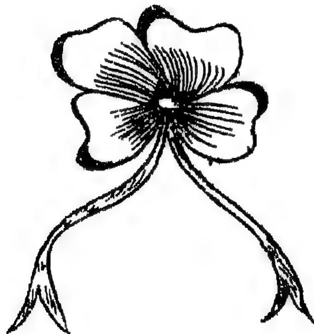
زانکه داریم ما خداوندی | لطف او هست بر همه غمخوار

بعد تجرید بایدت تفرید | یعنی از آخرت شدن بیزار

فارغ الدین و تارک الدنیا | نکند فرق افسر از افسار

دین و دنیا و دوزخ و فردوس | تو رہا کن بہ این خران بسیار
چیست تو بہ گزشتن از جملہ | چہ خدا و رسول و جنت و نار

تمام این منزلیست او و ادنے
ہست جائے شکیب جائے قرار



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولیاء عرفان و حدت

(مصنفہ)

پیر و مرشد قبلہ

الحمد للہ الذی نزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم کثیراً کثیرا۔

اما بعد جان اے بھائی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک سچا غلام مطیع الرسول کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے اور اسی سے

ہمارا خطاب ہے غیر سے ہم کو کچھ کام نہیں۔

اے مطیع الرسول نیک شعار
رحمت حق ہو تجھ پہ لیل و نہار

یاد رکھ وحدت حقیقی کو
گرہ دے کر نہ بھولے تو اوسکو

ہاتھ سے کار دینوی کرنا
دل کو مولا کے یاد میں رکھنا

نہیں اچھا طریقہ رہباں کا
خوب مسلک رسول یزداں کا

یاد رکھنا مسائل وحدت
دین میں پختگی ہو اور عظمت

مسئلہ وحدت وجود کے چند
میں نے لکھے ہیں اس نے کے لئے

حفظ کر لو انہیں بجوش تمام
آخری وقت میں آئیں کام

کوئی گر سیکھنا جو چاہے انہیں
ہوں اگر اہل تو سکھا و انہیں

مصطفےٰ پر درود اور سلام
احمد انشر میں کر اب تو کلام

جان اے بہائی وحدت کے دو قسم ہیں مطلقہ اور مقیدہ۔

مطلقہ میں وجود غیر کی نفی ہوتی ہے اور مقیدہ میں وجود مثل کی۔

پھر وحدت مطلقہ کے دو شق ہیں۔

(۱) وحدت الوجود (۲) وحدت الشہود۔

وحدت الوجود کا تعلق عقائد سے ہے اور وحدت الشہود کا عمل سے آدمی کے مختلف مراتب ہونے کے وجہ سے ان کے عقائد کے بھی مختلف مراتب ہیں۔ عوام کے عقائد کو خواص کے عقائد سے وہی نسبت ہے جو عوام کو خواص سے ہے۔

عوام کے لئے الہ باطلہ کی نفی لا الٰہ الا اللہ یعنے لا معبود الا اللہ کہنا کافی ہے جس سے شرک جلی سے نجات مل جاتی ہے اس مرتبہ کا نام شریعت ہے۔ شریعت میں اثبات معبود بن تشریک ہے۔ اور اثبات الہ واحد توحید ہے۔ عوام کے لئے

عذاب جہنم سے نجات اور جنت کے نعمتوں سے تمتع دیدار خدا
اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتباع شریعت سے
حاصل ہو جاتی ہے۔ فمن زحزح عن النار وادخل
الجنۃ فقد فاز۔ جو شخص نار جہنم سے بچا اور جنت میں داخل
ہوا وہ مراد کو پہونچ گیا۔ مگر خواص کے واسطے اتباع شریعت کے
ساتھ علیٰ مرتبۃ القرب توجہ الی الغیر بھی شرک ہے۔ یعنے نفع و
نقصان ہدایت و ضلالت وغیرہ کو غیر حق کی طرف منسوب کرنا
اس مرتبہ میں شرک ہے۔ مگر شریعت میں ایسا نہیں ہے۔
حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اگر عز و جاہست وگر ذل و قید
من از حق شناسم نہ از عمرو زید

کیونکہ نافع وضار سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ اس
مرتبہ کا نام طریقت ہے۔ طریقت میں توجہ بغیر حق شریک ہے
اور توجہ بحق توحید ہے اور یہ شرک خفی ہے۔ جو لوگ اس مرتبہ
سے بھی اونچے ہیں۔ ان کے لئے اتباع شریعت و طریقت کے
ساتھ شرک فی الوجود بھی شرک ہے۔ یعنے وجود میں غیر حق کو
شریک کرنا اور یہ کہنا کہ وجود دو ہیں۔ ایک وجود اللہ تعالیٰ کا
اور دوسرا وجود خلق کا اس مرتبہ میں یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔
اس مرتبہ کا نام حقیقت ہے۔ اس میں اثبات موجودین شریک
اور اثبات موجود واحد توحید ہے۔ اس مرتبہ کا شرک شرک
اخفی کہلاتا ہے۔ وما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم
مشرکون۔ اور نہیں ایمان لائے اکثر اون کے ساتھ اللہ کی

مگر وہ شرکت کرنے والے ہیں۔ اس سے اونچا مرتبہ معرفت کا ہے
اس مرتبہ میں شہود غیرِ حق تشریک ہے اور شہود حق توحید ہے
مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کا یہی مصرع اس مرتبہ کا پتہ دیتا ہے

ع:۔ ہر چہ پیدا می شود از دور پندارم توئی۔

وحدت الشہود اسی مرتبہ کا نام ہے۔ یہ عمل کا مرتبہ ہے۔ یعنے کسب سے بذریعہ شیخ کامل کی غلامی سے حاصل ہوتا ہے اور کبھی بے ریاضات شاقہ عنایت ہوتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اور مرتبہ وحدۃ الوجود مرتبہ علم ہے جو عالم ربانی کی تربیت پر موقوف ہے۔ وحدۃ الوجود کو ایمان بھی کہہ سکتے ہیں جس کی بناء تصدیق خبر پر ہے۔ اور وحدۃ الشہود احسان ہے۔ جس کی بنا مشاہدے پر ہے۔ ایمان اور شئے ہے

مشاہدہ اور شے ہے۔ ایمان کے معنی تصدیق خبر ہے اور مشاہدہ
رویت مخبر عنہ ہے۔ شریعت ایمان کی تکلیف دیتی ہے اور
معرفت مشاہدے کی۔ وہاں شہود علمی یعنے علم الیقین ہے اور
یہاں شہود عینی یعنے عین الیقین ہے۔ علم الیقین کے مرتبہ
میں جو ایمان کا مرتبہ ہے۔ عین الیقین یعنے مشاہدہ کی ضرورت
نہیں ہے۔ یعنے ایمان کی تکمیل مشاہدہ پر موقوف نہیں۔
یومنون بالغیب مومنین و متقین کی صفت کاملہ ہے۔
کیونکہ ایمان کی تعریف میں مشاہدہ شرط نہیں ہے جیسا کہ اوپر
معلوم ہوا۔ وحدۃ الوجود کے معلوم کرنے کے واسطے پہلے یہ سمجھ لینا
ضرور ہے۔ وجود ایک اور ذات دو بوجہ ذیل مسلم ہے۔
دو ذات یعنے ایک ذات حق کی اور دوسری ذات خلق کی۔

ذات حق وجود محض ہے ازلاً ابداً اور ذات خلق عدم قابل الوجود ہے۔ اور ہر ذات اپنی اپنی صفات کی حامل اور مسند الیہ ہے۔ ذات حق چونکہ وجودی ذات ہے وہ ہمیشہ وجودی صفات سے موصوف ہے مثلاً حی۔ علیم۔ قدیر۔ مرید۔ سمیع۔ بصیر۔ کلیم وغیرہ یہ سب وجودی صفات ہیں اور ذات خلق چونکہ عدمی ذات ہے وہ عدمی صفات سے موصوف ہے۔ جو وجودی صفات کے اضداد ہیں مثلاً حی کے مقابل ممیت۔ علیم کے مقابل جاہل۔ قدیم کے مقابل حادث۔ قدیر کے مقابل عاجز۔ مرید کے مقابل مضطر۔ سمیع کے مقابل اصم۔ بصیر کے مقابل اعمیٰ۔ کلیم کے مقابل ابکم۔ حضرت شاہ کمال الدین قدس سرہ نے فرمایا ہے سے

ذاتی صفت حق کی قدم میری حقیقت ہے عدم

لحظہ بہ لحظہ دمبدم میں نہیں ہوں حق موجود ہے

عاری حیات وعلم سے لیے قدرت و لے خواست ہوں

احوال اپنا کیا کہوں میں نہیں ہوں حق موجود ہے

میں ہوں اصم شنوا ہے حق میں بے بصر بینا ہے حق

میں گنگ ہوں گویا ہے حق میں نہیں ہوں حق موجود ہے

اگر خلق کی کوئی ذات یعنے حقیقت تھو صرف ایک ذات حق ہی کی مانی جائے۔ تو ان عدمی صفات کا کوئی حامل اور مسند الیہ نہیں رہتا۔ جب ذات حق حی۔ علیم ہے تو مردہ جاہل وغیرہ کے صفات کس ذات کے طرف محول کئے جائینگے یعنے ان صفات کا موصوف کون ہوگا۔ اور صفات خواہ وجودی ہوں

یا عدمی اون کے واسطے موصوف کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ کوئی صفت اپنے موصوف کے بغیر قایم نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک ذات حق ہی کی ہو اور دوسری ذات کی نفی کی جائے تو لازم آئیگا کہ اون عدمی صفات کی حامل بھی ذات حق ہی ہو۔ یعنے اس صورت میں کہنا پڑیگا کہ حق زندہ ہے اور حق مردہ ہے نعوذ باللہ۔ ذات حق وجود محض ہے عدمی صفات سے موصوف نہیں ہو سکتی کیونکہ حق زندہ ہے مردہ نہیں کہہ سکتے۔ تم نے بچوں کا منہ بہلانے کا چھچھی کتا کھا۔ دودھ ملائی میرا تہا کھا جب دودھ ملائی اس کے نہنے نے کھائی۔ چھچھی کھانے کے لئے اوسکو دوسری ذات یعنے کتے وغیرہ کو ڈھونڈنا پڑا۔ دوسری ذات نہ تھی تو چھچی بھی تہنے میاں ہی کو کھانی پڑتی جب ایک شان

اپنے نبھنے کو حچپی سے بچانے کے واسطے کتے کو تلاش کیا تو
اگر حق سبحانہ تعالےٰ نے جو ہر نقص وعیب سے منزہ ہے
اپنے صور علمیہ کو ذات خلق ٹھہرا کر نقائص کی پوٹلی کو خلق کے
سر رکھا۔ جس کی وہ مستحق تھی تو کیا بعید ہے۔ معلوم ہوا کہ دوسری
ذات کا ہونا ضرور ہے سے

بیچارہ خر اگر چہ بے تمیز است
چون بار ہمی برد عزیز است

ذات حق صفات وجودیہ سے موصوف ہے اور ذات خلق
صفات عدمیہ سے۔ اب ایک ذات خالق۔ حاکم۔ رب۔ الہ
ہوئی اور دوسری ذات۔ مخلوق۔ محکوم۔ مربوب۔ عابد۔
ٹھہری۔ یہی منشاء شریعت کا ہے۔ اور یہی تعلیم کلمہ طیبہ

لا الٰہ الا اللہ کی ہے۔ جس کا اعتقاد دخول اسلام کی پہلی شرط ہے۔ جب تک ذات حق اور ذات محمدؐ یعنے ذات خلق کی تصدیق نہ کی جائے اس وقت تک کوئی دائرہ اسلام میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ یعنے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ ہر دو ذات ایک دوسرے سے حقیقی متا ئر ہیں۔ کیونکہ ایک ذات وجود محض ہے۔ اور دوسری ذات عدم ہے۔ عدم اور وجود میں تبائن کلی ہے۔ اِنْ کَانَ حَقًّا فَلَیْسَ خَلْقَ اَبَدًا وَاِنْ کَانَ خَلْقًا فَلَیْسَ حَقّ اَبَدًا۔ اگر ذات حق کو ذات خلق کا عین کہا جائے تو لازم آئیگا کہ ذات حق نعوذ باللہ عدم قابل الوجود ہے اور اس کو وجود محض تسلیم کیا گیا ہے اور اگر ذات خلق کو ذات حق میں عین کہا جائے

تو لازم آئے گا کہ ذات خلق وجود محض ہے۔ حالانکہ اوس کو عدم قابل الوجود مانا گیا ہے وھذا خلف۔ دو ذات کے ثبوت میں مولانا جامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ؎

باخدا در ازل دو علم بود	علم بالذات علم ماہیات
با ہمین ہر دو علم ثابت شد	کہ بود غیر ذات ماہیات

اسی طرح مولائے روم علیہ الرحمتہ نے دو ذات کے ثبوت میں ہر ذات کی ایک صفت خاصہ کو لیکر دو ذاتوں کا ثبوت اور ان میں حقیقی غیریت کو ایک شعر میں بیان فرمایا ہے۔ گویا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی تفسیر فرمائی ہے ؎

جملہ معشوق است و عاشق پردہ	زندہ معشوق است و عاشق مردہ

جملہ معشوق است یعنے لا الٰہ الا اللہ ۔ عاشق پردہ یعنے محمد الرسول اللہ۔ لا الٰہ میں جنس معبود کی نفی ہے ۔ چونکہ معبود کو موجود ہونا ضرور ہے ۔ کیونکہ معدوم شئے معبود نہیں ہوسکتی لہذا لا الٰہ جملہ موجودات کی نفی کو مستلزم ہے ۔ اس واسطے کہ اگر کوئی شئے معبود ہوتی تو وہ بذات خود موجود ہوتی ۔ مگر جملہ موجودات عالم میں کوئی شئے بذات خود موجود نہیں ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے ۔ لہذا کوئی شئے معبود نہیں ہے سوائے اللہ سبحانہ کے ۔ کان اللہ ولم یکن شیئاً غیرہ (بخاری) اور وہ اب بھی الاٰن کما کان ہے اور یہ لا موجود الا اللہ کی دلیل ہے ۔ عاشق پردہ ۔ یعنے محمد یعنے جملہ خلق اس پردگی کے واسطے بمنزلہ

پردہ کے ہے جس کی آڑ میں حقیقتاً پردگی کام کر رہا ہے۔ اس
سے دو ذات کا ثبوت ظاہر ہے۔ ایک ذات پردگی کی
اور دوسری ذات پردہ کی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ پردہ اور
پردگی میں ذاتی غیریت ہے۔ پردگی اور شئے ہے اور پردہ
اور شئے۔ پردگی کو کہیں پردہ نہیں کہہ سکتے۔ ایسے ہی پردہ
کو پردگی نہیں بول سکتے۔ ایسے ہی حق و خلق پردگی اور پردہ ہی
شیخ اکبر نے اس پردہ کو اسباب سے تعبیر فرمایا ہے۔ مطلب
ایک ہی ہے۔ دوسرے مصرع میں مولانا نے اس شبہ کو
دفع فرمایا ہے کہ کوئی ہر دو ذات کو غلطی سے موجود بوجود خود
نہ سمجھ بیٹھے اور یہ بتلا دیا کہ ؎

زندہ معشوق است عاشق مردۂ

یعنے زندہ صرف معشوق یعنے اللہ ہی ہے۔ اور عاشق یعنے محمدؐ
یعنے جملہ خلق مردہ ہے۔ اس واسطے کہ زندگی وجود کی رتبتاً
پہلی صفت ہے۔ اور مردگی عدم کی پہلی صفت ہے۔ پھر وجود
حق کی حقیقت ہے۔ جو کبھی عدم یا عدم کی کسی صفت سے
ازلاً ابداً موصوف نہیں ہوسکتا۔ اور عدم خلق کی حقیقت ہے
جو کبھی وجود یا وجود کی کسی صفت سے ازلاً ابداً موصوف نہیں
ہوسکتا۔ ہر اشیائے عالم جو موجود نظر آتی ہیں۔ وہ صرف
وجود حق کو عارض ہونے کی وجہ سے جیسے بنظر قاصر صورت
جسمیہ کا ہیولی جسم مطلق سمجھا گیا ہے۔ ایسے ہی تمام صور
عالم کا ہیولی حقیقتاً وجود حق ہے۔ جیسا کہ اس قوم کا مقولہ
ہے۔ اَلْعَالَمُ مَجْمُوْعُ اَعْرَاضٍ وَالْمَعْرُوْضُ

ھو الوجود ۔ اس واسطے کہ حقائق ممکنات محض صور علمیہ حق تعالیٰ ہیں۔ صور کا نمود بغیر کسی شئے کو عارض ہونے کے ممکن نہیں۔ مرتبہ ثبوت میں علم حق کے ساتھ ثابت نہیں۔ خارج میں وجود حق کے ساتھ قائم ہیں۔ وجود حق اپنی علمی صورتوں کے پردوں میں خود ظاہر ہوا۔ اسی ظہور کا نام خلق ہے۔ حضرت شاہ کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صورت اشیاء سے اپنی ذات حق ظاہر کیا
شکل سے مہرا پنا نور جون باہر کیا
وجہ دیکھا آپنا لیکن لباس غیر میں
صانع کامل دیکھو کیا صنعت نادر کیا
ہے ہوالظاہر دلیل اسبات کے اثبات پر

نفی سے محجوب نا حق آپ کو کافر کیا

باوجود بے چگونی آپ کو با چون نما

مثل محمود و ایاز اوکاشف ہر سر کیا

جون ظہور اپنا کیا درپن ظہور خلق سکا

یون ظہور اس کا ظہور اپنے کا درپن پھر کیا

گنج مخفی میں جو کچھ تھا مندمج اور مندرج

آشکار اوس کو عجب حکمت سے اوناظر کیا

ممکنون کی رکھ کے اعدام مقید پر نظر

ذات مطلق اون کو منظور آپ کو ناظر کیا

کر کے اون پر پرتو اندازی انوار وجود

مثل کو خارج مین اون کی دائرہ سائر کیا

غیب میں معلوم اور خارج میں جو معدوم تھا
اوس کو با احکام و باآثار خود حاضر کیا
حضرت تشبیہ تھا مستلزم اظہار خود
کر عدم سے خلق کو موجود اور قادر کیا
تھا کمال دومی کا اقتضا جو آپ کو
امر ایجادی کے ماموراتؔ کا آمر کیا
اقتضائے ذاتؔ استعداد اصل این و آن
آپ کو ظل لطیف مظہر و قاہر کیا
جو کہا سب اس سے ہے ناسبؔ ہی کب آپنا
روے دل شرک خفی کی لوث سے ظاہر کیا
جس نے بولا سبؔ ہی ہے اس سے سیا بات ہے

جد و جہد اس علم کی تحقیق مین قاصر کیا
جو کہا ہے ان دونون ضدون کو عین یکدگر
عرصہ عرفان میں خنگ فہم کو شاطر کیا
کئی ہزاران ناقص التحقیق رہ گئے اے کمال
فیض حق شہمیر کو اس علم کا ماہر کیا

جس کے معنی پیدا لینے ظاہر کرنے کے ہیں یا کہو کہ اپنی صور علمیہ کو اپنے شیون و صفات کے مشاہدے کے واسطے آئینہ بنایا۔ خلق اور اس کے عدم کے آئینہ میں اپنے کو موجود جہل میں اپنے کو عالم دیکھا۔ مردگی کے آئینہ مین اپنے کو حی۔ عجز مین اپنے کو قادر وغیرہ وغیرہ۔ اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ حضرت شاہ کمال الدین حب

قدس سرہ کی غزل یہاں درج کی جاتی ہے ہر شخص اپنے حصہ کے موافق اوس سے بہرہ اندوز ہوگا۔ انشاء اللہ ؎

موم کی ذات ہے موجود وجودی مثلا
اپنی ہستی میں نہ محتاج ہے کس کا اصلا
نرمی موم بھی موجود ہے اما ذہنی
موم لے ہاتھ میں اور عقل سے نرمی کو پا
موم کو ذات سمجھ اور صفت نرمی کو
انفکاک اوس کو نہیں اس سے مجوز قطعا
موم شکلوں کو دکھایا صفت نرمی سے
ورنہ ہر شکل سے ہوتا نہ تجلی فرما
موم موجود وجودی ہوا نرمی ذہنی

کہیں اشکال کو موجود اضافی عرفا
لوگ موجود وجودی سے تی کر قطع نظر
کریں موجود اضافی کے طرف چشم کو وا
موم موجود وجودی ہے نہ اشکال ولیک
موم کی ہستی سے اشکال ہیں موجود بپا
بلکہ موجود و مشہود ہے فی الواقع موم
ذات اشکال سراسر عدم محض بنا
سوئے تنزیہ کوئی گر جو کرے نسبت موم
گر کہے موم کے تعین خالق اشکال بجا
اور اضافت جو کرے موم کی تشبیہ طرف
عین اشکال وہی موم کہے گا نہ سوا

سکل اغیار سے خود موہوم کیا گرچہ ظہور
یا ان وجود اور ہے موجود وگرا ے دانا
نین ہے موجود سے مقصود مگر کثرت خلق
حق مطلق ہے عبارت ز وجود یکتا
خلق کو صوفیہ موجود کہیں حق کو وجود
ایک ہستی سے دو موجود بھی کہنا ہے روا
پس یقین بوجھ کہ در عالم ہستی دو وجود
کوئی نہ موجود ہے جز ہستی مطلق ابدا
یہہ تمامی ہے بیان وحدت ہستی کا کمال
لیکن از روئے حقائق ہے حق وخلق جدا
میرے استاد مرحوم حضرت حکیم مولوی عنایت اللہ خاں

نوراللہ مسجد فرماتے ہیں ؎

اگر آئینہ ہے عاشق تری زلف مسلسل کا
نگاہ ناز نے اونچا کیا رتبہ سجنجل کا

تو ہے آئینہ سے ظاہر ترے سے آئینہ روشن
دیہ سودا گھر کا گھڑی میں ہوا بدل و مبدل کا

تری اے کندن خالص ہی ہے چاشنی جو تھی
بنا گر جیہ کہیں سمرن کہیں تعویذ ہیکل کا

کہیں کنگن کی صورت ہے کہیں ہے ساعد سیمیں
کہیں ہے کلس کا قبہ کسی تاج مکلل کا

نگہ پڑتی ہے سونے پر ہوا محسوس تو سونا
ظہور اس کا ہے چھاگل سے نہیں ہرنام چھاگل کا

منزہ ہے جمال حق کم وکیف وتغیر سے

ہوا آئینہ کیف وکم تغیر حسن اکمل کا

تری آغوش سے جانان نکلکر سخت مضطر ہوں

مگر نقشہ ہے آنکھوں میں ترے دربار اول کا

تری محفل سے جو نکلا پریشان اور حیران ہے

ترے دہن مین ہے دیوانہ انا الحق یاد ہے کل کا

حکیم مست آغوش عدم کو ایک دم تونے

پھنسا یالا کے جنگل میں بھلا ہو تیرے جنگل کا

یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ذات خلق کو ذات حق کے

ساتھ باوجود حقیقی غیریت کے عینیت حقیقی کی قرابت ازل سے

ثابت ہے۔ مرتبہ ہویت یعنے احدیت میں عینیت اندماجی

حاصل رہی۔ اور مرتبۂ وحدت یعنے مرتبۂ علم میں عینیت علمی رہی اور واحدیت یعنے عالم تفصیلی میں عینیت علم تفصیلی اب خارج یعنے مخلوقیت کے مرتبہ مین عینیت وجودی ہے۔ یعنے احدیت میں ذات حق سے مسلوب نہیں۔ اور علم میں اجمالاً وتفصیلاً علم الٰہی سے مسلوب نہیں رہا۔ اب مخلوقیت کے مرتبہ مین وجود یعنی ہستی حق لے کر پیدا ہوا کیونکہ حقائق خلق صور مخفیہ ہین جو بغیر کسی شئے کو عارض ہونے کے اس کی نمود ممکن نہیں جیساکہ اوپر معلوم ہوا۔ حضرت شاہ کمال الدین صاحب قدس سرہٗ کی غزل بھی قابل ملاحظہ ہے ؎

صورت سے ممکنات کے جب حق ہوا عیاں

ہیں حکمتین بالعنین اوس کے درمیان

یک یہ کہ خود بصورت اشکال علم خود
خود ظاہر و عیان ہوا اور باطن و نہان
پس معنی کلام ہو الظاہر از نبی
ظاہر بہ صورت ہمہ حق است بے گمان
دیگر کہ اس ظہور میں پائے ظہور سب
خارج میں حکمہا و اثر ہائے ممکنان
یعنے جو علم حق میں ہے ثابت یہ ممکنات
از طول و عرض و کیف و کم و قدر غیر آن
اس واسطے کہ حق ہے بری ان تمام سے
ذاتاً وجود محض ہے بے چون و بے نشان
پس وہ وجود محض کہ با قید چند و چون

ظاہر ہوا بصورت مادیہ شکل تان

محض از پئے ظہور ہمہ ممکنات ہے

از مکمن بطون بہ سراپردۂ عیان

صورت جہان کی علم سے تب آئی عین مین

جب حق کیا ظہور خود از صورت جہان

شہمیر پیر منن ہمہ اوست میں کمال

کیتا ہمہ از وست کو ثابت نہ ہے بیان

شیخ اکبر نے حدیث اَلرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِّنَ اللّٰہِ سے فتوحات

مکیہ میں اس قرابت کو ثابت کیا ہے۔ شجنہ لغت مین

رحم کو کہتے ہیں یعنے رحم رحمن سے مشتق ہے۔ مطلب یہ ہے

کہ رحم اللہ سے رگوں کی جالی کی طرح جالدار قرابت رکھتا ہے

یعنے جیسے رشتہ دارون کی رگون میں باہمی قرابت کا جال پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلق کو حق کے ساتھ قرابت قدیمہ ہے کیونکہ خلق اوسی کی ذات کے شیون اور اسی کے صور علمیہ تو ہین کہین باہر سے نہیں آئے یعنے ماہیات ممکنات اپنے ثبوت مین ذات واجب کی محتاج نہیں۔ بلکہ اس کے شیون ذاتی ہیں۔ جو بے جعل جاعل ذات حق میں مندمج ہین۔ ع

چو در ناف تکلین گل از بیش بود

یہان حلول یا اتحاد کا شبہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ حلول واتحاد کے واسطے دو موجود فی الخارج کا ہونا شرط ہے تاکہ ایک موجود دوسرے موجود مین حل یا متحد ہو۔ یہان موجود صرف ذات حق

ہی ہے دوسری ذات خلق ہے جو معدوم ہے اور موجود معدوم
محل اتحاد یا حلول یا اس کا محدد نہیں ہو سکتا ہے

عینیت وجودی و غیریت حقی

انکار اس دو قول کا ہے جہل و احمقی

جیسا کہ ہے یگانگی محض ملحدی

بیگانگی صرف کا قائل ہے زندقی

با کون غیریت ہے، یہ دو ضد کی جمع مین

ثابت موحدی و محقق محققی

واقع ہے فرق و جمع حقیقی کے ضمن مین

کامل میان شرع و حقیقت مطابقی

آیت حدیث قول مشائخ یہ رمز پر

ناطق ہیں ہم دلائل عقلی و منطقی
اول گواہ عبدہٗ اور وحدہٗ دگر
رکھ اسکو اوسکو مستوی اے مومن تقی
ہے مختفی غیر حقیقی بلا خلاف
حضرت خدا کی خالقی اور اوسکی رازقی
ارسال ہر پیمبر و انزال ہر کتاب
ہر مومن سعید و ہر کافر شقی
سن یغفر یعذب یحیی یمیت حق
کہتا ہے کس کو کر حق و باطل میں فارقی
لاتطرونی آپ جو فرمائے مصطفےٰ
تا آخرش مگر تو سنا میں اب جھجکی

بے شرع زندقہ ہے حقیقت کہے ہیں غوث
جن کے سخن کو شرع و حقیقت میں او تقی

ہجرت میں وصل وصل میں ہجرت ہے کیوں کہے
بندہ نواز خسرو اقلیم عاشقی

ذات و صفات میں ہے خدا خلق سے جدا
اس کی کرے عقیدہ جامی مصدقی

لم یتخذ بغیرہ آیا کہے ہیں کیوں
تکمیل کی کتاب میں عبد الحق حقی

اشیا کا عین نہیں ہے خدا فی ذواتہا
فرمائے شیخ اکبر صوفی متقی

من لا یکون فیہ من العبد وجہ یب

مانحن فیہ کی کرے اثبات صادق

جبراً اگرچہ حال کے غلبہ میں کہہ گیا

لیکن نہ حق ہوا او حسین انا الحق

واجب قدیم ممکن وحادث اگر جو ہوئے

آوے ہے لازم اوس میں تو قلب حقائق

ہموارہ نیں خدا کو سزاوار بندگی

بندہ کو نیں ہمیشہ خدائی کی لائق

جو کچھ کہ غیر حق بجمیع الوجوہ ہے

باذات و باصفات ہے معدوم مطلق

کہتے ہیں جس کو غیر حقیقی ہم اس کو ہے

الحق یگانگی حقیقی سے ملحق ؛

فی الجملہ لاک دلیل سے اثبات مین یقین
حاصل نہووے تا نہ کرے پیر مشفقی
ملتا ہے اس کو مرشد کامل کہ در ازل
مقسوم میں کیا ہے قضا جس کے سابقی
شکر خدا کہ حضرت شہمیر کو دیا
ہر شیخ سے سلوک معارف مین فائقی
باوصف غیر خلق کو حق جان اے کمال
کر رفع دل سے اپنے خیالات ماسبق

ہر شئے مندمج مندمج فیہ سے متغائر ہوتی ہے۔ لہٰذا عینیت اندماجی اور اسی حالت مین غیریت علمی شیونی ہر دو ازلی ہیں۔ یہ نہیں کہ مرتبہ ہویت میں یہ مسلوب عن الذات تھیں۔ ہان

خارج مین آنے کے واسطے وجود حق کی محتاج ہین۔ لہذا ان
کے اقتضات اور قابلیات کے پورا کرنے کے لئے جیسا جس
حقیقت کا اقتضاء تھا وجود حق نے ان صورتون سے خود ظاہر
ہوکر ان کی اقتضاء کو پورا کیا۔ جیسا کہ فرمایا اُجِیْبُ دَعْوَۃَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ اور نیز اٰتَاکُمْ مِنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ
جس کا مطلب یہ ہے کہ مین سائل کے سوال کو پورا کرتا ہون
اور جو تم نے مانگا وہ میں نے تم کو دیا یعنے خلق کی طلب کے موافق
خلق نما بنا خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنے مرتبہ علم میں آدم
کی جیسی صورت تھی اوسی صورت پر آدم کو پیدا کیا یعنے آدم کی
صورت سے خود ظاہر ہوا اور حقیقت انسانی کا جیسا کچھ اقتضا
تھا انسانی صورت سے آپ ہی اوس کو پورا کیا۔ ایسے ہی تمام

حقائق ممکنات کے افعال و خواص کو علم الہٰی نے ان کی سوالوں سے جیسا کچھ معلوم کیا عالم خلق مین ویسا ویسا خود بنکر ظاہر فرمایا۔ ہر صورت سے اوس کی قابلیت اور اوس کے گنون کو جانچ کر جو علمی نقشہ تیار کیا اوسی کا نام تقدیر الہٰی ہے جو مٹ نہیں سکتی۔ اور چونکہ اون کے قابلیات کے اقتضائی سوال پر نقشہ تقدیر کو مرتب کیا ہے۔ جو ان مین بے جعل جاعل ثابت تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی الزام ظلم و جبر کا نہیں آسکتا۔ جیسا کہ اس کا قول وَاٰتَاکُمْ مِنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ جیسا اوپر مذکور ہوا اور نیز فرمایا۔
وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا۔ یعنے مگر تم نے نہیں چاہا۔ لہذا جو تم نے مانگا وہی

ہم نے دیا۔ ایمان کے طالب کو ایمان اور کفر کے طالب کو
کفر سعید کو سعادت اور شقی کو شقاوت۔ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ
لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّا
حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ یعنے اگر تیرا رب چاہتا تو روئے زمین
کے تمام آدمی ایمان لاتے۔ کیا پھر تو ان کو زبردستی سے مومن
بناتا ہے۔ اسی مضمون کو ابوطالب کے لئے ہدایت کی دعا کے
اصرار پر پھر اعادہ فرمایا۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ
پیارے نبی جس کو دوست رکھتے ہو اس کو ہدایت نہیں کرسکتے
یہ کام تو اللہ ہی کا ہے کہ جس کو چاہے ہدایت کرے۔ تم خدائی
کے گر نہیں جانتے۔ اور قدرت کے استعمال سے ناواقف ہو
ہم اگر چاہیں تو ہمارے میں ایسی قدرت ہے کہ ہم روئے زمین کے

آدمیون کو ہدایت کردیں اور تمام لوگ مومن بن جائیں۔ مگر جب اون کی استعداد اور قابلیت کا اقتضاء ایمان کا نہیں تو ہماری غنائے مطلق کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اون کو زبردستی سے ہدایت پر لائین اور جبراً مومن بنائین۔ تم اون کی اقتضاء سے واقف نہیں کہ ہدایت پر آنے والے کون لوگ ہیں۔ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ ہدایت پر آنے والے کون ہیں۔ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُمْ مُّعْرِضُونَ۔ اگر اللہ تعالیٰ ان میں کچھ بھی بھلائی کی قابلیت جانتا تو اون کو کلمۃ الخیر کہنا تا مگر اون کی ذات میں خیر کی جگہ سفر تھا اس لئے اونہیں کلمۂ خیر نہیں سنایا اور بالفرض سنا تا بھی تو وہ منہ موڑ کر پھر جاتے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تقدیر الٰہی اون کی ذاتی قابلیات کے مطابق ہوئی۔ ہان اگر اون کی قابلیات جوکہ اون کی ذاتیات ہین مجعل جاعل ہوتے یعنے اللہ کے بنائے ہوئے ہوتے تو البتہ خیر اور شر۔ سعادت و شقاوت وغیرہ وغیرہ کے الزامات جاعل کے سر پر تھوپے جاتے۔ اوس وقت اللہ تعالےٰ کے قول مَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ اور فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ وغیرہ کی تاویل مشکل تھی۔ اس دقیقہ کی ناواقفیت کی وجہسے بڑے بڑے لوگ تقدیر اور جبر کے مسئلہ مین مختل الحواس اور ادائے ماہو الحق سے کوسون دور ہین۔ سب سے بڑا جواب ان کے پاس متحکم مالکانہ کا ہے کہ بزور مالکیت جو چاہے کرسکتا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ جو ارادہ کرتا ہے کر ڈالتا ہے

لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ کوئی اس کے حکم کو پیچھے نہیں ڈال سکتا
لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ کسی کو اس کے
فعل مین چون وچرا کی مجال نہیں اگر حکم مالکانہ خلقت کو حرف
گیری سے مانع ہے تو ما انا بظلام للعبید اور فللہ الحجۃ
البالغۃ کے فرمانے مین اوس کے عدل اور اقساط کو سرخروئی
نہیں بلکہ از قسم پاس بندگی سزا بیچارگی بسطوت اور جلال
اور رعب شاہی سے عاجز ہو کر اوس کے ظلم کو عدل کہا جاتا ہے۔
ایسے ایمان کا دعوے پاکان خدا کے روبرو کس قدر شرمناک
دعوے ہے دل میں دغدغہ ظلم زبان پر اقرار عدل صریح نفاق
ہے۔ ادب مانع جنبش زبان تحرک شفتین مخوف سلب
ایمان ایسا نہیں مومن صادق ہو۔ دامن الوہیت ظلم وجور کی

گرد سے بالکل پاک اور منزہ ہے۔ جن کے دل مین جس قدر
ظلم کا خطرہ ہے اوسی قدر وہ دل ایمان سے خالی ہے۔ ایسے
لوگون کے روبرو یوم الجزا مین اون کے حقائق پیش کردے جائینگے
کہ اپنے حقائق کو دیکھ کر جو اعتراض کرنا ہو کرو اوس وقت ندامت
کے سوا کیا ہے۔ اس واسطے فرمایا لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ کیونکہ
اس کا فعل تمھارے خفتہ حقائق کو جگانے والا اور خفیہ قابلیات
کو ظاہر کرنے والا ہے۔ پھر کس کو سوال کی مجال ہے۔ اَيَطْمَعُ
كُلُّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ كَلَّا اِنَّا
خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ۔ کیا پھر ہر آدمی جنت مین داخل
کئے جانیکی طمع کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہم نے جس شئے سے اوس
کو پیدا کیا ہے وہ معلوم کرلین گے۔ یعنے اپنی حقیقت کو دیکھکر

سمجھ لین گے کہ ہم جو دوزخ مین داخل کئے جا رہے ہیں ہماری
حقیقت کا اقتضا دوزخ ہی مین داخل کئے جانے کا تھا
اس مین قضا و قدر کا شکوہ اور دخول جنت کی طمع بالکل
بے محل ہے۔ حافظ شیرازی نے اس کا پتہ دیا ہے ؎

مہمان کشت خویشیم گر نیک و گر بد است
حاشا کہ ہیچ شکوہ بود از قضا مرا

یہان ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب حق تعالیٰ قادر
مطلق اور ارحم الراحمین ہے پھر ایسی مخلوق کی جس میں خیر
کا کوئی ذرہ نہیں تھا اصلاح کیوں نہیں کی گئی اور اگر اصلاح
کی قابلیت اون مین نہ تھی تو اون کو کیون پیدا کیا گیا حالانکہ
انسانی مصلحان بنی نوع انسان اس سے متاثر ہیں ؎

اگر بینیم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است

وہ تو ارحم الراحمین و رب العالمین ہے۔ اس کا شرعی جواب تو یہ ہے کہ اصلاح اوس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ اصول کا مسئلہ طے شدہ ہے پھر اوس کو خیر و شر دونوں کو پیدا کرنا مقصود ہے کیونکہ خیر و شر دونوں اوس کی ذات میں مضمر ہیں۔ اور اس کے ذاتی شیون ہیں جہان اوس کی ذات اپنے مکارم صفات کی حامل ہے وہان حقائق ممکنات اور اون کے شرور کو لئے ہوئے جامع خیر و شر ہے اگرچہ شر اون کی طرف منسوب نہیں ہے بلکہ وہ حقائق ممکنات کی خصوصیات سے ہے۔ جب تم نے بچے کو گود میں لیا تو اوس کے

ساتھ اوس کے پیٹ کی آلایش و بول و براز وغیرہ بھی تمھارے گودمین سوار ہے مگر تمھارا جسم تمھارے کپڑے اوس سے پاک ہین۔ خارج مین آنے کے بعد بول و براز بچے کے طرف منسوب ہوتا ہے۔ تمھارا نام کوئی نہیں لے سکتا۔ ایسے ہی مخلوق کے خارج مین آنے یعنے پیدا ہونے کے بعد اوس کے شرور اوسی کے طرف منسوب ہون گے نہ کہ خالق کے طرف اسی واسطے رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا۔ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ یعنے شر آپ کی طرف منسوب نہیں ہے۔ اگرچہ مرتبہ خلق سے پہلے آپ ہی اس کے حامل تھے اور مرتبہ خلق مین آپ ہی اس کے خالق ہیں۔ اسی واسطے اس کی ذات جامع الاضداد ہے ہادی اور مضل خود ہے نافع اور ضار آپ ہی ہے۔ محی اور ممیت خود ہے

قابض اور باسط آپ ہی ہے۔ رحمن اور قہار خود ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک صفت دوسری صفت کی معرف ہے۔ جیسے عدم یعنے ذات خلق وجود یعنے ذات حق کی معرف ہے۔ اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا۔ اگر شر کو پیدا نہ کیا جاتا تو خیر کو خیر نہیں کہہ سکتے تھے اور اوس کے اسمائے جلالی معطل رہجاتے تھے بلکہ وہ آپ بھی معطل رہجاتا تھا۔ صفات کی نفی سے ذات کی نفی مستلزم ہے۔ شیخ اکبرؓ فرماتے ہیں۔ اَلْوُجُوْدُ اِذَا نُسِبَتْ اِلَی الْحَقِّ قُلْتُ قَدِیْمٌ وَاِذَا نُسِبَتْ اِلَی الْخَلْقِ قُلْتُ مُحْدَثٌ یہ اس قسم کا مقولہ ہے جیسے اس مقدس قوم کے دوسرے ملفوظات ہیں جن کو اون کے اصطلاح میں ارشاد شیخ کہتے ہیں مثلاً حرکت ایک نسبت دو۔ ایک طرف

تنزیہ کے دوسری طرف تشبیہ کے۔ ایسے ہی شیخ نے فرمایا
وجود ایک۔ نسبت دو۔ نسبت بہ حق قدیم۔ نسبت بہ خلق حادث
اس سے یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وجود دو ہیں۔ وجود حق اور وجود
خلق۔ ایسا نہیں بلکہ وہی وجود واجب قدیم جب بہ لباس خلق
ظاہر ہوا تو اس صورت میں اوس وجود واجب کو صورت کے
لحاظ سے حادث کہیں گے۔ جیسے کلام الہٰی جو صفت نفسی قدیم ہے
ملبس بہ لغت عرب و نزول کے لحاظ سے اس کو محدث کہا گیا
وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا
عَنْهُ مُعْرِضِينَ۔ یعنے جب اون کے پاس خدائے رحمٰن
کا کوئی نیا کلام آتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں چونکہ ہر مقام
اپنے مقتضاء کا طالب ہے صورت کا ذاتی اقتضاء بوجہ اوس کے

قایم بغیر ہونے کے حدوث کا اقتضا ہے۔ اس لئے وجود
واجب پر تلبس بصورت کی وجہ سے حدوث و امکان تکلیف
تعذیب تنعیم وغیرہ کے احکام مرتب ہون گے۔ گر حفظ مراتب
نکنی زندیقی کے یہی معنی ہین۔ جیسے کوئی بادشاہ فقیر کے بھیس
مین سیر کو نکلے۔ اوس وقت بادشاہ اگرچہ بادشاہ ہے مگر
تلبس بصورت فقیر ہونے کی وجہ سے اوس کو بادشاہ یا بادشاہی
آداب کا مستحق نہیں کہین گے۔ اس کے متعلق شیخ اکبرؒ نے فتوحات
مین ایک حدیث روایت کی ہے شہر حلب مین میرے مکان
مین ابراہیم بن سلیمان نے ایک معتبر اور ثقہ لشکر ہمارے سی
مجھے حدیث بیان کی کہ اوس نے ایک سانپ کو مار ڈالا اسی
وقت اوس کو جن اوٹھا کے لے گئے۔ اور جنون کے سردار کے روبرو

لے جا کر کھڑا کیا اور کہا کہ اس نے ہمارے چچا زاد بھائی کو قتل
کر ڈالا ہے۔ لکڑ ہارے نے کہا مجھے معلوم نہین آپ لوگ کیا
کہہ رہے ہین۔ مین تو ایک لکڑ ہارا آدمی ہوں۔ میرے سامنے
ایک سانپ آیا مین نے اوس کو مار ڈالا۔ جنون نے کہا وہی تو ہمارا
چچیرا بھائی تھا۔ جنون کے سردار نے کہا اس آدمی کو چھوڑ دو
اور جہاں سے لائے ہو وہیں پہونچا دو اس کو پکڑنے کا تم کو
کوئی حق نہیں ہے مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ آپ
ہم اجنہ کو فرماتے ہیں۔ مَنْ تَصَوَّرَ فِی غَیْرِ صُوْرَتِہٖ فَقُتِلَ
فِیْہِ فَلَا عَقْلَ فِیْہِ وَلَا قَوَدَ۔ یعنے جس نے اپنی ذاتی
صورت کو چھوڑ کر کسی غیر کی صورت اختیار کی ہو پھر وہ اوسی
غیر صورت میں مار ڈالا گیا۔ اوس وقت نہ کسی سے دیت لیجائیگی

نہ قصاص۔ تمہارے بھائی نے سانپ کی صورت اختیار کی اور
سانپ آدمی کا دشمن ہے۔ لکڑہارے نے سردار اجنہ سے
کہا آپ یہ کیا بات کہہ رہے ہین کہ مین نے رسول خدا صلعم سے
سنا۔ کیا آپ نے آنحضرت کو دیکھا ہے۔ سردار اجنہ نے کہا ہان
مین ان جنون مین کا ایک جن ہون جو مقام نصیبین مین آنحضرت
صلعم سے خود سنا ہے۔ اب اس جماعت مین سے مین ایک ہی
باقی رہ گیا ہون لہذا مین اپنے لوگون مین آنحضرت صلعم سے
سنے ہوئے کے مطابق حکم کرتا ہون۔ اگرچہ صورت بذات خود
قایم نہین بلکہ ہستی حق کے کنارون پر سوار ہے۔ مگر احکام
صورت ہی پر مرتب ہین کیونکہ یہ صورتین حق سبحانہ کے
علمی خزانہ کی محفوظ صورتین ہین۔ ان کے گن اور ان کے احکام

بتلانے کے حیلہ سے اپنے خدائی کے اظہار اور اسرار کی شوکر۔ سے
اعلان کا بیڑا اٹھا کر آپ ان صورتون سے ظاہر ہوا۔
میرے اوستاد فرماگے ہیں ؎

حسن مخفی نے ترے خود آپ ہی بلوا کیا
طالب عشاق ہو کر کو بکو جلوہ کیا
عشق بازی راز تھا جب تک تھا اپنے آپ مین
ایک سے جب دو ہوئے پھر راز کا افشا کیا
پردہ داری عاشقون کی تھا ترا شیوہ قدیم
آج خود پردہ میں ہو کر مجھکو کیون رسوا کیا
آپ ہی کھیلا شکار اس بے خبر کی آڑ مین
چال کے صدقے ترے صیاد بابا کیا کیا

لہذا اس عالم میں صورت ہی کی خدائی اور اوس کے احکام
ہین وہان صورت بدلنے سے بادشاہ کا جبروت جاتا رہا اور
گدائی کی صورت نے کاسۂ گدائی بادشاہ کے ہاتھ میں دیدیا۔
یہان صورت بدلنے کی بدولت سانپ کی صورت نے جن کو
ایک لکڑہارے کے ہاتھ سے مفت قتل کرادیا۔ اسی طرح مخلوق
کی صورت اختیار کر کے واجب الوجود قدیم کو ممکن اور حادثات
ٹھیرا دیا۔ اور اوس پر صورت کے احکام مرتب ہوکر خلاف ورزی
حکم صورت سے۔ قتل۔ دار۔ قطع ید۔ ماتہ جلدہ وغیرہ کی سزا وں
کا مستوجب بنا دیا۔ اس صورت پرستی کے احکام کا نام شریعت
ہے۔ جس کے جبروت نے غوث۔ قطب۔ پیغمبران اولوالعزم
اولیا، ذوی القلوبین والتمکین و عاشقان جانباز کو اپنی ٹھوکر کا

غلام بنالیا۔ پھر بادشاہ بادشاہ ہے۔ فقیر فقیر ہے۔ سانپ سانپ ہے۔ جن جن ہے۔ خدا خدا ہے۔ بندہ بندہ ہے۔ خدا بندہ نہیں ہوسکتا۔ بندہ خدا نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک اپنی اپنی حقیقت پر قایم ہے۔ حقیقت کسی کی نہیں بدلتی۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے تلبیس بصورت ممکنات میں اپنی قدرت کا عجیب کمال تبلایا ہے جو عقل مخلوق کی سمجھ سے بالکل باہر ہے۔ حضرت جامیؒ کا ارشاد ہے ؎

ممکن زتنگنائے عدم تا کشید رخت

واجب بجلوہ گاہ عیان نانہادہ گام

در حیرتم کہ این ہمہ نقش غریب چیست

بر لوح صورت آمدہ ملحوظ خاص و عام

ہر یک بصفت ایک ز مرآۃ یک دگر

بر داشتہ ز جلوۂ احکام خویش کام

بادہ نہان و جام نہان آمدہ پدید

در جام عکس بادہ و در بادہ عکس جام

پھر شیخ رض فرماتے ہیں۔ کُلُّ حَقِیْقَۃٍ مُتَّصِفَۃٍ بِالْوُجُوْدِ فَھِیَ لَاھِیَ فَالْعَالَمُ کُلُّہٗ ھُوَ لَاھُوَ وَالْحَقُّ الظَّاھِرُ بِالصُّوْرَۃِ فَھُوَ لَاھُوَ فَھُوَ الْمَحْدُوْدُ الَّذِیْ لَا یُحَدُّ وَالْمَرْئِیُّ الَّذِیْ لَا یُرٰی یعنے کوئی عین ثابتہ جب وجود سے متصف ہوتی ہے یعنے مرتبہ ثبوت سے مرتبۂ خارجی مین آتی ہے اب وہ عین ثابتہ وہ نہیں رہی یعنے بلکہ اوس کی عدمی صورت وجود سے قایم ہوکر شئے ثالث بن گئی۔ لہذا تمام عالم جو مرتبۂ

مین تھا اب وجود حق کے ساتھ قایم ہونے کے بعد وہ عالم
نہیں رہا۔ ایسے ہی حق جو بصورت مخلوقات ظاہر ہوا ہے اب
وہ حق یعنے تنزیہی حالت والا مشبہہ عالم ہونے کے بعد وہ
نہیں رہا کیونکہ تنزیہی حالت مین غیر محدود تھا اب تشبیہی صورت
مین محدود ہو گیا۔ اور جیسے تنزیہی حالت مین غیر مرئی تھا اب
مرئی ہوا یعنے اب ہر کوئی اوس کو دیکھ سکتا ہے سمجھے یا نہ سمجھے
مولانا کمال الدین قدس سرہٗ فرماتے ہین ؎

وہی وجود منزہ کہ با نزاہت خویش
ہوا ہے جلوہ نما در شباہت ہر شئے
وہی وجود کہ وحدت مین جس کی تھی شہرت
عیان اب اوس کی ہے وحدت بکثرت ہر شئے

وہی وجود کہ لاحد و لانہایت ہے

کیا ظہور بحد و نہایت ہر شئے

وہی وجود کہ بالذات ہے بلا کم و کیف

لیا تمثل کیف و کمیت ہر شئے

اگرچہ حق تعالیٰ کو بجائے خود مرتبہ علم میں مشاہدہ کائنات کے حاصل رہنے سے ایجاد خلق سے استغنا تھا اور ہے مگر خلق کو بھی مرتبہ ثبوت میں آغوش حق کے اندر مشاہدہ حق کا نشہ تھا بلکہ ظہور حق و خلق عین خلقت ہی گئی۔

دیکھو حضرت عمر فاروق رضؓ کیا فرماتے ہیں "کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ کاش عمر بکرا ہوتا تو اوس کو کاٹ کر کھا لیتے۔"

اسی طرح مولائے روم ارشاد فرماتے ہیں ؎

بشنو از نے چون حکایت می کند

وز جدائیہا شکایت می کند

حضرت جامیؒ بھی یہی فرماتے ہیں ؎

خداوندا ز ہستی سادہ بودیم

ز بیم نیستی آزادہ بودیم

میرے استادؒ بھی اس طرح ارشاد فرماتے ہیں ؎

بے خبر افتادہ بودم در عدم

خالی الذہن از حدوث و از قدم

فارغ از ہستی و بیم نیستی

وز خیال از کجا و کیستی

من ندانستم کہ فردا اے وجود

این بلاہا بر سرم خواہد فرود

حضرت سعدی باہے عاشقان کار شاد سنو ے

بدریا در منافع بے شمار است

وگر خواہی سلامت بر کنار است

عارف شیرازی جو دار اقتضائے عرفان کے صدر ہیں ارشاد فرماتے ہیں سیر دریائے ہستی مین بے شمار فوائد ہین یعنے کمال روحانی ولایت ونبوت وشاہی وگدائی وغیرہ سب کے سب اس ہستی پر موقوف ہین یعنے بغیر اس کے کوئی مرتبہ حاصل نہیں ہوتا نہ خیر کا نہ شر کا مگر اس مین خطرے اور آفات بہت ہین ۔ مراجعت کے بعد پرسش کے جوابات ادا کرتا نہایت مشکل ہے کہ اس بحر ہستی کے

سفر سے کیا کیا تبرکات لائے ہیں وغیرہ لہذا سلامتی کنارہ پر ہی ہے یعنے نیستی مین ؏ نے غم دزد نے غم کالا ۔
نے غم و اندیشہ سود وزیان ؎ نے خیال این فلان وآن فلان

ابتدا مین اس مسئلہ کے سمجھنے مین نہایت پریشان کن شبہات سد راہ ہوتے ہین مگر اس علم کے جاننے والون کی خدمت مین حسن ظن و عقیدت سے حاضر ہونے اور مداومت استماع ارشادات ان حضرات کے چند روز مین یہ مسئلہ ذہن نشین ہو جاتا ہے ۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اس مین کچھ بھی اشکال نہین ۔ بڑا اگر اور سب مشکلات کا مشکل کشا مسئلہ وہ ذات حق و خلق اور یک وجود حق کو ضبط کر لینا ہے۔ اس کے بعد یک دیدن سکا مراقبہ نظری (مین نہین ہون حق موجود ہے) جاننے کی

کوشش کرنا جس شئے پر نظر پڑے صورت شئے سے ذہول اور
اس کے پیچھے پر نظر کرتا رہے کہ یہ اپنی شکل نمودار شدہ)
ہر شئے کا ہے بنا وجود حق ہے۔ جس سے اس شئے کی نمود ہے
ابتدا میں صورت شئے کو رہنمائے حق بنائے۔ چند روز میں اگر
فضل خدا شامل حال ہوا تو حجاب صورت بقدر استعداد مرتفع
ہوتا جائے گا۔ اور ہر شئے میں ہستی حق کی گردشی کا احساس و جداناً
اور کشفاً بڑھتا جائے گا۔ جہاںتک سالک کا حصہ ہے اور ایک
خاص قسم کا سکر ایذر غنا و قلبی اپنا اثر بین دکھائیگا۔ دوست
دشمن کا تفاوت اوٹھ جائیگا۔ صلح کل کی شان اپنا رنگ جمائیگی
خلاء و ملاء میں ایک حالت رہے گی۔ اگر چاہے بھی تو گناہ سرزد
نہوگا جیسا سیدنا یوسفؑ کے حق میں لولا ان راٰ

بُرْهَانَ رَبِّهِ سے وہی ادب نبوت کی شرم وحیا مراد ہے
نہ یہ کہ سیدنا یعقوب کی شبیہہ دکھلائی گئی تھی جیسا کہ مفسرون کا
بیان ہے خدا کے دیکھنے والون کو آدمی کی صورت سے شرمایا
نہین جاتا۔ ادب حق اوس کا ہر وقت رفیق ہے۔ پہر چشم نبوت
کی حیا کا کیا کہنا۔ ادنے غفلت اس مرتبہ مین گناہ اکبر ہے چہ
جائیکہ گناہ کبیرہ مین ملوث ہونے کا قصد کرنا۔ حسن بصری رح
کے پاس کوئی شخص مرید ہونے کے واسطے آیا آپ نے فرمایا
میان کیون مصیبت مین پڑتے ہو تم اب اس مرتبہ مین ہو کہ
جب تک گناہ تم سے سرزد نہو تب تک لکھا نہین جاتا ہمارے
پاس گناہ کا خطرہ بھی لکھا جاتا ہے۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ
اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ کو جو لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا سے منسوخ بتلاتے ہیں ایسا نہیں کہ قرآن مجید ہر سر آدمیوں کے لئے ہدایت ہے خواص کے لئے بھی وہی حکم ہے قرب الٰہی کی طرف جوں جوں قدم بڑھتا ہے ادب اور قیود حضوری اوسی قدر مزید ہوتا جاتا ہے۔ بہرحال اس مراقبہ میں ادب کہاں تک بڑھتا ہے اور زبان الحمدللہ کہاں تک کہتی ہے سالک کو خود محسوس ہوگا۔ اس مقام میں یہ لوگ کبھی عینیت کے غلبہ میں انا الحق کا نعرہ لگاتے ہیں (وجوداً) اور جب غیریت غالب ہوتی ہے تو انا العبد کہتے ہیں حضرت خواجہ بندہ نوازؒ فرماتے ہیں۔

ما ہیچ نہیم جملہ مائیم ⁂ گہ چون مگسیم گہ ہمائیم
سلطان حقیقتیم لیکن ⁂ در کسوت آب و گل گدائیم

اس میں عینیت کا بھی اظہار ہے اور غیریت کا بھی۔
ما ہیچ نئیم ہگیسیم۔ گدائیم۔ غیریت ذاتی کا بیان ہے۔ جملہ ایم۔
ہمائیم۔ سلطان (وجوداً) حقیقی عینیت کے روسے۔

حضور اقدس کا اسلام کے ارکان بیان فرمانے کے بعد احسان کی تعریف میں کانک تراہ فرمانا طریقت او حقیقت کا سبق دینا ہے۔ عبادت رب بغیر کانک تراہ کے عبادت شریعت ہے جو مسقط فرض ہے۔ عالم محجوب اور جاہل دونوں اس عبادت میں یکساں ہیں عالم کو اگر فضیلت ہے تو صرف علم کی ہے اور عبادت رب کانک تراہ کو لے کر عبادت اہل طریقت و حقیقت ہے جس کا نام احسان یا مشاہدہ ہے۔ اکابر سلف شریعت و طریقت دونوں کے جامع ہوتے

تھے بعد میں بتدریج تفریق ہوتی گئی علمائے طریقت اور شریعت
جس قدر شرعی خدمات سے مشرف ہونے لگے احسان سے ان کو
اوسی قدر بے بہرگی بڑہتی گئی۔ اور جو لوگ یاد خدا میں لگ گئے
انہیں علوم شرعیہ سے غفلت ہونے لگی۔ اس وقت تلبیس
ابلیس کو اچھا موقعہ ملگیا ہر دو فریق کو اپنی وحی کا تختہ مشق
بنالیا۔ وہاں علماء کو احسان فراموش ہوئی یہاں جہال فقراء
العلم حجاب الاکبر کے نعرے مارنے لگے اور اتحادی ہمہ
اوست کی گیت گانے لگے۔ وہاں غیریت کا شرک پھیلا
یہاں عینیت کے اتحاد کی وبا پھوٹ پڑی اور عالمگیر ہوگئی۔
علماء اہل طریقت کو زندیق کہنے لگے فقراء اہل علم کو دوئی کے
قائل ہونے کی وجہ سے مشرک بنانے لگے۔ زمانہ ساتھ ساتھ

ایسے نفوس کو بھی پیدا کرتا رہا۔ جو شریعت اور طریقت دونوں

کے جامع رہے۔ یہ حضرات علمائے ربانیین کے نام سے موسوم

ہوئے۔ چونکہ یہہ اچھے لوگ تھے اور اچھوں کی تعداد ہمیشہ کم

رہی ہے۔ حق سبحانہ سب سے اچھا ہے اس لئے وہ ایک

فرد ہے۔

حاصل یہ ہے کہ طریقت جان شریعت ہے اور شریعت

جسم طریقت جسم بے جان چیونٹیوں کی خوراک ہے اور جان

بے جسم معطل محض ہے۔ اب تک حقیقت یعنے یک دانستن

اور معرفت یعنے یک دیدن کا بیان تھا اوس کے بعد یک

شدن یعنے مرتبہ قرب ہے۔ جو حال بلا علم کا مرتبہ ہے اور

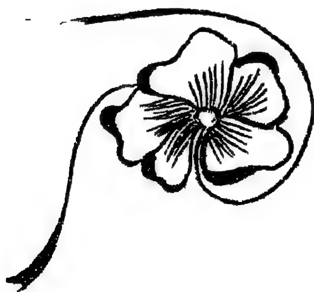
ناپائیدار حالت ہے۔ حضور انور اس کے متعلق لِي مَعَ اللهِ

وقت فرماتے ہین اس حالت کو دوام نہیں ۔ اولیاء کا کیا کہنا ہے سکر: انمی جو بعض اہل جذب کو ہوتا ہے یہ ضرور نہیں کہ وہ تنزیہ صرف مین ہے سالک کو عالم شہادت سے لے کر ہر قدم پہ عجائبات کا مطالعہ ہے اور ہر قدم پر سکر ممکن ہے یہ ضرور نہیں کہ مرتبہ تنزیہ صرف میں جا کر سکر اور لاعلمی ہو۔ یون تو ہر مرتبہ مین شریعت سے لے کر طریقت معرفت ہر مرتبہ مین قرب میسر ہے اپنے حصہ کے موافق مگر قرب مرتبہ تنزیہ جو بغیر صفات اسماء کے تجلیات کے اور بغیر اعتبارات و تعینات کے تنزیہ محض یعنی تجلی ذاتی کے قرب سے مشرف ہونا۔ اوس کو شیخ اکبر رض بوجہ لزوم تعطل ذات جائز نہیں سمجھے اور شیخ مجددؒ اس کو خاصہ ذات اقدس خاتم الانبیا صلعم فرماتے ہیں۔ اور تنزیہ اتباع آقائے نامدار

غلامان حضور اقدس کو بھی تابعیت اور غلامی کی حیثیت سے جواز کی امید دلاتے ہین ۔ اور فرماتے ہین کہ غلام اپنی آقا کی معیت مین وہان تک جا سکتا ہے ۔ جہاں دوسرے سردار نہیں جا سکتے ۔ مگر غلام غلام ہی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اولیاے محمدی دوسرے انبیا سے فوقیت رکھتے ہین ۔ غلام کی فضیلت مین وجہ نبوت کے مرتبہ سے نکر نہیں کھا سکتی ۔ چونکہ آپ ہیت تنزیہی کو جائز رکھتے ہین ۔ اس لئے مجددی طریقہ مین کمالات نبوت کے مراقبہ مین تنزیہ صرف کا مراقبہ کیا جاتا ہے ۔

اصل مین یہ حضرات فیضان الہی کے دریائے بسیط کے مد وجزر مین ہین ۔ مد کی صورت مین پانی اوپر کھنچ گیا گویا خشکی مین رہ گئے ۔ اس حالت کا علم ہوتا ہے اس کا بیان بھی

صاف ہوتا ہے۔ پھر ایک دم سے جزر ہوا گویا پانی اون کے
اوپر سے پھر گیا۔ اس وقت ہوش و حواس علم عقل سب فنا
اسی حالت کا نام فنائے تامہ ہے اس غرقابی کے کیا احوال
بول سکتے ہیں۔ کوئی عدم ہی عدم پکارتا ہے اور سچ کہتا ہے کوئی
وجود ہی وجود کا راگ گاتا ہے اور سچا راگ گاتا ہے۔ صرف تعبیر
بیان کا اختلاف ہے ؎ ؎ ؎



وقت آنست که دل واقف اسرار شود — جای آنست که دل طالب دیدار شود

گنج مخفی چو به بازار ظهور آمده است — عارف آن به که ز خلوت سوی بازار شود

هیچ دانی ز چه زد خیمه به صحرای ظهور — تا رخش ز آینهٔ کون نمودار شود

وه چه دانم که درین واقعه سرگردانم — چه عجب گر جگرم ریش و دل افگار شود

خلق گر بهر ظهورند چرا محجوب اند — هیچ دیدی که تحجب موجب اظهار شود

چون حجابش همه آخر ز میان برخیزم — تا همه دیده و بیننده و دیدار شود

او در آئینهٔ من چهرهٔ خود می‌بیند — خود بدین واسطه مطلوب و طلبگار شود

حاصل آنست که این مسئله بیجا هیچ است — ورنه این مشکل اگر است بگفتار شود

او چو خود عارف خود آمد و ما محرومیم — بس نهان از که بود بر که پدیدار شود

قدر جوهر نشناسد مگر آن جوهری — که صدف بشکند و خود در شهوار شود

پردهٔ آتش گل از روی دل و جان بردار — تا همه ظلمت هستی تو انوار شود

نیست اغیار کہ آئینہ یار اند ہمہ | تو ز آئینہ رخش بین کہ ہوشیار شود
ہر کہ در بزم لقا جام لقا نوش کند | دست در حبل انا الحق زدہ بردار شود
عکس رخسارہ ساقی چو فتد بر رخ جام | رو بہ میخانہ کن زاہد و خمار شود
این ہمہ رازاست کہ از پردہ برون می آمد | تا دل بے خبران واقف اسرار شود
چون بہ پرسیدن بیمار خود آئی سحرے | تندرستان ہمہ زین واقعہ بیمار شود
ہر کہ چون نقطہ نہد یکقدم از خود بیرون | اندرین دائرہ سرگشتہ چو پرکار شود
این ہمہ بادہ کہ بر جان معین بیمودی | دل سرمستش ازان نیست کہ ہشیار شود

آستین بر رو کشیدہ ہمچو مکار آمدی
باخودی خود در تماشا سوئے بازار آمدی
در بہاران گل شدی در صحن گلزار آمدی

بعد ازان بلبل شدی با نالہ و زار آمدی

خویشتن را جلوہ کردی اندرین آئینہ ہا

آئینہ آمیش نہادی خود بہ اظہار آمدی

شور منصور از کجا و دار منصور از کجا

خود زدی بانگ انالحق بر سر دار آمدی

گفت قدوسی فقیری در فنا و در بقا

خود بہ خود آزاد بودی خود گرفتار آمدی



ہندسہ الہیہ

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ

(۱) نقطہ وہ ہے جس کے اجزا نہ ہو سکیں یعنے اس کی کچھ مقدار نہو اور کیفیت و کمیت سے پاک ہو۔
مقدار اوسے کہتے ہیں جو کم و بیش ہو سکے پس وہ نقطہ ہے جو مقدار سے منزہ و مبرا ہو نہ کبھی کم ہو نہ بیش۔ الآن کما کان۔

(۲) ظہور نقطہ یعنے اول ما خلق اللہ نوری یہ نزول اول ہے

(۳) کثرت نقطہ یعنے انا من نور اللہ وکل شیء من نوری۔ یہ نزول ثانی ہے۔

(۴) خط مستقیم یعنے توحید۔

(۵) سطح مستوی یعنے عالم ارواح۔

(۶) زاویہ یعنے مذہب۔

(۷) زاویہ قائمہ یعنے اسلام۔

(۸) عمود یعنے پیغمبر۔

(۹) خطوط متوازی یعنے ازل و ابد۔

(۱۰) شکل یعنے عالم مثال۔

(۱۱) جسم یعنے عالم شہود۔

(۱۲) دائرہ یعنے عالم کون۔

(۱۳) مرکز یعنے وہی نقطہ - کلُّ شیئٍ یرجع الیٰ اصلہ۔

(۱۴) محیط دائرہ یعنے وہی نقطہ جبکہ اپنے اوپر آپ گردش میں آیا واللہ علیٰ کل شیئٍ محیط۔

"عمہ"
اُصول موضو

(۱) اختیار ہے کہ ذات صفات میں ظہور کرے (۲) کن فیکون۔

(۳) اختیار ہے کہ صفات اسمائیہ آثار میں جلوہ گر ہوں۔

"فقرہ"
ُعلوم متعار

(۱) ھو اللہ احد یعنے موجود اصلی ایک سے زیادہ نہیں۔

(۲) اللہ الصمد یعنے موجود اصلی کسی کا محتاج نہیں۔

(۳) لم یلد ولم یولد یعنے نہ تو اوس کی اولاد نہ وہ کسی کی اولاد۔

(۴) ولم یکن لہٗ کفواً احد یعنے نہ اوس کا کوئی شریک

(۵) لیس کمثلہٖ شیٔ یعنے کوئی شئے اوس کے مانند نہیں۔

(۶) ھو الاول ھو الآخر ھو الظاہر ھو الباطن۔

"شکل"

ثابت کرو کہ "الوجود واحدٌ غیرہٗ لیس بموجود۔

فرض کرو کہ احمد غیر ہے مطلوب یہ ہے کہ احمد موجود اصلی نہیں بحکم

(۱) اصول موضوعہ کے ذات کو متصف بہ صفت خالق سمجھو بحکم

(۲) اصول موضوعہ کے مخلوق کو مظہر اسم خالق سمجھو۔ اب احمد چونکہ مخلوق ہے لہذا مظہر اسم خالق ہے اور چونکہ خالق اسم صفت ہے اور صفت میں ذات نے ظہور کیا ہے لہذا خالق وہی ذات ہے اور پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ احمد مظہر اسم خالق ہے اس لئے احمد بھی مظہر ذات ہے۔ یعنے وجود احمد عین وجود ذات ہے اور بحکم (۱) علوم متعارفہ ذات ایک سے زیادہ نہیں پس ثابت ہوا کہ الوجود واحد یعنے احمد جس کو غیر فرض کیا گیا تھا موجود نہیں بلکہ وہی ذات موجود اصلی ہے جو بالضرور واحد ہے پس معلوم ہوا کہ وجود غیر باطل ہے۔ فھو المطلوب

معطلہ کہتے ہیں کہ عالم کا کوئی خالق (صانع) نہیں۔

فلاسفہ کہتے ہیں کہ ہے مگر اوس کا نام اور صفت نہیں۔

ثنویہ کا مذہب یہ ہے کہ شریک رکھتا ہے۔

مشبہ کا اعتقاد ہے کہ خلق کے مثل ہے۔

یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ اوس کی بیوی اور لڑکے ہیں۔

معتقد مغان یہ ہے کہ کفو او رہمسر رکھتا ہے۔

جب بندۂ مومن نے کہا کہ "ھو" تو معطلہ کے عقیدہ سے بیزار ہوا۔ جب کہا "اللہ" تو فلاسفہ کے قول سے مبرا ہوا جب کہا "احدٌ" تو ثنویہ کی روش سے برات حاصل کی۔ جب زبان پر لایا "اللہ الصمد" تو مشبہ کے مذہب سے دور ہوا جب پڑھا "لم یلد ولم یولد" تو یہود و نصاریٰ سے بیزاری کی

جب وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ بولا تو معتقد معانی سے تبرا کیا
جو ہر ھو کو پہچانا وہ والہ یعنے عاشق ہے اور جو اللہ کو جانا
وہ عالم ہے جو احد کو دریافت کرے وہ محب ہے جو صمد کو
پہچانے وہ عارف ہے۔ جو لم یلد ولم یولد کا اعتقاد کرے
وہ عاقل ہے اور جو کوئی ولم یکن لہ کفوًا احد کی تصدیق
کرے وہ مومن ہے اور جو کوئی ان سب معانی کو جمع کرے وہ
موحد خالص ہے۔

صاحب اسرار کلمہ ھو سے حصہ لیتے ہیں۔
صاحب ارواح کلمۂ اللہ سے راحت پاتے ہیں۔
صاحب دل نور احد سے محظوظ رہتے ہیں۔
صاحب عقل اللہ الصمد کے بھید سے تصیبہ پاتے ہیں۔

صاحب نفس لم یلد و لم یولد کو سمجھنے سے نفع اٹھاتے ہیں۔
صاحب شخص و لم یکن له کفواً احد سے مراد کو پہونچتے ہیں۔

چو بشنوی سخن اہل حق مگو کہ خطاست
سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

خلاصہ
از حضرت پیر و مرشد قبلہ

گر تصوف خلاف شرع نبی است — محض الحاد و کفر و بی ادبی است
ذات باطن بسوی علم آمد — این تعین ز روی علم آمد
ہر کہ کردہ عقود عرفان حل — گفت این را تعین اول
نام این مرتبہ بود بے عد — وحدت و ہم حقیقت احمد
پیش آن کس کہ می ندارد شک — در حقیقت وجود باشد یک

زلغت گر وجود تام بود ‌ ‌ معنی اش بود ای همام بود
معنی مصدری نخواهد بود ‌ ‌ بلکه موجود هست عین وجود
هم بجود بود لا ست نے از غیر ‌ ‌ ور ز غیر است لیس فیها غیر
بلکه در خارج است او موجود ‌ ‌ از وجود جدا است این مقصود
پیر سی) از من وجود و ذات اگر ‌ ‌ نیست این هر دو غیر یکدیگر
چون ترادف کنی قیاس آنرا ‌ ‌ دو بود لفظ یک بود معنی
یک وجود است هم یکے موجود ‌ ‌ آن یکے هست و بود خواهد بود
جز یکے دیگرے عدم باشد ‌ ‌ وحدت ذات را قدم باشد
غیر حق را وجود دیگر نیست ‌ ‌ تنذ این وحدتش مکرر نیست
جز یکے نیست گرچه شمس و لوز ‌ ‌ لیک حفظ مراتب است ضرو
گر همه اوست گوئی بے بنیاد ‌ ‌ ملحد انرا توی شود الحاد

قال عارف همه از دست بود ‌ ‌ ‌ ‌ ورنه بی مغز جمله پوست بود

حال عارف روا بود همه اوست ‌ ‌ ‌ ‌ زانکه او نفی غیر کرد ای دوست

هردو این قول عارفان خداست ‌ ‌ ‌ ‌ غیر این وحدة الوجود کجاست

حاصل این همه ازین تمهید ‌ ‌ ‌ ‌ نیست موجود نور بی خورشید

گرچه از بهر نام دو باشد ‌ ‌ ‌ ‌ یک بدان هر دو را که او باشد

گر کسی هستی دگر گوید ‌ ‌ ‌ ‌ راه گم کرده شرک می جوید

هر که ظل و مظل جدا داند ‌ ‌ ‌ ‌ هر دو را هستی جدا داند

نیست در ظل و ذی ظل ای عاقل ‌ ‌ ‌ ‌ غیریت عینیت بهم حاصل

آن یکی غیریت لحاظ کند ‌ ‌ ‌ ‌ وین دگر عینیت لحاظ کند

گفت آن وحدة الوجود بجاست ‌ ‌ ‌ ‌ گفت این وحدة الشهود رواست

جامعیت ترا اگر باشد ‌ ‌ ‌ ‌ هر دو نسبت درست ترا باشد

بہ کہ قائل شوی بہ غیریت | محو باشی بوجہ عینیت
غیریت را بہ پیش بر داری | خطرۂ عینیت نگہداری
این دو نسبت درست حق باشد | مذہب جملہ ما سبق باشد
گفت گر عین محض و غیر نہ گفت | ملحد است و کلام خیر نہ گفت
ہمچنان غیر محض گر گوید | مرد نادان ولے خبر گوید
با خدا باش از ہمہ بگسل | جز خدا را مدہ بجانہ دل
بند خاطر شنو تو اے احمد | دل خود را اگما ربر احمد

رباعی

گر نبودے ذات حق اندر وجود ؞ بوالبشر را کے ملک کردی سجود
چوں محمد پاک بود از نار و دود ؞ ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود

شاہا ز کرم بر من درویش نگر | بر حال من خستہ دل ریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو | بر من منگر بر کرم خویش نگر

غزل

خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رح

بیکارم و باکار ہم چون مد بحساب اندر
گویا تم و خاموشم چون خط بہ کتاب اندر
گر شادم و گہ غمگین از حال خودم غافل
می گریم و می خندم چون طفل بخواب اندر
ای زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی

او درتن و من در وے چون بو بگلاب اندر

دریا رود از چشم لب تر نشود هرگز

این طرفه تماشه بین تشنه است بآب اندر

در سینه نصیر الدین جز عشق نمی گنجد

این طرفه عجائب بین دریا بحباب اندر

غزل

مولانا روم رح

نه من بیهوده گرد کوچه و بازار می گردم

مذاق عاشقی دارم پئے دیدار می گردم

خدارا رحم کن بر من پریشان وار می گردم

خطا کارم گنہ گارم بحال زار می گردم
شراب شوق می نوشم بگرد یار می گردم
سخن مستانہ می گویم ولے ہشیار می گردم
ہزاران غوطہ ہا خوردم درین دریائے بے پایاں
برائے گوہر معنی بدریا خوار می گردم
بیا شاہا عنایت کن بہ مولانای رومی را
غلام شمس تبریزیم قلندر وار می گردم

جیتے جی مرکر ہوا ہوں زندۂ جاوید میں
وہ کہے حق کون ہے میں نے کہا ہے میرا نام

انتظاری مردہ دل یکے چنین صدائے صوکی
وہ کہتے ہیں قیب بکی اچھا یا اونکو دور کی

بار دیگر ما به قصه آمدیم ‌ | ‌ ما ازین قصه برون خود کے شدیم
گر به جهل آییم آن زندان اوست ‌ | ‌ ور به علم آییم آن ایوان اوست
گر به خواب آییم مستان وئیم ‌ | ‌ ور به بیداری بدستان وئیم
ور بگرییم ابر پر زرق وئیم ‌ | ‌ ور بخندیم آن زمان برق وئیم
ور به خشم و جنگ عکس قهر اوست ‌ | ‌ ور بصلح و عذر عکس مهر اوست
ماکه ایم اندر جهان پیچ پیچ ‌ | ‌ چون الف او خود چه دارد هیچ هیچ
چون الف گر تو مجرد می شوی ‌ | ‌ اندرین ره مرد مفرد می شوی
جهد کن تا ترک غیر حق کنی ‌ | ‌ دل ازین دنیائے فانی بر کنی

مارا نه مرید ورد خوان می باید ‌ | ‌ نے زاهد و حافظ قرآن می باید
صاحب دلے سوخته جانے می باید ‌ | ‌ آتش زده به خانمان می باید

عقل گوید دنیا و عقبیٰ بجو | عشق می گوید بجز مولیٰ مجو

عقل می گوید کہ خود را پیش کن | عشق می گوید کہ ترک خویش کن

مرد عاشق را نباشد علتے | عاشقان را مذہبے نے ملتے

مذہب عشق از ہمہ دینہا جداست | عاشقان را مذہب و ملت خداست

تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود | یک بندہ خاص حق مسلمان نشود

تا مدرسہ و منارہ ویران نشود | یک کار قلندری بسامان نشود

در عالم فقر بے نشانی اولےٰ | در قصہ عشق بے زبانی اولےٰ

زانکس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود | گفتن بطریق ترجمانی اولےٰ

گہ جانب کعبہ میدوانی ما را
گہ بردر دیر می نشانی ما را
این ہر دو صفت لازمہ ہستی ماست
آن بہ کہ ز خویش وا رہانی ما را

(۴)

اے دل مئے معشوق بکن در باقی
سالوس رہا کن و بکن زراقی
گر پیر و احدی خوری جام شراب
زان حوض کہ مرتضاش باشد ساقی

(۴)

گر عبد عروج اور ترقی حاصل
گہ ہووے خدا کے مرتبہ کو واصل
بالذات الہ ہووے حاشا کلا
بل ہووے خدا نما وہ عبد کامل

(۴)

کر غور ذرا اس مین کچھ جلوہ گری ہوگی
شیشہ نہیں یہ خالی دیکھ آتش بھری ہوگی
ساقی ترا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا
جب تجھ نے پیئے ظالم شیشہ مین بھری ہوگی

عشق میں جس کو ہوس نفس کے آرام کی ہے

عاشقی اوسکی مگر کام کی نہیں نام کی ہے

بزم وحدت میں اوسے بار کہاں جبکہ تمیز

بد کی ہے نیک کی ہے خاص کی ہے عام کی ہے

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں

یک روز چمکنے والی تھی سب شاہوں کے درباروں میں

جو فلسفیوں پر حل نہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا

وہ راز یک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی

ہم مرتبہ ہیں اصحاب نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من تصنیف حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ کہ حقیقت از آفتاب روشن تر است و جمال وحدت
از مرأت کثرت بہمہ حال در نظر۔ اے سید این رسالہ از حقیقت
تو بسوے تست اگر بچشم ہمت مطالعہ فرمائی چنان دانم کہ از
صورت بحقیقت بہ پیسی و بعد موہوم از میان برخیزد اے سید کیے
از بعد خبر مید ہد آن راہ جے بود دیگرے از قرب نشانہ گرداند
آن را نیز سبیے باشد حقیقت تو کہ بزبان این رسالہ با تو حرف
می زند بہ وحدت اطلاع دہد آنجا نہ بعد است و نہ قرب چون
وحدت طلوع فرماید بعد و قرب عین وحدت باشند۔ اے سید

هر فرقه با فرقهٔ دیگر در نزاع و جدال است مگر اهل وحدت که ایشان
با همه یکے اند اگرچه هیچ کدام به ایشان یکے نیست - اے سید اهل
وحدت از مذهب مختلفه و متضاده و مشارب متنوعه متناقضه
مشربے عذب لطیف روحانی و مذهبے عام شامل و جدانی انتزاع
نمائند و ایشان را جز این مذهبے خاص و مشربے مخصوص نیز
باشد چنانکه در گفتگو در آید و گفته شود متکلم چنین گفته و حکیم چنان
و صوفی چنان اے سید وحدت باطن کثرت است و کثرت
ظاهر وحدت و حقیقت در هر دو یکیست اے سید موجود یکیست
که بصورت کثرت موهوم می نماید - اے سید ترا از وحدت به کثرت
آورده اند و از یگانگی به دوئی وا نمودند بجهت حکمتے که او سبحانه
داند و بندگان خاص او نیز به اعلام او دانند و ترا چنان ساختند

کہ از وحدت سابقہ خبر نداری و از آن حال اثرے در تو پیدا نیست
بلکہ تمام عالم را حق سبحانہ بے خبر از وحدت بہ کثرت آوردہ
بعد ازین چندین بندگان را بے واسطہ بخود آشنا کردہ از کثرت
بوحدت بردہ و راہ وصول از کثرت بوحدت تعلیم فرمودہ باز
بکثرت فرستادہ چنانچہ ایشان از کثرت بوحدت می دیدند
و ایشان مامور شدند کہ بدیگران تعلیم این طریق نمایند ایشان
امتثال او نمودہ اعلام این طریق فرمودند و ہر کہ بر آن راہ عمل
کردہ پیروی آن جماعت نمود از کثرت بوحدت پیوست و از
دوگانگی بیگانگی رسید آن جماعت بزرگوار انبیاء و خواص
اولیا اند و آن راہ شریعت و طریقت است اے سید شریعت
عبارت از فعلے چند و ترک چند است کہ در کتب فقہی بیان

کردہ اند و طریقت عبارت از تہذیب اخلاق است یعنے
تبدیل اوصاف ذمیمہ به اوصاف حمیدہ که آن را سفر در وطن
نیز گویند و تعبیر بسلوک نیز نمایند و آن در کتب مشایخ و خصوص
در کتب امام محمد غزالی بتفصیل مذکور است و بعضے از اشغال
و آداب که مشایخ ادب آن را وضع کردہ اند داخل طریقت است
اے سید احکام شرعی که بنائے آن اثنینیت است بخاصیت
موصل بوحدت است و سر آن را خدا داند و خاصان او۔
و پس در ایصال اعمال که مربوط به کثرت بود بسوے وحدت
اشارت است به آنکه کثرت عین وحدت است لیفہم اے سید
نماز و روزہ و حج و زکواۃ و امثال آنکہ موصل بوحدت اند بخاصیت
ایصال آنها بوحدت وقتے است که خالصاً للہ مودی شوند

چنانکہ شرط کردہ اند و معنی اللہ در ینباب ہمہ کس یا ہم فہم نہ گنبد
و ہر کس را تاکدام معنی بخاطر رسد اما آنچہ طالب وحدت را
ضروریست آنست کہ تصور کند کہ نیت کردم کہ نماز گذارم
یا روزہ گیرم مثلاً برائے حقیقت خود وجود آن لیئے یافت او کہ
اوراگم کردہ ام و میجوایم کہ بہ وسیلۂ این عبادت وحدت کہ
عین اللہ است ظہور نماید لیے سید عابد اوست و معبود اوست
و عابد در مرتبہ تقید و معبود در مرتبہ اطلاق و مرتبہ تمیز در مراتب
از امور عقلیہ ست و موجود نیست الا یک حقیقت کہ ہستی صرف
است بہ فہم ۔ اے سید چون نیک بنگری اخلاق ذمیمہ کہ
رفع آنہا در طریقت واجب است ہمہ مبنی و مشعر ہستند
بیگانگی و دوئی و اخلاق حمیدہ کہ تحصیل آن لازم ہمہ مخبر و معلم

از آشنائی و یگانگی۔ پس طالب وحدت را چارہ نیست از شریعت و طریقت۔ اگر سیر اتصال در اول معلوم نباشد در ثانی اگر تامل نماید بشرط مناسبت غالباً بفہمد چنانچہ اشارتے کردیم بہ آن اے سید ایں ہمہ اذکار و اشغال و مراقبات و توجہات و طریق سلوک کہ مشائخ وضع کردہ اند از برائے رفع اثنینیت موہومہ است۔ پس بدانکہ فاصل میان وحدت کہ حق است و کثرت کہ خلق است جز خیال وہم نیست و بحقیقت وحدت است کہ بصورت کثرت می نماید و یکے است بسیار در نظر می آید چنانچہ احول یکے را دو بیند چنانچہ نکتہ جوالہ کہ بصورت دائرہ دیدہ شود۔ چنانچہ قطرۂ نازلۂ باران کہ بشکل خط بنظر در آید پس وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت یعنے عابد کہ

درکثرت است ہمان در وحدت است بذات وصفات و
افعال وآثار ۔ اے سید عارف رفیع المرتبہ فرمودہ کہ درویشی
تصحیح خیال است کہ غیر حق در دل نماند الحق خوب فرمودہ چون
حجاب جز خیال نیست رفع حجاب نیز بہ خیال باید کرد و شب
و روز در خیال وحدت باید بود ۔ اے سید اگر سیادت میخواہی
واحد شو واحد باش و واحد شدن آنست کہ از توہم دوئی
برآئی ۔ و احد بودن آنست کہ بہ وحدت و در وحدت ہمیشہ
باشی و تفرقہ خاطر و غم و اندوہ ہمہ از دوئی است چون دوئی از
نظر برود آرام و قرار میسر گردد چنانچہ تا ابد بہ ہیچ غم مبتلا نہ گردد و
و در دو جہان آسودہ گردد چہ آسودگی در عدم است ۔ اے
سید چون بہ حقیقت توحید برسی وحدت صفت تو شود دانی

کہ نسبت تو بحق بعد از سلوک ہیچ نیفزودہ است ہمان نسبت است
کہ پیش از سلوک بودہ است بلکہ نسبت تو پیش از وجود و بعد
از وجود نیز یکسیت آرے دانستے پیدا کردی و یقینے بہم رسانیدی
کہ بہ ہیچ آب و آتش زائل نہ گردد از ازل تا ابد حق موجود است
و بس و ہرگز دیگرے موجود نشدہ و تو ہم باطل اعتبارے نہ دارد
زید را بیمارے پیدا شد زید خود را عمرو دانست و از مردم اوصاف
زید شنیدہ در طلب او شد چون بعلاجہائے خوب بیماری او
دفع شد عمر بہ ہیچ جا نشد بود زید بود پس سیمرغ قصد سیمرغ نمودند
چون عین بیچارہ رسیدند خود را سیمرغ دیدند پس حق سبحانہ و تعالے
خود را بصفتہائے خود میدانست این حقیقت ہائے چیزہا است
بعد از ذات بہ آن صفتہائے خود را اظہار نمود این عالم است

این جا غیر کجاست و غیر کے موجود شد چون به حقیقت کار این دانستی معلوم تو شد که قرب و بعد و مسافت همه از توهم است کے دوری بود تا نزدیکی حاصل شود کے جدائی داشت تا پیوستگی پیدا کند در عالم اگر هزار سال فکر کنی غیر حقیقت مطلقه که عین وحدت است هیچ چیز نیابی بلکه هیچ ذاتے و هیچ صفتے و هیچ حیثیتے و هیچ وجہے چه خارجی و چه ذهنی و چه وهمی هم نه رسد که غیر او بود همه اوست و او همه است و هر چه در ادراک می آید اوست و هر چه در ادراک نمی آید هم اوست و آنچه او را وجود گویند ظهور او است و آنچه او را علم گویند بطون اوست اول اوست آخر اوست ظاهر اوست باطن اوست مطلق اوست مقید اوست کلی اوست جزئی اوست منزه اوست مشبه اوست اے سید بدانکه همه اوست

وازہمہ پاک است این اطلاق او نسبتے دیگراست غیرآن اطلاق کہ بہ آن عین ہمہ اوست درین اطلاق ہیچ کشفے وعقلے و فہمے نہ رسد یحذرکم اللہ نفسہ این جا نسبت شہود او در مراتب ظہوراست وگاہ از مراتب بیرون بوذ این شہود کالبرق الخاطف باشد ودوام مستحیل اوست حصول او و عدم و دوام او مقتضائے جامعیت انسانست کہ مظہر اتم است اے سید عارف را بالاتر ازین مقامی نیست و درین مقام فنائے کلی وانعدام صرف است واین از اقسام کلیہ قیامت است۔ اے سید این معارف درین مقام بتقریب نوشتہ شد انچہ سالکے را ضروریست ہمان فکر وحدت است کہ بالا نوشتہ ایم باید کہ شب و روز دران سعی نماید کہ کثرت موہمہ

که بعنوان غیریت در نظر می آید از نظر ساقط شده مرات وحدت شود سالک جز یکے نه بیند و جز یکے نداند و جز یکے نخواند۔ اے سید طریق ذکر آنست لا اله یعنی این همه چیزهائے که مشهود اند نیست اند به آن معنی که گم اند در وحدت ذات و مستهلک اند در روئے الا الله یعنی وحدت بصورت این چیزها ظاهر است در اشیا پس او ظاهر اشیا باشد و هم باطن اشیا جز ظاهر و باطن چیزی دیگر نیست پس اشیا نباشد بلکه حق باشد نام اشیا بر اشیا اعتباری بود که آن نیز عین حق است اے سید طریق مراقبه از کلمات سابقه بوجوه مختلفه می توان فهمید مراقبه عبارت از ملاحظه معنی وحدت است بهر وجه که توان کرد اگر ملاحظه الفاظ به تخیل آنها واسطه تعقل معانی گردد

آن را ذکر گویند الفاظ ہر چہ بود خواہ لا الٰہ الا اللہ و
خواہ لفظ اللہ تنہا و اگر بے تخیل الفاظ تعقل معانی کنند مراقبہ
و توجہ بود و وجوہ آن بسیار بود چنانچہ از کتب بزرگان معلوم توان
کرد مقصود آنست کہ معنی وحدت در دل قرار گیرد و ذکر لفظ اللہ
چنان است کہ بحقیقت قلبیہ بتوسط تصور قصد متوجہ گشتہ
ازین حیثیت پیوستہ تصور کن متوجہ گشتہ ازین جہت کہ
آن حقیقت قلبیہ مظہر حق است تخیل لفظ اللہ کنند وبردے
اطلاق نمایند اے سید اگر بخود متوجہ شوی و توانی این توجہ
را درست کردکار بآسانی صورت می گردد اے سید بدان تو
صورت و مظہر روح لست و غیر آن نیست و روح تو مظہر و صورت
حق است و غیر آن نیست و این ہر دو صورت نسبتی روحی

موہوم اند چون اللہ در خیال گوئی و بہ آن حقیقت کہ بصورت
این دو موہوم ظاہر است متوجہ گردی دانی کہ من ہمانم
امید ہست کہ شہود و شہادت وحدت در کثرت میسر گردد
و ہر چہ در نظر تو در آید باید دانی کہ صورتے دارد و روحے
دارد و حقیقتے دارد چہ صورت او ملک ناسوت است و
روح او ملکوت است و حقیقت او جبروت و لاہوت است
کہ عبارت از ذات و صفات حق است یعنے وجہ خاص بہ
آن شئے کہ عین حقیقت مطلقہ است ۔ اے سید جبروت
صفات است و لاہوت ذات است و صفات غیر ذات
نیست آرے در کشف و شہود اعتبار امتیاز کرتے روے میدہد
آن در مقام حصول تجلیات صفاتیہ و ذاتیہ است و ما در این جا

ذات وصفات را در یک مرتبہ اعتبار گردیم بحیثیت عینیت
عالم علم حق است کہ بہ تجلی ذات کہ الف اشارت بدوست
ظہور نمودہ و علم عین ذات است۔ اے سید حقیقت مطلق
ظہورات بے نہایت دارد و اما کلیات او پنج است ظہور
اول ظہور علم اجمالی ست ظہور دوم علم تفصیل ظہور سیوم ظہور نفوس
روحانیہ است ظہور چہارم ظہور مثالیہ است ظہور پنجم ظہور صور
جسمانیہ است اگر ظہور انسانی را جدا گیری ظہورات کلیہ شش
بود این ظہورات را تنزلات خمسہ یا ستہ گویند و حضرات
نیز گویند۔ اے سید انسان جامع ہمہ ظہورات است
و بیان این جامعیت بوجوہ کثرت میتوان کرد باید کہ بدانی
کہ حقیقت انسانی در ہمہ مراتب بصورت مناسب آن مرتبہ

ظہورے دارد و بہ حقائق صور آں حقیقت است و این حقیقت
بہ ہر مرتبہ مقدم است بر ہمہ حقائق اگرچہ بہ ظہور پایانے از ہمہ افتادہ
اے سید در سورہ فاتحہ کہ اول قرآن مجید است الحمد للہ واقع
شدہ و معنے او آنست کہ جنس حامدیہ و محمودیہ مخصوص اوست
یعنے حامد اوست و محمود اوست بہر حال و بہر صفت بہر جا و بہر صورت
غیر او حامدے و محمودے نیست۔ اے سید در سورہ بقرآلمٓ
واقع شدہ الف اشارۃ است باحدیت کہ الف اول است
و لام اشارۃ است بہ علم کہ لام وسط است و میم اشارۃ است
بعالم کہ میم آخر اوست یعنے احدیت صورت علم گرفت و علم صورت
عالم۔ اے سید انچہ ترا ضرورت است تفصیل معنی وحدت
است و پیوستہ دران مراقبہ بودن و بہ تفصیل این معارف

را رسیدن در اول امر ہیچ درکار نیست چون بعنایت الہی
معنی وحدت در دل نشیند وخیال دوئی مرتفع گردد ترا صفائی
رو خواہد داد کہ ہمہ علوم وحقائق بر تو کشف خواہد شد و خفیہ
نخواہد ماند تا کثرت از نظر نہ رفتہ توہم دوئی باقیست علوم صحیحہ
مشکل کہ رو نماید چند روز ریاضتے بر خود باید گرفت و انفاس
را مصروف این اندیشہ باید ساخت تا خیال باطل از دل
بدر رود و خیال حق در آید و بجائے آن بہ نشیند اے سید تا
این خیال در تو قرار نہ گرفتہ وظاہر و باطن ترا فرو نہ گرفتہ
بہ ہیچ چیز توجہ نباید شد چون این خیال قرار گرفت و تفرقہ
ہوائی بر طرف شد ہیچ چیز ترا مزاحم نخواہد شد چہ موہوم باطل
موجود حق را مزاحم نمی تواند شد نسبت حق بعالم چون نسبت

آب بہ برقست بلکہ نزدیک تراز آن باید دانست یا چون
نسبت طلا بہ زیورہا کہ از وراست کنند و چون نسبت گل
بظروفہا کہ از گل ساختہ وا اینہا ہمہ یکسیت اے سید رابطہ
میان عالم و میان حق ہم کلمہ من ہست چہ عالم از وناشی
است وباوے۔ وہم کلمہ الیٰ چہ عالم بسوے اوراجع است
واین صدور ورجوع ہمہ در ازل وابد است وہم در جمیع
آنات زمانی چہ در ہر آن عالم بہ حقیقت رود واز حقیقت
برآید چون موج از دریا وہم کلمہ فی است چہ عالم در حق
است و حق در عالم کہ بوجھے او مظہر است وبوجھے این مظہر
است وہم کلمہ مع چہ معیت ذاتی وصفاتی وفعلی متحقق است
بے شبہہ وہم کلمہ ھو است چہ عالم عین حق است وحق

عین عالم و ہم کلمہ لیس چہ بوجہے عالم عالم است و حق حق
نہ عالم حق است و نہ حق عالم اے سید حق بوجہے از ہمہ
روابط منزہ است و میان حق و عالم رابطہ نیست این اعتبار
را لاتعین گویند۔ اے سید ہر کہ حق را بدین وجہ شناسد
حق بوجہے ممکن شناختہ باشد اے سید اول سالک را با اسم
ظاہر متوجہ باید شد و بہ یقین باید دانست کہ پیدا اوست بہ
ہمہ صور و معانی و ہیچ صورتی و ہیچ معانی نیست کہ جز او بود
و این معانی را مکرر نوشتہ ایم و بجہت تاکید باز نویسیم مقصود
این است کہ فکر وحدت لازم خود باید داشت و خود را درین
فکر گم باید کرد و چون درین فکر استغراق حاصل شود از اسم
الباطن نیز بہرہ مندی خواہد یافت اے سید اگر سالہا عبادت

وطاعت واذکار واشغال اشتغال نمائی واز وحدت غافل باشی از اصل محرومی اگرچہ احوال وکیفیات غریبہ رونماید وانوار وواقعات جلوہ گر گردد اے سید حالے کہ تو آن را وصل توہم کنی وثمرہ آن حال علم وحدت نباشد بحقیقت آن وصل نیست انچہ ظاہر شدہ درہمہ وعین ہمہ مرتبہ است از مراتب ظہور نہ مقصود حقیقی کہ مطلق است وظاہر درہمہ وعین یا چیزے ظاہر می شود کہ بوجھے از وجود اشیا مغایرت دارد آن تنزل مقصود نیست ہرگاہ حقیقت معاملہ چنین باشد اول ترا مراقبہ مطلق ضرور نیست تا مسافت نماند اے سید تفرقہ وجدائی تا زمانے است کہ ہمہ را یکے نمی دانی ونمی بینی چون ہمہ را یکے دیدی از تفرقہ ودوئی خلاص شدی وصل عریان

میسر شد۔ اے سید چون ہمہ را دیدی ہمہ نماند بلکہ یکے ماند
پس اے سید میان تو و مقصود راہے نیست و راہے کہ
ہست ہمین است کہ تو او را جدا از خود و غیر خود میدانی چون
دانستی کہ تو نیستی اوست پس راہ نماند و آشنا دی و معرفت
نفس و معرفت حق و فنائے مطلق و وصل و کمال قرب اینجا
حاصل شد و کار تمام گشت ۔ اے سید چون بہ این مقام
رسیدی کہ خود را ندیدی و او را دیدی آسودی دنیا و آخرت
در حق تو یکے شد و فنا و بقا و خیر و شر و کفر و اسلام و موت
و حیات و طاعت و معصیت عقب ماند بساط زمان و مکان
در نوردیدہ شد۔ اے سید چون تو نماندی ہیچ چیز نماند
و ہمہ چیز با بود اندیشہ تو وابستہ است اے سید بدانکہ ہمہ

چیز در تست و ہیچ چیز بیرون از تو وجودے ندارد و چون خود را
از ہمہ چیز خالی کردی ہیچ چیز نماند۔ اسے سید ترا وجودے
جز در حق نیست و ہمہ چیزہا در تو موجود اند چون خود را بحق
بردی و دران دریائے بیکران انداختی یعنے بہ این صفتہا آگاہ
شدی ہمہ چیزہا با تو دران دریا گم شد اگر نیک درنگری
بدانی کہ انانیت کہ از تو سر می زند از تو نیست تو این جسم و روح
نیستی در تمام عالم یک اناگوے است کہ انانیت او از ہمہ جا
جلوہ گر است اے سید علامت وصول مطلقہ آنست کہ انانیت
کہ از تو سر می زند بر ہمہ چیز اطلاق یابد بے تکلف ہمہ چیزہا را انا
توانی گفت اینجا معلوم شد کہ حجاب جز تعین انانیت نیست
اے سید یکذات است کہ تمام عالم صفت اوست قایم باد

و آن ذات به این صفت ظاهر و پیداست همان ذاتست
که قدرت خود و قدرتهاست همان ذاتست که ارادت خود و
ارادتهاست همان ذات است که سمع خود و سمعها و بصر خود
و بصرها و حیات خود و حیاتها و فعل خود و فعلها و کلام خود و کلامهاست
و علی هذا القیاس و همان ذاتست که هستی خود و هستی هاست هرچه
بعالم ظهور آمده در ذات پوشیده بود ذات بصورت او در
علم خود اولا و در عین خود ثانیاً جلوه فرمود ذات رنگ او گرفت
و او رنگ ذات و آنچه پوشیده بود در ذات ها قطع ذاتها بود
و همان ذاتست که اول علم خود شد و دیگر بار بصورت علمهای
جهان شد و همان ذاتست که عین ذات بود که غیرش
نبود پس آن ذات خود بخود معاملت کرد و عاشقی ورزید و

بندگی و خدائی درمیان آورده کارخانهٔ ازلی و ابدی برپا کرده اے سید تو خود را چنان خیال کن که هنوز آنجائی که در اول بودی تا از او شوی و دیگر روی تفرقه و غم و بلا نه بینی اے سید روح تو او است که باو زنده و دل تو او است که به او دانائی و بصر تو او است که باو بینی و سمع تو او است که باوے شنوی و دست او است که باو می گیری و پاے تو او است که باوے میروی اے سید هر جز و عضو تو از جز و اعضاے ظاهر و باطن تو او است که به او همه توئی او و توئی دمی هر صفت او است و دیگر درمیان نیست اے سید توحید صفت واحد است نه من و تو اگر او من و تو با شرک است نه توحید اے سید چون تو رفتی فنا است و چون او درمیان آمد بقا است اے سید سلوک سعی تست در رفع

اثنینیت و جذبہ رفتن نیست بوحدت اے سید سلوک وجذبہ
وفنا وبقا اسم ولایت متحقق است باہمہ اشیا تیاز مندی
کن کہ عین مطلوب تواند با دشمن دوستی ورزکہ او نیز مقصود تست
وباخود نیز بہ نظر محبت باشی کہ عین محبوبی اے سید انتہا در
سلوک ضرور است اے سید بد ونیک را در دریائے وحدت
انداز تا آشنائے حقیقت شوی اے سید سخن وحدت
را اگر بسیار گویم اندک است واگر اندک گویم بسیار است
بدایت این معرفت در نہایت مندرج است ونہایت
او در بدایت مندمج نہ او را بدایت است ونہ نہایت تاچند
گویم وچند نویسم نہ من گویم ونہ من می نویسم حقیقت خود بخود
در گفتگو ست اے سید چون در خواب شوی نیت کن کہ بجانم

بطون می روم در جوع به حقیقت خود می کنم چون بیدار
شوی بدانکه بعالم ظهور آمدم و از بطون به ظهور تنزل نمودم
و باید که سحر بر خیزی و استغفار کنی و نماز تهجد گذاری و سوره یٰسین
اگر یاد داشته باشی در نماز بخوانی که مختار حوائجهاے دین
و دنیاوی ماست بعد از ان در تفکر وحدت مشغول باش تا
نماز صبح برسد چون از نماز فارغ شوی تا آفتاب بر آمدن
خواه نخواه مستقبل قبله بمراقبه وحدت باید بود چون آفتاب طلوع
کند چهار رکعت بدو سلام گذارد و سوره یٰسین یکبار بخواند اگر
در چهار رکعت می توانی خواند بهتر و همچنین بعد از نماز اگر توانی
سوره یٰسین یکبار بخوان که فوائد بسیار دارد. و اما در وقت خواندن
نماز و قرآن مجید فکر وحدت از دست ندهد و بداند که خود عبادت

می کند و خود کلام خود می خواند لا بد ضرورۃ بگوئی کہ اے حقیقت
سن مرا بخود کشش و مرا از سن بہوش وا زدوئی بیزار اے
سید بر سالک ہمہ آداب طریقت ضروریست تفصیل آن آداب
درین رسالہ کفایت ندارد از اختصار ے کہ مطلوب است
اما آنچہ اینجا می توان نوشت این است کہ خواب کمتر کند
و چون ضرورت غالب شود بہ این اندیشہ کہ نوشتم بخواب
کم کند و طعام و شراب اندکے باشد در شبان روز یکبار بود
اگر صائم بود بہتر و باید کہ از پریشانی لقمہ احتراز کند کہ اسباب
دوئی و بیگانگی و وہم باطل و ہرچہ در شرع منع است و ہرچہ
در طریقت بد است ہمہ این چنین است تا ہمہ یاد دارد کہ
ضروریست اے سید باید کہ سخن کمتر کنی و در خلوت و در صحرا تنہا

مراقبہ و ملاحظہ وحدت کردہ باشی اے سید سخن کردن دل را
خبث آرد و تفرقہ بازدہد و ترا از کسب وحدت و یگانگی غافل
سازد و جز لضرورت حرف مزن و مختصر گو و وحدت را از اندیشہ
یک لحظہ جدا مکن اگر در مجلس بہ نشینی بیشتر مقید مشو مبادا غفلتے واقع
شود و سعی کن تا آن کثرت مرآتِ وحدت شود و متوی گردد در
اخفائے اندیشہ خود در ابتدا حتی الامکان ساعی باید بود
و این کلمات را بہ ہمہ کس نباید نمود مگر بمخصوصان خود۔ اے سید
بہ اولاد و غلام و آشنا و بیگانہ و دشمن و دوست آشنائی بوحدت
باید کرد و ہمہ را بنظر اخلاص و چشم حقیقت باید دید اے سید
نزاع و جدال مطلق از میان بردار و انکار بالکلیہ از میان برطرف
کن تا وحدت ظہور نماید و بسیار سعی باید کرد تا خشم و غضب ظہور

تکندلت کردن و زدن خود چہ گنجایش دارد ہمہ را معذور باید
داشت درون خانہ و بیرون خانہ با فرزندان و متعلقان و
بیگانگان آمیختن باید کرد اگر کسے با تو بدی کند نیہار دل بد نہ
کنی و نہ رنجی و اورا خوش سازی و مکافات بدی بہ نیکوئی کن و
این اصل کلی است در طریقت اسے سے تنہا بودن و تنہا
نشستن در جمعیت دخل تمام دارد و حال طالب ازین دو وجہ
خالی نیست تعلقات ظاہر دارد یا ندارد و اگر ندارد معاملہ او
آسانست اورا باید کہ از ہمہ قطع نظر کردہ در خلوت یا در صحرا
بہ نشیند و بحقیقت متوجہ شود تا زمانے کہ بہ حقیقت متجلی شود و ہم
دوئی برخیزد آن زمان بہر رنگ کہ خواہد باشد گنجایش دارد
و اگر تعلقات ظاہر دارد و حقوق شرعی بہ او متوجہ است باید کہ

بقدر ضرورت بہ آن پردازد و اما باید کہ احتیاط تمام کند کہ
خلاف شریعت و طریقت واقع نہ شود و اگر در ملاحظہ وحدت کہ
حقیقت است بالکلیہ غفلت واقع شود می باید کہ شبہا درین
کار بسیار بکوشد و در مراقبہ وحدت باشد و در روزانہ ہم چند
ساعت برائے این کار معین کند و روز بروز افزودہ باشد
تا آنکہ این معنے غلبہ کند و از ہمہ وارہاند۔ اے سید وقتیکہ معنے
وحدت غالب آید و لطف الٰہی ظہور فرماید ہمہ حقوق از تو ادا
خواہد یافت و ترا ہیچ خیر و شر و ہیچ کارے نخواہد ماند وکیل
تو خدا خواہد بود و بجائے تو او خواہد بود و تو درمیان نہ۔ اے سید
صحبت دنیا و صحبت اہل دنیا در طریق سلوک بسیار مضر است۔
اما کسیکہ گرفتار است بہمی تواند از ان قطع کرد بضرورت و احتیاط

تمام باید نمود که واقع نشود چیزے که در شریعت یا طریقت یا حقیقت
جنگ داشته باشد و اگر تقصیرے بوده باید که رجوع نموده تدارک آن
باید کرد که واقع نه شود اے سید در لباس تکلف نباید بود چیزے
از لباس فقرا با خود باید داشت و همیشه حاضر حال باید بود
و از گذشته و آینده یاد نباید کرد و ملاحظه وحدت هرگز از دست
نباید داد اے سید باید که بدانی که هیچ عذابے سخت تر از عذاب
دوری از حقیقت خود نه ـ از ین مرگ و این غفلت ترسان و هراسان
متوجه وحدت باید بود و به یقین باید دانست که همه یکیست و غیر
یکے موجود نیست و هر قدر که این اندیشه غالب است شقاوت
دور است چون از وهم دوئی برآمد قیامت بر وے واقع شد
و در جنت شهود ابدالآباد آسود اے سید این چنین دولتے

هرگاه در دنیا میسر شدنی است چونست که در آن سعی نمی کنی و غافل می باشی قیامتے بر همه کس و همه چیز آمدنیست و آن رجوع است بوحدت اما بعد از ان که ظهور کلی داقع شود اگرچه همه از اصل خود بر آمده باشند لذتے که باید همه روے ندهد مگر مردے که این جا بر آنها قیامت گذشته باشد پس باید که سعی کنی که آن معنی موعود است ترا این جا رو نماید تا آسودگی تمام حاصل شود و لذتیکه می باید دست دهد مقصود همین است که وہم دوئی برخیزد و تو نمانی او ماند پس همه اولیاء و انبیاء برین اتفاق کرده اند و در کتب الہیت و احادیث نبویه و کلمات اولیاء دلائل برین بسیار است و عظمائے هر فرقه بوحدت قائل اند و همه بیک بیان برین رفته اند که غیر حق موجودے نیست عالم

صورت اوست و ظہور اوست و پس بنا برآن است کہ شواہد این مطلوب مطلب را در کتابے علیحدہ نوشتہ شود و اند دلائلے کہ عقل سلیم استنباط آن کردہ آوردہ شود ان شاء اللہ سبحانہ اے سید امروز کہ آخر روز زمانست نزدیک رسید کہ آفتاب حقیقت از مشرق مغرب خلقیت طلوع نماید از انجا کہ پیش از طلوع آفتاب انوار و آثار ظاہر می شود و اسرار توحید از زبان خاص و عام با اختیار و بے اختیار فہمید و نافہمیدہ سر می زند طالب را باید کہ خود را جمع ساختہ از خود بیہوش شد کہ حقیقت وحدت کما ینبغی بروے جلوہ گر شود و بہ گفتگوے زبانی اکتفا واقع نہ شود اللہ مطلق است و محمد برحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد الطالبین

(مصنفہ حضرت شاہ میرانجی شمس العشاق رحمتہ اللہ علیہ)

الحمد للہ رب العالمین علی کل حال وفی کل حین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وعلی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد این رسالہ ارشاد الطالبین در خاندان شدہ کہ مخدوم شاہ میران جی شمس العشاق و حضرت شاہ برہان الدین قطب الآفاق قدس اللہ سرہ برائے طالبان کامل و مریدان

صادق بطریق تلقین وارشاد درراه حق سبحانه تعالی تصنیف
کرده تا در پیروی راه باطن آسان شود واحوال سلوک دکشود
طالب درباطن ترقے به طریقیت کند دکشاده گردد و مراد
برآید انشاء الله تعالی بدان که ای طالب چون یکے بنده از
بندگان خدا خواهد که معرفت ذات خدائے تعالی حاصل کند
وباو واصل شود وصدق در دل او پیدا آید اول سه مرتبه بداند
یکی عرفان دویم ایمان سویم اسلام عرفان آنکه اول یقین
به خدای تعالی چنان بیارد که کسی نیست دانا و توانا و قادر و مالک
برهمه قدرت خود درهیچ باب عاجز نیست درخداوندی او
نیست او برابر قدرت وصنعت وحکمت اوشناس کند این
عرفان شد بعد از ان بر و ایمان آوردن لازم است و ایمان

چگونہ بیارد چنانچہ فرمودہ قولہ تعالیٰ۔ ویفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔

بر حکم آن چنان بداند کہ آن خدا ہر چہ خواہد قہر کند اگر خواہد لطف کند دل درمیان دو صفت جلال وجمال حق قرار گیرد بحسب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بین الخوف والرجا

درین باب حضرت شاہ میرانجی شمس العشاق قدس اللہ سرہ دوہرا فرمودہ اند۔ اللہ کرے سو ہوے سبھی بہے بوجہ ایمان ہو کر نا رہنا بیچو کنا اللہ کے فرمان۔ درین دانستن شک نباشد بعد ازان تسلیم آید کہ معنی اسلام تسلیم است چنانچہ فرمودہ اند۔ سلموتسلیما۔ تسلیم سرعبادت است

بر حکم لا اله الا الله محمد رسول الله تسلیم جنان باشد
که هر چه خدا تعالیٰ بر وامر کرده است بر طاعت و عبادت معرفت
همه را اور ابشرع محمدی علیه السلام تسلیم باشد قوله تعالی۔
ومن یطع الرسول فقد اطاع الله هر که طاعت رسول
کرد او طاعت خدا کرد یعنی بر حکم خدا و رسول خدا تسلیم باشد تا
اسلام حاصل شود بدان ای طالب اگر این قدر معرفت در دل
نیاید هرگز باطن دل او روشن نشود اگر ایمان با عرفان و اسلام
در دل طالب قرار گیرد در هر ذکر که مشغول گردد حلاوت نماید
انشاء الله تعالی بعد از ان ذکر شروع کند بر طالبان صادق
اول ذکر جلی بر اعضای ظاهر اسم الله الله ثابت کند بر حکم
اذکروا الله ذکراً کثیراً۔

بدیدن شنیدن بحرکت وسکنت درخیال ومقام اسم اللهُ الله
موجود نماید ودر ظاهر با زبان وگوش وچشم ودست وقدم
خواه متحرک خواه ساکن باسم اللهُ الله مشغول باشد تا حال صفا
ومقام ناسوت حاصل شود آنرا ذکر جلی گویند که قوله علیه السلام ذکر
لسان تعلقه یعنی ذکر جلی است بعد از ان ذکر قلبی شروع
کند درین حدیث الذکر قلبی وسوسه وذکر قلبی چنانچه دل
باطن جز الله هیچ چیز نه نماید بجز او کس را نه بیند اللهُ الله در
دل چنان قرار دارد ومستغرق شود وثبت گردد تا همه غیر
را فراموش کند درین حال مقام ملکوت حاصل شود انشاءالله
تعالے بعد از ان ذکر روحی شروع کند حد الذکر روحی مشاهدة
بر عین صورت ظاهر شئ را به بیند تا از ان صورت تصور ظاهر

نظر باطن کشاده نور خدا تعالی را مشاہدہ کند تا از ان نور خدا را
به بیند بصیرت باطن کسے را که او توفیق بخشد درین جبروت
حاصل شود قوله تعالی. یهدی الله لنوره من یشاء + بعد
از ان ذکر سری معائنه کند یعنے سری محل محبت باشد تا درین
مشاہدہ نور در دل بندہ و جان بندہ محبت لقای حضرت
رب العالمین زیادہ شود و بروی اشتیاق و عشق روی نماید
آنچنان که از خودی خود بیخود شود که مطلب محبوب به بیند درین جا
مقام لاہوت حاصل شود و حال بسیار روی نماید و اسرار بسیار
آید و معرفت کمال و لقا جمال و عنایت خود و صاحب ولایت
گردد انشاء الله تعالی بعد از ان ذکر خفی باید تا وصل ذات بدست آید
بر حدیث نبی صلی الله علیه وسلم الذکر خفیٌ معائنةً یعنے خود را

در ذات مطلق فدا کند و این از ارادت خدا تعالی است که
محبت عاشق را از طرف ذات جذبه کند و بر باید و در خود خفی
کند تا وصل ذات خدائی تعالی حاصل آید از آن توحید حقیقت
حال خفی که قال علیه السلام یعنی خود را در ذات مطلق فدا کند
و این از ارادت الی التوحید حقیقت لارب ولا عبد درین
جا از خود بے خود چنان فدا شود که نداند من یا توی ذوق او یر
شود و در ہر طرف او نماید قوله تعالی فاینما تولوا فثم وجه الله
آخر حال او شود درین جا که حالت ظہور ذات وصفات
معاینه کند و تسلی شود انشاء الله تعالی در بیان مقام سیر
وطیر بدانکه این راقم است طالب را باید که بوجود روحانی
سیر کند که کعبه وطیر بر عرش برابر سیر خود برود تا شیطان

راه نیابد ونیز درین جا اشارتست هرکه عارف باشد فهم کند و هر
عبادت که کند باوجود نورانی کند این جا نسبت باوجود خاکی
نیست ندارد و این سیر طریقت است که چون طالب را سیر
وطیر حاصل شود بعضی جا کشف وکرامت پدید آید چنان نماید
وسیر حقیقت آنکه لقائی پیر خود را قبله سازد ومشاهده کند تا در
ذات خدائے را موجود بیند تعین ذات مطلق بہ بیند این سیر
انتہاست طالب صادق را دل آئینہ شود تا پیر خود در خود و
معبود یکہ نماید در خود تصور کند ہر شاہد خود قرار دہد و خود عارف
تسلیم دہد در شاہدی خود شاہدی است ہمچون بر اعتقاد
روح شاہد است درین معنی باہمہ و بے ہمہ ذات خدا
حاصل شود منتہی کامل شود ودرمیان اولیاء جمع و مقام

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آید محبوب گردد انشاء اللہ تعالی رسالہ ارشاد الطالبین ارشاد شاہ میرانجی شمس العشاق قدس اللہ سرہ تمام شد بعونہ اللہ تعالی۔

(۱)

الا یا ساکن القصر المعلی

ستدفن عن قریب فی التراب

لنا ملک ینادی کل یوم

لدو للموت وابنو للخراب

(۲)

الٰہی تبت من کل المعاصی

باخلاص رجاء للخلاصی

اغثنی یا غیاث المستغیثین

بفضلک یوم یوخذ بالنواصی

(مروی در سلسلہ چشتیہ عالیہ)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ انا من نور اللہ وکل شیٔ من نوری۔

۲۔ خلق اللہ آدم علی صورتہ

۳۔ من رانی فقد رای الحق۔

۴۔ انا فی العرش احدٌ وفی السماء احمدٌ وفی
الارض محمدٌ وفی تحت الثرای محمودٌ۔

۵۔ کل عالم لم یعمل علمہ فہو ابلیسٌ

۶۔ من عرف اللہ لایقول اللہ ومن قال
اللہ لاعرف اللہ۔

۷۔ ان المومنون اخذ دینھم من اللہ و
ان المنافقین اخذ دینھم من انفسھم

ہو ہو ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ٭ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد ٭ دیر آمدہ زراہِ دور آمدہ

سر السلوک

(مصنفہٗ)

حضرت سیدنا ابو العلا رضی اللہ عنہ

مترجمہ مولوی منظور احمد صاحب فوق ناظر

در بیان مراتب فنا و وصول الی اللہ تعالیٰ ؂

اس واجب الوجود کی حمد کے بعد کہ جو جملہ موجودات عالم کی

ہزارہا صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ۔

ذات نے اس کی ہر اک شکل میں کی جلوہ گری
شکل آدم میں کبھی صورت حوا میں کبھی

اور اس بے چون و بے چگوں نے ہر کے بعد کہ جو صد ہزار

چونی اور چگونگی میں ظاہر ہوا اور جس کا پتہ موجود نہیں ۔

تعجب ہے کہ بے رنگی میں اس کی رنگ ہیں لاکھوں
بڑی حیرت ہے اس بے شکل کی ہیں صورتیں لاکھوں

ع بلند و پست ہے جو کچھ بھی ہے وہ سب ہمہ اوست

وہی ہمسایہ ہمنشین ہمراہ ۔ ہے گدا میں وہی وہی ہے شاہ
جلوت فرق ہو کہ خلوت جمع ۔ بس وہی وہ ہے ہر جگہ واللہ

درود اس حبیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم

پر کہ جس کے پیدا کرنے کے ارادہ پر جملہ موجودات کی ایجاد ہوئی ہے
یا مصطفےٰ محمود و محمود آپ ہیں ۔ ایجادِ کائنات کے مقصود آپ ہیں
اس کے بعد فقیر حقیر دل شکستہ اور خودی سے رہائی
پایا ہوا ابوالعلا احراری الحسینی عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ
مراتب فنا اور وصول الی اللہ تعالیٰ کے بیان میں ہے جو
طالب کہ اس کے طریق پر سلوک اختیار کرے اور جیسی
کہ چاہئے کوشش کرے امید قوی ہے کہ مقصود حقیقی سے کہ
وصول بحق ہے شرف یاب ہوگا۔
اب جان اے بھائی کہ فنائے اعظم جو وصول اعلیٰ
مقامات فقر ہے تین قسم پر مشتمل ہے۔
پہلی فنا فی الافعال۔ دوسری فنا فی الصفات تیسری

فنا فی الذات ۔

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا خود اپنے اور جملہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے یعنے اپنے اور جملہ عالم کے جملہ حرکات وسکنات وافعال کو جو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب کیا کرتا ہے اور خود اپنے اور دوسروں کے سمجھا کرتا ہے سب کے سب کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا اور اللہ کے افعال جاننا اور ان سب کو اللہ کی طرف سے جاننا اور اپنے افعال کا تعلق اللہ سے ایسا ہی خیال کرنا کہ جیسا کنجی کی حرکت کا قفل

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا اپنے آپ کو خود اپنے اختیار سے اور جملہ عالم کو خود اس کے (جملہ عالم کے) اختیار سے باہر جاننا ہے۔

کھولنے والے کے ہاتھ یا مردہ کی حرکت کا غسال کے ہاتھ سے
اور کسی چیز اور حرکت کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا کیونکہ ایسا
کرنا اس گروہ کے پاس شرک اور کفر ہے ے

ہے اس میں شرک کی اک نوع پنہاں گر کہے کوئی
ستایا زید نے مجھکو عمرو نے کر دیا زخمی

ے دانہ صیاد ازل نے جب بکھیرا دام پر
اک پرندہ آ پھنسا نام اس کا رکھا آدمی

نیک و بد جو کچھ گزرتا ہے جہاں میں سب کا سب
کر کے اوروں کا بہانہ کر رہا ہے آپ ہی

ے کمان میں تیر ہے در اصل خود اس صید افگن کی
کمان ابروے معشوق کا لیکن بہانہ ہے

فنا فی الصفات سے مراد سالک کا خود اپنے اور دوسروں
کے جملہ صفات کو اللہ کے صفات جاننا ہے یعنے ہر ایسی اپنی
اور دوسروں کی صفت کو جو صفات حیات ۱ علم ۲ ارادہ ۳
قدرت ۴ سمع ۵ بصر ۶ اور کلام ۷ سے متعلق ہو۔ اپنی اور دوسروں
کی صفت جاننا اور جس کو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے
منسوب کرتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی بابدولت اس کا وجود
سمجھتا ہے اللہ سے منسوب کرنا اور اللہ کی صفت جاننا اور ہرگز
اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب نہ کرنا کیونکہ یہ بھی
اس بلند پایہ گروہ کے پاس شرک عظیم ہے ؎

ہر زباں سے بولتا ہر کان سے سنتا ہوں میں
ہے تعجب کان ہی ظاہر ہیں میرے نے زبان

نقل ہے کہ جب سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز نے دارِ فنا سے دارِ بقا کا سفر فرمایا ان کی روح پاک سے خطاب ہوا کہ اے بایزید ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے؟ عرض کی خداوندا توحید لایا ہوں جواب آیا اُذْکُرْ لَیْلَۃَ اللَّبَنْ یعنی یاد کر دودھ والی رات کو کہ ایک رات تو نے دودھ پیا تھا اور تیرے پیٹ میں درد ہو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ میں درد کیوں ہو رہا ہے تو نے جواب دیا کہ آج رات میں نے دودھ پیا تھا۔ اس لئے میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے تو نے پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا پھر اب کہتا ہے کہ توحید لایا ہوں ۔

کسی سچے نے کیا کہدی یہ سچ بات

کہ ہے توحید اسقاط اضافات

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ سلطان العارفین کی صرف ایک ہی نسبت بہ غیر حق پر ان کی توحید کو توڑ ڈالا اور شرک میں شمار صد افسوس دوسروں کا کیا حال ہوگا جو ہمیشہ ہی اس بلا مین مبتلا ہین :

حق سبحانہ جل شانہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔

مَا یُؤمِنُ اَکثَرُھُم بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُم مُشرِکُون ۝

یعنے بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ ایمان لاچکے ہیں مگر دراصل مشرک ہیں ۔

جبتک تیری عادت ہی رہیگی تری ہمبر شیطان منافق ہے تو درویش نہیں ہے

فنا فی الذات سے سالک کا اپنی اور جملہ عالم کی ذات
کو اللہ کی ذات دیکھنا اور جاننا مراد ہے یعنی سالک جو یہ جانتا
ہے کہ میں میں ہوں اور عالم عالم ہے تحقیق کے ساتھ جاننا اور
دیکھنا کہ اللہ ہے اور یقین کے ساتھ جاننا اور تصور کرنا کہ حضرت
حق تعالیٰ مرتبۂ اطلاق سے نزول فرماکر ان انواع و اقسام
کی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔ سب کچھ وہی ہے۔
اس کا غیر حق موجود نہیں۔

دیکھتا جو کچھ ہے تو سب یار ہے
غیر اس کا وہم اور پندار ہے
جلوہ زا وہو معکم کا جمال
کب ہر اک میں طاقت دیدار ہے

اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ[1]۔ (جس نے پہچانا اپنے نفس کو تحقیق اس نے پہچانا اپنے رب کو) یعنی جو شخص کہ اپنے آپ کو یہ جان لے کہ میں نہیں ہوں حق ہوں جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہوں اس نے حقیقت میں پہچان لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا کہ

---

[1] من عرف نفسه بالعدم فقد عرف ربه بالقدم من عرف نفسه بالنقص فقد عرفه ربه بالکمال وغیرہ یعنی جب اپنے نقص و زوال و عدم و فنا و عدم مردگی۔ جہالت مجبوری ناتوانی کو دیکھ کر بے رنگی کا علم ہوا تو اللہ تعالیٰ کے کمال و قدم حیات و علم و ارادہ و قدرت و سماعت و بصارت و کلام کے صفات سے واقف ہوا و پہچانا کسی شئے کا کمال دوسری شئے کے نقص و زوال سے پہچانا جاتا ہے۔

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ[۲] (پہچانا میں نے اپنے رب کو اپنے رب سے)
یعنی جب تک کہ میں تھا حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ
کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جا چکا حق نے حق کو پہچان
لیا ہے

جب تلک تو ہے پتہ حق کا نہ ہرگز پائیگا
جب نہ ہوگا تو خدا خود رونما ہو جائیگا

اس معرفت اور فنا کے حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے
اس ترتیب کے ساتھ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اعظم
کہ خداشناسی اور وصول الی اللہ ہے حاصل ہوگا ترتیب یہ ہے:-

---

[۲] بندہ کا کہاں مقدور و حوصلہ ہے کہ اللہ تعالی کو پہچان لے۔

سالک کو پہلے چاہیئے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرلے اور اس میں ہمیشہ جمال حق کو دیکھا کرے اور اس خیال میں اس قدر مستعد اور سرگرم ہو کہ دم بھر کو دیدہ و دل سے دور ہونے نہ دے

وہ مگن ہے جس نے صورت یار کی : ہر طرح آئینہ میں دیکھ لی

اس خیال کی انتہا پر بہت ساری چیزیں نمودار ہوں گی۔ اور طرح طرح کی لذتیں۔ رنگا رنگ کیفیتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو ترقی کرنا اس مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اور تمام کو حق دیکھنا اور حق جاننا اور ایسا تصور کرنا چاہیئے کہ یہ سب کچھ حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے

تیرے جانب کس طرح ہو کوئی سیر

کب ہے خالی تجھ سے مسجد ہو کہ دیر

طالب و مطلوب دیکھے رب کے سب

تو ہی تو ہے کب ہے تیرا کوئی غیر؟

اسکی غیرت نے جہاں میں غیر چھوڑا ہی نہیں

اس لئے وہ خود ہی عینِ جملہ اشیا ہوگیا

اس تصور اور خیال میں ہمیشہ ایسا مصروف اور پابند رہنا چاہئے کہ کسی ساعت اور کسی آن اس سے خالی نہ رہا جائے اور اس باب میں کوشش اور سعی بلیغ کرنا چاہئے کیونکہ کوئی مقصود بغیر کوشش اور تلاش کے نہیں مل سکتا کوشش وہ شئے ہے کہ آدمی کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرتا اور قیل وقال

چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دل و دیدہ اللہ کے تصور میں مستغرق رہے
اس تصور کی انتہا پر اور بہت ساری چیزیں نظر آئیں گی۔
اور طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو اس سے بھی آگے ترقی کرنا اس
مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دینا اور
اپنے وجود وہمی کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرنا چاہئے۔
یعنی آنکھ بند کر کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ جس کو کہ میں سمجھا کرتا تھا
میں نہیں حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

چند روز اس تصور میں حد درجہ مصروف اور پابند رہنا چاہئے
تاکہ خود کو بھول جایا کرے۔ اور خود کو اور جملہ عالم کو حق جاننا چاہئے
اور حق دیکھا جائے۔

سالک جب اس تصور میں خودی سے گزر جائیگا اس کے باطن سے جس طرح کہ اس خودی سے رہائی پائے ہوئے فقیر کے باطن سے نکلتا ہے یہ ترانہ نکلیگا ؎

محو حیرت ہوں کہ جس کو "میں" کہا کرتا تھا میں
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں خود اس کو وہ "میں" اب کیا ہوا

جب یہ تصور اس قدر غالب ہو گیا کہ سالک خود کو بھول گیا۔ تب دیکھنے والا اور دکھائی دینے والا ایک ہو گیا اور پردہ اٹھ گیا اور وصول حق حاصل ہو گیا ؎

خود ہی شاہد ہے خود مشہود بھی ÷ غیر اس کا ہے کہاں موجود بھی؟

؎ دن بھر ترے ساتھ تھا خبر کسی کو نہ تھی
شب ساتھ رہا او تکئے میں رات کٹی

جو کچھ ہے سو مین ہوں یہہ گمان تھا مجھکو

میں جملہ تو ہی تو تھا حقیقت جو کھلی

میرا معشوق عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا ✽ بلکہ خود مجھ میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

مین سمجھا کہ طلب اس سے ملا دیگی مجھے ✽ یہ غلط وہم و گمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

یعنے بیخود ہوتا۔ خود سے گزر جانا اور نیست ہو جانا ہی اللہ کے

طالبوں کا مقصود اور مطلوب ہے، اور یہی ہے انتہا اور کمال فقر کا۔

سالک کا اس مقام پر پہنچنا مقام فنا فی اللہ پر پہنچنا ہے ؎

جس کا کہ فنا شیوہ ہوا در فقر آئیں ✽ گو معرفت دیں نہ ہوا و کشف و یقیں

وہ اٹھ گیا درمیان سے اللہ رہا ✽ اَلْفَقرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللہ ہے یہیں

اسی موقع پر فرمایا ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت ساری

چلہ کشیاں اور ریاضتیں کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے

بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود نہ رہے۔ اس مقام پر کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا
وَجْھَہٗ۔ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ اِنْتِھَائُہٗ ھِیَ الرُّجُوْعُ اِلَی اللّٰہِ
بااللہ تعالیٰ ۔ کا راز فاش ہوتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے جملہ طلبگاروں
کو اس مقصود تک ضرور پہنچائے بحق النبی وآلہ الامجاد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

غزل شیخ ابراہیم عراقی رحمتہ اللہ علیہ

نخستین بادہ کاندر جام کردند
زچشم مست ساقی وام کردند

برائے صید مرغ جان عاشق
ززلف ماہرویاں دام کردند

بعالم ہر کجا رنج ملامت
بہم بر دند وعشقش نام کردند

زبہر نقل مستاں از لب چشم
مہیا شکر و بادام کردند

چو خود کردند راز خویشتن فاش
عراقی را چرا بدنام کردند

(مولوی منظور احمد صاحب ناظرؔ)

بہ رہ تو دیدہ بد و ختم شدہ عمر و یار نیامدی
دل و جان بہ آتش ہجر تو مگر اے نگار نیامدی

ز من ستم زدہ سوے تو شدہ قاصدے پے قاصدے
بسر خزاں زدہ گلشنم مگر اے بہار نیامدی

تو بگو کہ دسترسم کجا کہ رسم بکوے تو یار من
مگر آہ باہمہ آگہی تو بہ یار یار نیامدی

بہ میان بادیہ ہمدمے نہ بہ زخم سینہ دمرہمے
ہمہ حسرتم بہ چنیں غمے بہ غمیں زار نیامدی

شدہ سالہا بت بے وفا کہ کسے نیافت ازو نشان
بتلاش تربت ناظرت سر کوہسار نیامدی

زہے جوشن بہ بر خنجر بکف مردانہ می آئی

بہ ہر گہ سوے من قصدے کنی ترکانہ می آئی

بدون آیم برائے مقدمت خالی کنم جا را

چو اے جانِ جہاں باجلوۂ جانانہ می آئی

بہ پا بوست بقید جامہا از دست میخواران

چو سوئے میکدہ با غمزۂ مستانہ می آئی

بہ ہر دم طرفہ تلبیسے بہر ساعت عجب شانے

گدایانہ رسی گاہے گہے شاہانہ می آئی

نبودہ آشنا لبہائے نوشین تو با تلخی

کنوں در گفتگوے تلخ بیباکانہ می آئی

مریضِ عشق را وجہ مرض جز تو چہ می باشد

تو خود بر حال او در عشق ناصحانه می آئی

به رنگ نوبهاران سینه ات آتش کرده ناظر

سرت گردم چرا پس سوی آتش خانه می آئی

یار من که سراپا لطف بیکران باشد — با هزار تقصیرم یار مهربان باشد

تو به شکلم مردم باز تو به می ورزم — رحمتش نمی داند این چه وجه آن باشد

ایکه قیل و قال تو شرح دفتر عشق — ویکه علم و حال تو راز کن فکان باشد

دارم این سوال از تو با کمال نادانی — گرچه خامشی دائم کار عاقلان باشد

هر دمی ز من جرمی سرزنان ز تو عفوی

ناظرت کرم آخر شاخ زعفران باشد

نرگس که همی بیند بے خودنگرانستے
دیده است نگاه او حیرت زده زانستے

یک محشر بیتابی بر دل شدگان برپاست
این فتنه که برپا شد از چشم بتانستے

عیبم مکن اے زاهد من بندهٔ مقدورم
گر رند نظربازم تقدیر چنانستے

این خرقهٔ سالوسم صد عیب مرا پوشد
زهدیکه همی ورزم نادان بگمانستے

آنکس که خبر دارد مهرے بلب خود زد
افسانه که در دهر است از بیخبرانستے

این شعر ترم آبے هر لحظه ز نو دارد
زان مولوی ثانی "گو شاه شهانستے

هم نغمهٔ رومی ام مانند حزین ناظر
این پرده که می سنجم زان جان جهانستے

(*)

ناظر چو به دست بالیمین دادم دست
حقا که بصدق و یقین دادم دست

دست از همه مطلوب کشیدم یارے
زان روز که مقصود چنین دادم دست

زان رو که صدق در یقین است مرا | گلزار جنان و حور عین است مرا
مردم بطواف کعبه ورزند سفر | آن کعبه و قبله جا بالیمین است مرا

(۴۰)

در راہ طلب اہل یقین را دریاب | بگزار ز سر مکان مکین را دریاب
گر طالب عاشق صادقی مریدش کسے | بگزر ز ہمہ و بالیمین را دریاب

الحمد لله منشی الخلق من عدم
ثم الصلوة علی المختار فی القدم
مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم
وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا

قصیده

اصبحت زائراً لک یا شحنة النجف — بہر نثار مقدم تو نقد جان بکف

تو قبلۂ دعائی و اہل نیاز را — روی امید سوئی تو باشد ز ہر طرف

می بوسم آستانۂ قصر جلال تو — در دیدہ اشکِ عذر ز تقصیر ما سلف

گسترده ہائے چشم مرصع ز گوہرم — فرش حریم تربت تو باشد زہے شرف

رو کردہ اند جملۂ اکناف سوئی تو — تا گیریم ز حادثۂ دہر در کنف

بر روئے عارفان تو مفتاح گشتہ است — ابواب کنت کنز بمفتاح من عرف

خصم تو سوخت در تب تبت چو بولہب — نا دیدہ از زبانۂ قہرت سقر تلف

رفت از جہان کسی کہ نہ پے بردِ پے تو — لب پر نفیر یا اسفا و دل پر از اسف

نا جنس را چہ حد کہ زند لاف حبِ تو — او را بود بجانب موہوم خود شغف

جنسیت است عشق موالا را سبب — حاشا کہ جنس گوہر رخشان بود صدف

جامی بر آستانِ تو سرہا بجائے سجود — ہر صبح و شام بہر صفا می کشد صف

السلام ای [illegible] گوهر دریای جود — السلام ای تازه گلبرگ [illegible] وجود

السلام ای آنکه تا از [illegible] آدم [illegible] — نور پاکش کرد از قدسیان او را سجود

السلام ای آنکه زنگ ظلمت از غم زدا — صیقل تیغ تو از آئینهٔ گیتی زدود

السلام ای آنکه نامد در [illegible] — تیره‌بینان را بجز نور تو در چشم شهود

السلام ای آنکه بهر [illegible] — اطلس [illegible] ز شب [illegible] روز بود

السلام ای آنکه از [illegible] شجاعت [illegible] — جز کلید لطف بر خلقت نتواند گشود

السلام ای آنکه تا بودم درین محنت‌سرای — در سرم سودای و در جانم تمنای تو بود

صد سلامت می‌فرستم هر دم ای فخر کرام
بوکه آید یک علیکم در جواب این سلام

بلغ العلى بكماله — كشف الدجى بجماله

حسنت جميع خصاله — صلوا عليه وآله

سنه ۱۳۵۳ — ۱۳۴۳

[illegible] حاجی کرمان مالک اخبار شوکت الاسلام [illegible]
(حیدرآباد دکن)